گائے کشی و قربانی

حقائق اور غلط فہمیاں

مرتب

مفتی احمد اللہ نثار صاحب قاسمی نقشبندی مجددی

ناظم دار العلوم رشیدیہ حیدرآباد

- اسلام میں جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی اہمیت
- جانوروں سے متعلق ضروری مسائل
- جانوروں سے متعلق دلچسپ واقعات



- قربانی پر بے جا اعتراضات کی حقیقت
- گوشت خوری عقل و مذاہب کی روشنی میں
- گائے کی مذہبی وسیاسی تاریخ
- گائے کی قربانی کا ترک فقہ کی روشنی میں

ناشر

دار العلوم رشیدیہ

زیر انتظام: رشیدیہ ایجوکیشنل چیریٹیبل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

گائے کشی و قربانی
حقائق اور غلط فہمیاں

مرتب

حضرت مفتی احمد اللہ نثار صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم
ناظم دار العلوم رشیدیہ حیدرآباد

دار العلوم رشیدیہ
زیر انتظام: رشیدیہ ایجوکیشنل چیارٹیبل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ

تفصیلات

نام کتاب	:	گائے کشی وقربانی ۔حقائق اور غلط فہمیاں
مرتب	:	مفتی احمد اللہ نثار صاحب قاسمی نقشبندی مجدّدی
اشاعت	:	2025ء
تعدادِ صفحات	:	
ناشر	:	دارالعلوم رشیدیہ حیدرآباد

ملنے کے پتے

(۱) دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد: 8341658711
7253927867
8179076739

(۲) مکتبہ احسان لکھنو

اجمالی فہرست

فہرس

دوسرا اعتراض ۔قربانی رحم کے خلاف ہے؟

تیسرا اعتراض۔قربانی خلاف عقل ہے؟

پانچواں اعتراض۔کیا قربانی جانوروں کی نسل کشی ہے؟

چھٹا اعتراض۔کیا گائے کشی معاشی نقصان کا سبب ہے؟

ساتواں اعتراض کیا قربانی میں گوشت کا ضیاع ہے؟

آٹھواں اعتراض
کیا قربانی کرنے والے دہشت گرد ومتشدّد ہوتے ہیں؟

دسواں اعتراض
قربانی کے بجائے رفاہی خدمات کیوں نہیں کرتے؟

گوشت خوری عقل ومذاہب کی روشنی میں

تقریظ

حضرت مولانا محمد عبد القوی صاحب دامت برکاتہم
ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

اسلام میں تحلیل وتحریم کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے، کیوں کہ وہی مخلوقات کا خالق اور اُن کے مُضر ومفید ہونے نہ ہونے کا عالم ہے، جیسے طبیب مریض کے لئے کسی چیز کو مفید سمجھ کر استعمال کرنے کو کہتا ہے اور کسی چیز کو مضر مان کر پرہیز کرنے کا حکم دیتا ہے، اسی طرح حق تعالیٰ شانہ اپنے بندوں کے لئے کسی چیز کو مفید ہونے کی وجہ سے حلال کرتے ہیں اور کسی چیز کو مُضر ہونے کی وجہ سے حرام قرار دیتے ہیں۔ اس فرق کے ساتھ کہ طبیب کا علم تخمینی وتجرباتی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا علم قطعی وحقیقی ہے، اس لئے حق تحلیل وتحریم اُن کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے ۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو حلال کر دے تو کوئی اس کو حرام نہیں کہہ سکتا اور حرام کر دے تو کسی کی مجال نہیں کہ اُسے حلال قرار دے۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱ (التحریم: ۱)

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ (الاعراف: ۳۲)

وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ۚ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰي عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۱۴۴ (الانعام: ۱۴۴)

ہندوستان کے معدودے چندلوگ اپنی تہذیب ومذہب کے برخلاف اس جانور کو

معبود کا مقام دیتے ہیں، آزاد ہندوستان میں تو اسے بالخصوص سیاسی رنگ دے کر خواہ مخواہ کا ہوّا بنا دیا گیا، اِن دنوں اس کی حفاظت کو لے کر منافقانہ سیاست کی جارہی ہے، ایک طرف تقدّس وتعبُّد کا دعویٰ دوسری جانب روزانہ سینکڑوں جانوروں کو ہلاک کرکے ان کا گوشت بر آمد کرنے اور پیسہ کمانے کا سلسلہ! اب کوئی کیا فیصلہ کرسکتا ہے کہ ''تقدسِ بقرہ'' کے اس دل فریب نعرے اور اس کے سنگین مسئلے کا مقصد گائے کا تحفظ یا مسلمانوں کے منھ کا لقمہ چھین کر خود کھانا ہے۔

اس صورتِ حال میں افراط وتفریط سے بچتے ہوئے اعتدال کی راہ اختیار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان کو اس موضوع پر صحیح معلومات فراہم ہوں۔

مولانا مفتی احمد اللہ نثار قاسمی صاحب سلّمہٗ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے دیگر اور موضوعات کی طرح اس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اور تاریخی؛ تحقیقی؛ عقلی نیز اسلامی وشرعی نقطۂ نظر سے سیر حاصل اور معلومات افزاء مواد اکھٹا کیا ہے۔

میری دلی دعا ہے کہ حق تعالیٰ ان کی اس خدمت کو شرف قبول عطا فرمائے اور نفعِ عام کا سبب بنائے۔ آمین۔

والسلام علی النبی الکریم
محمد عبد القوی غفرلہ
۲۸؍ذی الحجہ؍۱۴۴۶ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی ابوبکر جابر قاسمی صاحب دامت برکاتہم

’’گاؤکشی وقربانی: حقائق اور غلط فہمیاں‘‘ میں مرتب نے ۱۷؍مرکزی عناوین کے تحت ۲۸۹؍صفحات میں عالمی ملکی، شریعت وتاریخ اور عقل کی روشنی میں ضروری مواد کو بہترین انداز میں جمع کر دیا ہے، میری ناقص معلومات کے مطابق اب تک اُردو کتب خانہ اس قسم کے مجموعہ سے خالی تھا، گذشتہ چند سالوں میں اس موضوع پر عوام وخواص کو باشعور کرنے کی بہت ضروری محسوس ہوتی رہی، مذہبی محبت کتنی ہے اور سیاسی استحصال کتنا ہے، گائے کا واقعی کتنا تقدّس ملحوظ رکھا جا رہا ہے۔

مغرب کتّے بلیوں کو حق دینا چاہتا ہے؛ لیکن مُلکوں کا حق نہیں دینا چاہتا، شوقیہ درندے بھی پالے جارہے ہیں؛ لیکن والدین اور اولاد کو پالنے والے نہیں مل رہے ہیں، ہر ایک اپنے مذہب پر اپنے دائرے میں عمل کریں، دوسرے کے دائرے میں مداخلت نہ کریں، اخباری مضامین اور سطحی سوچ سے ہٹ کر؛ بلکہ بلندتر ہو کر اہلِ علم واصحابِ افتاء کے سامنے سارے پہلو ہونا چاہئے جو فاضل مصنف نے جمع کیا’’ گاؤکھشک نے کتنے انسانوں کا قتل کر دیا، اس وطن عزیز میں چارہ گھٹالہ کتنا ہوا، اس عنوان کو سیاسی طور پر ہمیشہ سے گرم رکھا گیا‘‘ مدّنظر رہنا چاہئے۔

دعاگو ہوں کہ پروردگارِ عالم دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی دنیا وآخرت میں قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔

ابوبکر جابر قاسمی

۹؍مئی؍۲۰۲۵ء، ۱۱؍ذی قعدہ؍۱۴۴۶ھ

حدیثِ خاطر

کوئی مضمون یا عنوان ایسا باقی نہیں ہےجس پر غالباًہمارے اکابر نےنہیں لکھا ہو، اورجس قدر احترامِ مقابل اورمعتدل نقطۂ نظرسے وہ پیش کرگئے ہیں ہم یقیناً اُسکاعشرِ عشیر بھی نہیں پیش کرسکتے ،مشاہدہ ،تجربہ اورحقیقت یہی ہےکہ ہر اگلا کام پچھلے کام کی تکمیل یا پچھلے کام کی بنیاد پرہی ہوتاہےپچھلوں کا گویااگلوں پراحسانِ عظیم ہوتاہےکہ اُنہوں نے راستہ بنادیا تو ہمیں چلنے سہولت ہوگئی،اکابرین کی بنیاد پراصاغرین دیوارتعمیر کرلیتے ہیں، عاجز کی یہ کتاب ’’گاؤکشی وقربانی حقائق اورغلط فہمیاں‘‘ بھی انہیں موضوعات میں سےجن پر بہت کچھ لکھا جاچکاہے،اس کتاب میں بالخصوص حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃاللہ علیہ کی تحریرات کافی منقول ہیں،حضرت نانوتوی رحمۃاللہ علیہ کارسالہ الحمیہ بھی کافی جامع ہے،کتاب کے آخرمیں بعض اہم کتابوں کے نام بھی مذکورہیں جن کامطالعہ اس موضوع پرمفیدرہےگا۔

بعض موضوعات خالص علمی ہوتے ہیں ،جن کوسمجھنے کے لئےعلمی پیمانے پردلائل کا بغورمطالعہ کرنے کی صلاحیت ضروری ہوتی ہے،بعض مسائل کوسمجھنے میں فکرکی بلندی مطلوب ہوتی ہے،برادرانِ وطن کی غلط فہمیوں کاازالہ کرنا،معقولی ومنطقی بحث کرنا،اُنہیں کی کتابوں کی روشنی میں اُن کاچہرہ اُنہیں دکھاناوقت کی ضرورت کےساتھ اپنی اہم ذمہ داری بھی ہے۔

اسلام کی نظرمیں جانوروں کی بڑی اہمیت ہے،،تبھی قرآن مجیدمیں مختلف مقامات پر اللہ رب العزت نے جانوروں کا تذکرہ نام بنام ذکرفرمایا،بلکہ قرآن مجید کےبعض سورتیں حیوانات کےنامل پرہیں جیسےسورہ بقرہ ،سورہ انعام،سورہ نمل،سورہ نحل ،سورہ عنکبوت ،سوہ فیل وغیرہ۔

احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں کےساتھ حسن سلوک کاحکم فرمایابلکہ عملاًحسن سلوک کردکھایا،اہلِ عرب جانوروں پرگذربسر کرتے تھے پھربھی جانوروں سے بدترسلوک کرتے تھے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں غلاموں ،بچوں اورعورتوں کومقام دیا،وہی جانوروں کے

بھی حقوق بیان فرمائے، جانور کے منہ پر مارنے سے منع فرمایا، جانوروں کو لڑا کر تماشائی بننے یا لڑانے کو تجارت بنانے سے بھی منع فرمایا، جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے سے منع فرمایا، سرسبز موسم میں سفر ہو تو گھاس کی جگہ آہستہ چلنے کا حکم فرمایا تاکہ جانور اپنا چارہ چرلے، کہیں فرمایا کہ اونٹ اپنے مالک کے لئے باعثِ عزت اور بکری باعثِ خیر و برکت ہے، کہیں فرمایا کہ: مرغ کو گالی نہ دو وہ نماز کے لئے جگاتا ہے، ایک شخص کے محض پیاسے کتے کو پانی پلانے پر جنت اور جبکہ دوسری عورت بلی کو بھوکی پیاسی رکھنے پر جہنم کی وعید و خبر سنائی، چیونٹی، شہد کی مکھی، ہُد ہُد کو مارنے سے منع فرمایا، موذی جانور جیسے چھپکلی وغیرہ کو مارنے پر اجر بتایا تاکہ انسان کو تکلیف نہ ہو، ذبح کے احکام ایسے بیان فرمائے کہ جانور کی جان آسانی سے نکل جائے، اسلام سے بہتر روئے زمین پر کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جس نے جانوروں سے متعلق تفصیلی ابواب قائم کر کے اُن کے حقوق بیان کئے ہوں۔

جو لوگ اسلام کو ذبح حیوانات کی وجہ ظالم یا دہشت گرد شمار کرتے ہیں دراصل وہ لوگ جہالت کے دلدادہ ہیں، تعصّب کا چشمہ زینتِ چشم کئے ہوئے ہیں، دنیا کا کوئی مذہب مذہبی تعلیمات کے لحاظ سے ذبح حیوان یا گوشت خوری سے منع ہی نہیں کیا ہے، اگر کسی مذہب میں منع ہو جیسے جین مت تو وہ لوگ بھی اپنے مذہب پر باقی نہیں رہے، جو لوگ شور مچاتے ہیں جانوروں کی حفاظت کا دراصل وہ تنہا جانوروں سے کمائی کرنا چاہتے ہیں یا جانور کے نام پر سیاست کی کرسی بچانا چاہتے ہیں، آج بھی بھارت میں دیوی دیوتاؤں کے نام پر بلی چڑھاتے ہوئے زندہ جانور کھڑا کر کے اس کی گردن پر دھار دار آلہ بے رحمی سے مارنے والوں کا جذبہ رحم بھی مر جاتا ہے۔

جو لوگ ذبح حیوان کو ''جیو ہتیا'' یعنی زندہ وجود کا قتل شمار کرتے ہیں وہ بھی ''جیو ہتیا'' سے بچ ہی نہیں سکتے، کیونکہ سائنس یہ کہتی ہے انسان جب پانی، دودھ، دہی، پنیر، کچھ بھی عمدہ

غذا کھاتا ہے تو بے شمار جراثیم کی موت کا باعث بن جاتے ہیں، اگر ان جراثیم کو بچانا چاہیں تو پانی تک بھی نہیں پینا ہے، بلکہ سانس بھی نہیں لینی ہے، پھر یہ لوگ چند دن خود ایسی روزانہ ہونے والی ہتیا سے خود کو روک لیں تو اختلاف ہی نہیں بلکہ اختلاف کرنے والے ہی دنیا سے ختم ہو جائیں گے۔

ذبح حیوان کو نامعقول سمجھنے والوں کی عقل فتور کا شکار، دلائل نہ علمی، نہ عقلی، نہ تاریخی اور نہ ہی مذہبی ہیں بلکہ جہالت پر مشتمل بکواس، تاریخی حقائق سے نادانی، عصبیت کے شکار ہیں، جب دلائل سے خالی ہو گئے تو یہ شرارت شروع ہو گئی کہ بکرے کی تصویر کے ساتھ یہ ہورڈنگ لگائی گئی کہ ''میں جیو ہوں، مانس نہیں ہوں'' اگر جان ہونے کی وجہ سے حلال جانور کا ذبح بھی ظلم ہے تو ہندوستان کے ڈاکٹر جگدیش چندر بوس نے دلائل سے سبزیوں میں جان ہونا ثابت کیا ہے، پھر تو سبزی خور بڑے ظالم ہوں گے۔

دراصل جب عقل وحی سے محروم ہو جاتی ہے تو صحیح بھی غلط لگتا ہے، عقل کا دائرہ محدود ہے، عقل وحی سے بہتر فیصلہ نہیں کر سکتی، جس کی وجہ سے کم عقل لوگ قربانی جیسی محمود عبادت کو مذموم اور مطلوب عبادت کو معیوب شمار کرنے لگے، حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اس عمل کو معیوب سمجھتے ہیں وہ خود معتوب ومغضوب ہیں۔

دنیا کے ہر بڑے مذہب کے پیروکار گوشت کھاتے ہیں جیسے عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ، پارسی، جین، وغیرہ، ملکِ عزیز میں ''نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹریشن'' (National Institute of tradition) کے سروے کے مطابق چونسٹھ فیصد خاندان گوشت خور ہیں''، جبکہ ملک میں ۸۰ رفیصد لوگ غربت کا شکار ہیں جنہیں ہفتہ نہیں مہینہ میں ایک بار بھی گوشت نصیب نہیں ہوتا، اور رہو گا بھی تو بکرے کا میسر نہیں ہو گا۔

وطن عزیز میں یہودی، عیسائی، بدھسٹ، سکھ، قبائلی گروہ، ہندو مذہب میں چمار، بھنگی وغیرہ سب گائے کا گوشت کھاتے ہیں، ہندوستان کی شمالی ریاستیں جیسے ناگالینڈ، میگھالیہ، میزروم، آسام بلکہ بنگال گائے کے گوشت خور ہیں، ہندوستان کی جنوبی ریاستوں میں کیرالہ

سرِفہرست ہے،کیاملک کی اتنی بڑی تعداد کی آزادی پر پابندی لگائی جاناممکن ہے؟اورکیا اتنی بڑی تعداد کوتنگ کرنانہیں ہے؟

تخلیقی لحاظ سے بھی اللہ نے گوشت کھانے والی مخلوق کےنو کیلے دانت بنائے،اورسبزی کھانے والی مخلوق کے دانت غیرنوکیدار بنائے،انسان کو دونوں طرح کے عطاکئے، نیز نظامِ ہضم کےلحاظ سے بھی جومخلوق سبزی خور ہے وہ گوشت ہضم نہیں کرسکتی اور جوگوشت خور ہے وہ سبزی ہضم نہیں کرسکتی ،انسان دونوں ہضم کرسکتا ہے،اگرانسان کے لئے گوشت کھاناظلم ہوتا تو یہ تخلیقی نظام نہ ہوتا۔

ان سب امور کے باوجود کسانوں کومویشی بالخصوص گائے پالنے سے بالواسطہ روک دینا، گایوں کےفروخت ہونے والی آمدنی سے محروم کردینا،محافظ کاحفاظت کے نام پراس کاروبار میں خوب دلالی کرنا،دن میں گائے بھکتی کاڈھونگ کر کے رات میں ٹرانسپورٹ کی اجازت دےاورلے کر ہفتہ واری رشوت وصول کرلینا،گائے کے چمڑے سے پھیلی ہوئی صنعت کی تباہی کرکے اپنے ملک کی عوام کو بے روزگار کردینا،اگرچہ بےسہاراوآوارہ گائے شہروں میں ٹرافک جام کردے یاکسانوں کی فصل تباہ کردے،کسانوں کوگائے کی تباہی سے اپنی فصل بچانے کی خاطر چوکیداری کرنی پڑے،اورایک جانورکی وجہ سےعوامی منفعت خواہ کس قدر بھی متاثر ہومگر چونکہ عوام کی فلاح وبہبود پرسیاسی مفادکوفوقیت حاصل ہےاس لیے یہ سب کچھ گوارا کرلیاجائے گا۔

اورعجیب فلسفہ ہےکہ بھارت میں ۷۴رفیصد لوگ گوشت کھاتے ہیں ،جبکہ مسلمان ۱۴رفیصد ہیں،توبقیہ گوشت خور جوکہ مسلمان نہیں ہیں ان کونشانہ نہیں بنایاجاتاہے،صرف مسلمان ہی کوبدنام کرنے کی سازش رچی جاتی ہے۔

انسانوں کی بہبودی کی خاطرسیاست کرنے کےبجائے جانورں کےسہارے سیاست کی کرسی بچانے کی کوشش کی جاتی ہے،30 ستمبر 2024ءکوحکومت مہاراشٹرا نے پیر کے دن دیسی گائے کو”راجیہ ماتا۔گاؤ ماتا“قراردیا،سرکاری اعلامیہ میں کہا گیا کہ ویدک دور میں

اس گائے کی بڑی اہمیت تھی، ریاستی حکومت نے یہ فیصلہ اسمبلی الیکشن سے قبل کیا ہے،اس کے علاوہ اس کا دودھ صحت بخش ہوتا ہے اور اس کا گوبر آرگیانک (نامیاتی) کھیتی میں کام آتا ہے،اور مکاّری دیکھیں کہ ریاستی حکومت نے یہ فیصلہ اسمبلی الیکشن سے قبل کیا ہے، درحقیقت گائے کے تحفظ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ سیاسی کرسی کے تحفظ کا مسئلہ ہے۔

30 ستمبر 2024ء کو اتر پردیش کے ضلع مرزاپور کے شہر کوتوالی علاقے میں گئوکشی کے الزام میں پولیس نے 8 افراد کو حراست میں لیا ہے، سپرنٹنڈنٹ آف پولیس نے ضلع اسپتال کی پوری چوکی کے پولیس اہلکار کو معطل کر دیا ہے، علاقہ میں کثیر تعداد میں پولیس نفری تعینات کی گئی ہے، شہر بی جے پی صدر سمیت ہندو تنظیمیں اس کی مخالفت میں کھڑی ہوگئیں، معاملے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے خود ضلع پولیس سربراہ ''ابھینندن'' سبھی گھروں کی تلاشی کرائی، ایک مکان سے گوشت ملا ہے، مگر گائے کا یا کسی اور جانور کا تحقیق نہ ہوسکی تحقیق سے پہلے ہی ہنگامہ کا عالم دیکھ کر اندازہ کرلیں کہ فتنہ پروری کا بھوت کس قدر سوار ہے۔

قربانی کے بجائے غرباء وقحط زدہ لوگوں کے تعاون کو ترجیح دینے کی مریضانہ سوچ، قربانی کو مال کا ضیاع سمجھنے والوں نے کبھی روزانہ لاکھوں ''برگر'' اور ''پیزا وں'' کا خرچ ضیاعِ مال نہیں سمجھا، کاسمٹک انڈسٹری کے اربوں خرچ کو ضیاعِ مال نہیں سمجھا، قربانی کو خلافِ عقل اور ظلم سمجھ کر کمزور انسانوں پر درندگی وحیوانیت، قانونی پابندیوں کی پامالی وغیرہ ناقابل برداشت روّیہ کو ظلم نہیں سمجھا، اس ظلمت کے خاتمہ کے لیے ضوئے ابراہیمی ضروری ہے، اپنوں سے لے کر برادرانِ وطن تک شعور بیداری بھی وقت کی ضرورت ہے، عملی میدان کا مجاہد ہی اصل شہسوار ہے، اپنے ہم مسلک احباب وافراد میں خوداعتمادی اور مسلک کی حقانیت کا یقین پیدا کرنا، ملکی باشندوں کو مذہبی اختلافات کے بہانے ہونے والی مکار سیاست سے آگاہ کرنا، ایسے بہت سے ترجیحی کام ہیں جو رواجی کاموں کے ساتھ انجام دئے جاسکتے ہیں، جن کے ترک سے ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے، مثبت وخاموش محنت مضبوط، مؤثر وزود نتیجہ خیز ہوتی ہے۔

عاجز حضرت مولنا عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم کا احسان مند ہے کہ سینکڑوں مصروفیات کے باجود کتاب کے مختلف مقامات پر نظر فرمائی ،ہمت افزاء کلمات اور دعاؤں سے نوازا اسی طرح مفتی ابوبکر جابر قاسمی صاحب مدظلہ کا شکرگذار ہے کہ اپنے مصروف ترین اوقات میں سے دیگر کتابوں کی طرح اس کتاب پر بھی اپنے قیمتی کلمات تحریر فرمائے ،جزا هما الله فی الدارین ۔

عاجز میں نہ علمی صلاحیت کہ خالی عن الخطاء تحریر ہو، اور نہ عملی صالحیت ہے کہ قبولیتِ تامّہ کا زعم ہو،علمی بے مایہ گی اور عملی کوتاہیوں کے ساتھ کچھ جمع کرنے کی کوشش کی ہے،علم کا دائرہ بڑھانا تحقیقات کے حلقے کو وسیع کرنا بھی بڑی سعادت مندی ہے،لکھنے میں غلطی جمع کرنے میں خامی یا سہو ہوا تو نادانی پر محمول فرمائیں، خیر خواہ احباب کا مفید مشورہ عاجز پر احسان ہوگا،اللہ قبولیت کے ساتھ نفعِ عام وخاص کا ذریعہ بنائے ۔آمین

احمداللہ نثار قاسمی نقشبندی مجددی
خادم دارالعلوم رشیدیہ،حیدرآباد
۱۲رصفرالمظفر ۱۴۴۴ھ
12/09/2022

اسلام میں جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی اہمیت

آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں تو اپنے قول وفعل سے جانوروں کے حق میں اپنا ''رحمۃ'' شفیق ومہربان ہونا، بطورنمونہ امت کے سامنے پیش کیا ہے، ایسی تفصیلی ہدایات جانوروں سے متعلق دنیا کے کسی مذہبی پیشوا نے نہیں دی ہیں، مندرجہ ذیل مضمون سے اندازہ ہوجائے گا کہ اسلام میں جب جانوروں کے اس قدر حقوق ہیں تو انسانوں کے کس قدر حقوق ہوں گے اور جانوروں کے حقوق کی اہمیت بتانے والا واحد مذہب اسلام ہی ہے۔

جانوروں کی اہمیت قرآن کی نظر میں

قرآن پاک کی تقریبا ۲۰۰/آیتوں میں حیوانات کا بیان ملتا ہے اور تقریبا پانچ سورتوں کے نام ان حیوانات کے نام پر ہے، سورہ بقر (گائے) سورہ نحل (شہد کی مکھی) سورہ نمل (چیونٹی) سورہ عنکبوت (مکڑی) سورہ فیل (ہاتھی) اورایک سورہ انعام (چوپائے) کے نام سے بھی اور چھتیس (۳۶) جانوروں کا تذکرہ قرآن میں ہے جن سے انکی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جانوروں کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ہم انسان ان بے زبان جانوروں کو اللہ کی مخلوق سمجھیں اور انکے ساتھ شفقت ونرمی اور رحم وکرم کا معاملہ کریں۔

جاہلیت میں جانوروں کے ساتھ بدسلوکی اور آپ ﷺ کی ہدایات

اسلام نے جہاں انسان کو اپنے کرم سے سرفراز فرمایا، وہیں بے زبان جانوروں کو بھی اپنی رحمت بے کراں سے مالامال کیا ہے، اسلام سے پہلے عربوں کے گذر بسر کا ذریعہ یہی جانور تھے، ان کا دُودھ غذا کا کام دیتا تھا، ان کی پشت سواری اور بار برداری کا سب سے بڑا ذریعہ تھی، ان کی تجارت کا دارومدار ان ہی سواریوں پر تھا، ان کے چمڑوں سے بھی مختلف کام لئے جاتے تھے؛ لیکن ان سب کے باوجود جانوروں کے ساتھ ان کا سلوک بڑا بے رحمانہ تھا، آپ ﷺ نے تمام جاہلانہ ظلم کے طریقوں کو ختم فرمایا۔

جانور کے چہرے کو نہ داغے اور نہ چہرے پر مارے

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے (تو دیکھا کہ) وہاں کے لوگ زندہ اُونٹوں کی کوہان اور زندہ دُنبوں کی چکیاں کاٹتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: زندہ جانور سے جوحصہ کاٹا جائے وہ مردار ہے۔

”قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَجُبُّوْنَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ، وَيَقْطَعُوْنَ أَلْيَاتِ الْغَنَمِ، فَقَالَ: مَا يُقْطَعُ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ

فَهِيَ مَيْتَةٌ‘‘(۱)

نیز آپ ﷺ نے جانور کے چہرے پر مارنے سے بھی منع فرمایا۔

’’لَا يَسِمَنَّ أَحَدٌ الْوَجْهَ لَا يَضْرِبَنَّ أَحَدٌ الْوَجْهَ‘‘۔(۲)

دورِ جدید میں جانوروں کو لڑانا کیا ظلم نہیں ہے؟

زمانہ جاہلیت سے بطورِ تفریح جانوروں کو لڑانے کا رواج ہے، یورپ میں آج بھی ’’بُل فائٹنگ‘‘ کے نام سے بیلوں کی لڑائی کا اہتمام قومی جشن کے طور پر کیا جاتا ہے، اور اس ہلاکت خیز لڑائی کو یورپی اقوام بڑے جوش وخروش سے دیکھتی ہیں، اور جانوروں کی ہلاکت پر انہیں کوئی افسوس نہیں ہوتا، خود ہمارے معاشرہ میں مرغ بازی، تیتر بازی، اور کبوتر بازی تفریح کے دل دادہ حضرات کا پسندیدہ ومحبوب مشغلہ اور منفعت بخش تجارت ہے۔

حالیہ رپورٹ کے مطابق ہر سال ہمارے ملک میں دیوالی کے موقع پر ایک لاکھ سے زائد جانوروں اور پرندوں کی ہلاکتیں واقع ہوتی ہے، میڈیا رپورٹ کے مطابق سب سے ظالمانہ پہلو یہ ہے کہ بعض نوجوان کتوں اور بلیوں کے جسم پر پٹاخے کی لڑیاباندھ کر ان میں آگ لگا دیتے ہیں، جس کے باعث جانور جھلس کر اور زخموں کی تاب نہ لاکر ہلاک ہوجاتے ہیں۔(۳)

آج تک کسی مذہب کے متشدد تو کیا رحم دل شخص نے بھی اس پر آواز نہیں اُٹھائی، کبھی یہ ظلم نہیں لگا۔

جانوروں کو آپس میں لڑانا جائز نہیں

ہر وہ عمل جس سے جانور کو تکلیف اور ایذا دینا لازم آئے شریعت مطہرہ میں ممنوع ہے

(۱) سنن الترمذي، كتاب الصيد، باب ماقطع من الحي فهو ميت، حديث: ۱۴۸۰

(۲) سنن ابوداوٗد، حدیث: ۲۵۶۴

(۳) روزنامہ منصف: ۴/دسمبر ۲۰۱۵ء

جیسے دو بیلوں یا سانڈوں کو آپس میں لڑانا، یا مرغا، یا مینڈھے کو آپس میں لڑانا، اس لیے کہ آپس میں لڑنے والے دو جانوروں میں سے ہر ایک دوسرے کو تکلیف پہنچا تا ہے اور زخمی کرتا ہے جس کا سبب لڑانے والا بنا ہے اور اگر خود جانوروں کو لڑانے والا اپنے ہاتھ سے ایسا کرے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے، لہٰذا جانور کو تکلیف پہنچانے اور زخمی کرنے کا سبب بننا بھی جائز نہیں ہے، لوگ جانوروں کو باہم لڑاتے اور اس کا تماشہ دیکھتے تھے، آپ ﷺ نے اس درندگی کو روکا۔

"نَهَی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ" (۱)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اپنے رسالہ "جانوروں کے حقوق" میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مرغ بازی بیٹر بازی اور مینڈھے لڑوانا اسی طرح کسی جانور کو لڑانا سب اس میں داخل ہے اور سب حرام ہے کہ خواہ مخواہ ان کو تکلیف دینا ہے اور اسی کے حکم میں ہے گاڑی لگا کر بیلوں کو بھگانا کہ وہ بھی ہانپ جاتے ہیں اور بعض اوقات سواریوں کو چوٹ لگ جاتی ہے اور بجز تفاخر اور مقابلہ کے اس میں کوئی مصلحت نہیں اور گھوڑ دوڑ وغیرہ جب کہ اس میں جُوا نہ ہو اس سے مستثنیٰ ہے کہ ان کی مشاقی میں مصلحت ہے۔" (۲)

جانور کو نشانہ بازی کا ذریعہ نہ بناؤ

اسلام نے جانور کو قید کر کے اسے نشانہ بنانے سے منع فرمایا، جیسے کسی پرندے کو یا بکری کو باندھ دیا جائے اور اس کو تیر یا گولی سے نشانہ بنایا جائے اور مارا جائے یہاں تک کہ وہ مرجائے؛ اس لیے کہ یہ اس حیوان کو عذاب دینا اور تکلیف پہنچانا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی ایسی چیز کو نشانہ نہ بناؤ، جس میں روح و جان ہو۔

(۱) سنن ابو داؤد، حدیث: ۲۵۶۲

(۲) ارشاد الہائم فی حقوق البہائم: ۱۹

"لا تتّخذوا شيئا فيه الروحُ غرضًا"۔(۱)

جانور کو قتل کر کے پھینک دینا جائز نہیں

حلال جانور کو قتل کر کے پھینک دینا، اس کو کام میں نہ لانا درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذبح کو جائز قرار دیا ہے اسے کام میں لانے کے لیے، نہ کہ ذبح کر کے عبث و بیکار چھوڑ دینے کے لیے، کیونکہ ایسا جانور قیامت کے دن اس قاتل کے خلاف مدعی بن کر کھڑا ہوگا، حدیث میں ہے کہ جس نے کسی چڑیا کو عبث بلا فائدہ قتل کیا وہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ سے فریاد کرے گی کہ اے اللہ! اس نے مجھے بیکار قتل کیا اور مجھے منفعت اور فائدے کے لیے قتل نہیں کیا۔

"مَن قتل عصفورا عبثًا عَجَّ إلى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ يومَ القيامةِ، يقولُ: يا رَبِّ! إنّ فلانًا قَتَلَنِيْ عبثًا، و لم يقتُلْني منفعةً"۔(۲)

جانور کو کرسی اور اسٹیج نہ بناؤ

آپ ﷺ نے اس بات کی بھی تلقین کی کہ جو جانور جس کام کے لئے ہے، اس سے وہی کام لو؛ اس لئے آپ ﷺ نے جانور کو منبر (اسٹیج) بنانے سے منع فرمایا۔

"ارْكَبُوْا هٰذِهِ الدَّوَابَّ سَالِمَةً، وَ لَا تَتَّخِذُوْهَا كَرَاسِيَّ"(۳)

مطلب یہ ہے کہ اسٹیج و کرسی کے طور پر جانور پر بیٹھے بیٹھے باتیں نہ کرو، جس طرح آج گاڑیوں پر بیٹھے بیٹھے وقت گذاری کی جاتی ہے، اس سے جانور کو تکلیف ہوگی اور جانور سوار سے زیادہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہوتا ہے۔

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث: ۵۸، ترمذی شریف، حدیث: ۱۴۷۵

(۲) نسائی، حدیث: ۴۴۴۶، مسند احمد حدیث: ۱۹۴۷۰

(۳) سنن ابوداؤد، حدیث: ۲۵۶۹

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جانوروں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو بے شک اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تمہارا اِس لئے مطیع کیا ہے تاکہ وہ تمہیں اُس شہر تک پہنچائیں جہاں تم بغیر شدید مشقت کے نہیں پہنچ سکتے تھے اور تمہارے لئے زمین بنائی ہے تاکہ تم اپنی ضرورتیں اِس سے پوری کرو۔"

"قَالَ: إِيَّاكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ، فَإِنَّ اللهَ إِنَّمَا سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُبَلِّغَكُمْ إِلٰى بَلَدٍ لَمْ تَكُوْنُوْا بَالِغِيْهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ، وَجَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فَعَلَيْهَا فَاقْضُوْا حَاجَتَكُمْ" (۱)

جانور کو بھوکا رکھنے منع فرمایا

نبی اکرم ﷺ کا گزر ایک اُونٹ کے پاس سے ہوا جس کی کمر اُس کے پیٹ سے لگی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: اِن بے زبان جانوروں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جب یہ تندرست ہوں تو ان پر سوار ہوا کرو اور جب یہ تندرست نہ رہیں تو اِنہیں کھالیا کرو۔

"مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ، فَقَالَ: اتَّقُوْا اللهَ فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَكُلُوْهَا صَالِحَةً" (۲)

بلاوجہ جانوروں کو تکلیف دینے پر قیامت میں پوچھا جائے گا

بلاوجہ جانوروں کو مارنے کے درپے ہونا جائز نہیں ہے، کسی صحابیؓ نے ایک گوریا پکڑ رکھی تھی اور اس کی ماں بے قرار تھی، آپ ﷺ نے اس پر ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ: بلاضرورت ایک گوریا کو ذبح کرنے پر بھی جواب دہی ہے۔ (۳)

(۱) أبو داود في السنن، كتاب الجهاد، باب في الوقوف على الدابة، حديث: ۲۵۶۷

(۲) أبو داود في السنن، كتاب الجهاد، باب ما يؤمر به من القيام على الدواب والبهائم، حديث: ۲۵۴۸

(۳) السنن الكبرىٰ للنسائي، باب من قتل عصفورا بغير حقها، حديث: ۴۵۱۹

سفر میں چارہ کا خیال رکھو

آپ ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ دورانِ سفر ہریالی کی جگہ میں جانور کو چرنے کا موقع دیا جائے، اور جہاں ہریالی نہ ہو وہاں سے جانور کو تیز بڑھایا جائے؛ تاکہ منزل تک جلد پہنچ کر جانور کو چارہ اور پانی حاصل ہو سکے۔

''إذا سافَرْتُمْ في الخِصْبِ، فأَعْطُوا الإبِلَ حَظَّها مِنَ الأَرْضِ، وإذا سافَرْتُمْ في السَّنَةِ، فَبادِرُوا بها نِقْيَها، وإذا عَرَّسْتُمْ، فاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ، فإنَّها طُرُقُ الدَّوابِّ، ومَأْوَى الهَوامِّ باللَّيْلِ''(۱)

مسلمان کوشش کرے کہ گرمیوں کے موسم میں اپنے چھتوں پر پانی کا برتن رکھے تاکہ اڑنے والے پیاسے جانور سیراب ہو کر آپ کو دعائیں دیں اور ممکن ہو تو انکے لیے دانہ بھی ڈال دیا کریں، گلی وغیرہ میں کہیں کوئی بھوکا پیاسا جانور دیکھیں تو اسکی ضرورت پوری کریں۔

چرند پرند کو دانہ ڈالنے پر صدقے کا ثواب

آدمی جو کھیتی کرتا ہے، یا باغ لگاتا ہے اور اس کی کھیتی اور درخت سے کوئی جانور، یا پرندہ کچھ کھالیتا ہے، یا چُگ لیتا ہے تو اس میں بھی مالک کو ثواب ملتا ہے، خواہ صاحبِ کھیت اور درخت والے کو اس کا علم نہ ہو۔ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَا مِن مُسلمٍ يغرِسُ غرسًا، أو يزرعُ زرعًا فيأكلُ منه طيرٌ، أو إنسانٌ، أو بهيمةٌ إلا كانَ له به صدقةٌ''۔(۲)

اس حدیث پر عمل کرنے سے نہ صرف ماحولیات کا تحفظ ہوگا؛ بلکہ غذائی ضروریات کی تکمیل بھی ہوگی، اور مخلوقات کی خدمت کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔

---

(۱) مسلم، حدیث: ۱۹۲۶، کتاب الامارۃ، باب مراعاۃ الدواب فی السیر

(۲) بخاری، حدیث: ۲۳۲۰، مسلم، حدیث: ۱۲-۱۵۵۳

آپ ﷺ کا گھوڑے کو اپنی چادر سے صاف کرنا

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو دیکھا گیا کہ آپ ﷺ اپنے گھوڑے کا چہرہ اپنی چادر مبارک سے صاف کر رہے تھے۔

''أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ رُئِيَ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ فَرَسِهِ بِرِدَائِهِ''(۱)

جانور پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا

حضرت قرہ بن ایاس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! جب میں بکری کو ذبح کرتا ہوں تو مجھے اُس پر رحم آتا ہے، یا یہ کہا کہ مجھے بکری کو ذبح کرنے سے اُس پر رحم آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تجھے بکری پر رحم آتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے گا۔

''عَنْ قُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنِّي لَأَذْبَحُ الشَّاةَ وَأَنَا أَرْحَمُهَا، أَوْ قَالَ: إِنِّي لَأَرْحَمُ الشَّاةَ أَنْ أَذْبَحَهَا، فَقَالَ: وَالشَّاةُ، إِنْ رَحِمْتَهَا رَحِمَكَ اللهُ''(۲)

''حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے (کسی چیز پر) رحم کیا خواہ چڑیا کے ذبیحہ پر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس پر رحم کرے گا۔

''عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ رَحِمَ وَلَوْ ذَبِيحَةَ عُصْفُوْرٍ رَحِمَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ''(۳)

---

(۱) مؤطا مالک، كتاب الجهاد، باب ما جاء في الخيل والمسابقة بينها والنفقة في الغزو، حديث: ۱۰۰۳

(۲) مسند احمد بن حنبل، حديث: ۱۵۶۰۳، الادب المفرد، حديث: ۳۷۳، وَقَالَ الْحَاكِمُ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الإِسْنَادِ. وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ: وَلَهُ أَلْفَاظٌ كَثِيْرَةٌ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ

(۳) الطبراني في المعجم الكبير، حديث: ۷۹۱۵، والبيهقي في شعب الإيمان، حديث: ۱۱۰۷۰

اونٹ کو بروقت چارہ نہ دینے پر تنبیہ

نبی اکرم ﷺ نے نماز ظہر ادا فرمائی تو ایک اُونٹنی باندھی ہوئی دیکھی اور فرمایا: اِس سواری کا مالک کہاں ہے؟ تو کسی نے جواب نہ دیا، پھر آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور نماز ادا فرمائی، یہاں تک کہ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے اونٹنی کو بدستور بندھا ہوا پایا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس سواری (اونٹنی) کا مالک کہاں ہے؟ تو اُس کے مالک نے جواب دیا: یا نبی اللہ! میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہے، یا اسے باندھ کر رکھ (اور چارہ ڈال) یا اسے کھلا چھوڑ دے تاکہ وہ خود چارہ وغیرہ کھالے۔

"أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَوَجَدَ نَاقَةً مَعْقُوْلَةً، فَقَالَ: أَيْنَ صَاحِبُ هٰذِهِ الرَّاحِلَةِ؟ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لَه أَحَدٌ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى حَتّٰى فَرَغَ فَوَجَدَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ، فَقَالَ: أَيْنَ صَاحِبُ هٰذِهِ الرَّاحِلَةِ؟ فَاسْتَجَابَ لَه صَاحِبُهَا فَقَالَ: أَنَا، يَا نَبِيَّ اللهِ، فَقَالَ: أَلَا تَتَّقِيَ اللهَ تَعَالٰى فِيْهَا إِمَّا أَنْ تَعْقِلَهَا وَإِمَّا أَنْ تُرْسِلَهَا حَتّٰى تَبْتَغِيَ لِنَفْسِهَ"(۱)

حضور ﷺ کا جانوروں کے ساتھ حسن سلوک حکم

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک انصاری شخص کے باغ میں داخل ہوئے تو وہاں ایک اُونٹ تھا، جب اُس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا تو وہ رو پڑا اور اُس کی آنکھوں سے آنسو نکلے، آپ ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اُس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

(۱) مجمع الزوائد: ۸/ ۱۹۶

اِس اُونٹ کا مالک کون ہے، یہ کس کا اُونٹ ہے؟ انصار کا ایک نوجوان حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بے زبان جانور کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس نے مجھے شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے بہت زیادہ کام لیتے ہو۔

"فَدَخَلَ حَائِطًا لِرَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا جَمَلٌ. فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ ﷺ حَنَّ وَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ. فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَمَسَحَ ذِفْرَاهُ فَسَكَتَ فَقَالَ: مَنْ رَبُّ هٰذَا الْجَمَلِ؟ لِمَنْ هٰذَا الْجَمَلُ؟ فَجَاءَ فَتًى مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: لِي، يَا رَسُوْلَ اللهِ. فَقَالَ: أَفَلَا تَتَّقِي اللهَ فِي هٰذِهِ الْبَهِيْمَةِ الَّتِي مَلَّكَكَ اللهُ إِيَّاهَا، فَإِنَّه شَكَا إِلَيَّ أَنَّكَ تُجِيْعُهُ وَتُدْئِبُهُ" (۱)

آپ ﷺ سے ہرن کی شکایت کرنا

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ ایک صحراء میں سے گزر رہے تھے کہ کسی ندا دینے والے نے آپ ﷺ کو 'یارسول اللہ' کہہ کر پکارا تو آپ ﷺ آواز کی طرف متوجہ ہوئے لیکن سامنے کوئی نظر نہ آیا، آپ ﷺ نے دوبارہ غور سے دیکھا تو وہاں ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ، میرے نزدیک تشریف لائیے، آپ ﷺ اس کے قریب ہوئے اور اس سے پوچھا: تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے عرض کیا: اس پہاڑ میں میرے دو نومولود بچے ہیں، پس آپ مجھے آزاد کر دیجئے کہ میں اُنہیں دودھ پلا کر آپ کے پاس واپس لوٹ آؤں گی، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم ایسا ہی کرو گی؟ اس نے عرض کیا: اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے سخت عذاب دے، آپ ﷺ نے اسے آزاد کر دیا، وہ گئی اس نے اپنے بچوں کو دودھ پلایا اور پھر لوٹ آئی۔

(۱) أبو داود في السنن، كتاب الجهاد، باب ما يؤمر به من القيام على الدواب والبهائم، حديث: ۲۵۴۹

آپ ﷺ نے اسے دوبارہ باندھ دیا، پھر اچانک وہ اعرابی (جس نے اس ہرنی کو باندھ رکھا تھا) متوجہ ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپ کی کوئی خدمت کرسکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس ہرنی کو آزاد کردو، پس اس اعرابی نے اسے فوراً آزاد کردیا، وہ وہاں سے دوڑتی ہوئی نکلی اور وہ یہ کہتی جارہی تھی : میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

" كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي الصَّحْرَاءِ فَإِذَا مُنَادٍ يُنَادِيهِ "يَا رَسُوْلَ اللهِ" فَالْتَفَتَ فَلَمْ يَرَ أَحَدً. ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا ظَبْيَةٌ مُوْثَقَةٌ فَقَالَتْ:أُدْنُ مِنِّي، يَا رَسُوْلَ اللهِ، فَدَنَا مِنْهَا فَقَالَ:حَاجَتُکِ؟ قَالَتْ:إِنَّ لِي خَشْفَيْنِ فِي ذَالِکَ الْجَبَلِ. فَخَلِّنِي حَتّٰى أَذْهَبَ فَأُرْضِعَهُمَا ثُمَّ أَرْجِعُ إِلَيْکَ. قَالَ:وَتَفْعَلِيْنَ؟ قَالَتْ:عَذَّبَنِيَ اللهُ عَذَابَ الْعَشَّارِ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ. فَأَطْلَقَهَا، فَذَهَبَتْ، فَأَرْضَعَتْ خَشْفَيْهَا، ثُمَّ رَجَعَتْ، فَأَوْثَقَهَ. وَانْتَبَهَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ :لَکَ حَاجَةٌ، يَارَسُوْلَ اللهِ؟قَالَ:نَعَمْ، تُطْلِقُ هٰذِه. فَأَطْلَقَهَا، فَخَرَجَتْ تَعْدُوْ وَهِيَ تَقُوْلُ :أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّکَ رَسُوْلُ اللهِ۔(۱)

زانیہ عورت کی مغفرت

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا :ایک زانیہ عورت (رنڈی) نے سخت گرمی کے دن ایک کتے کو دیکھا جو ایک کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا اور پیاس کی شدت کی وجہ سے اپنی زبان نکالے ہوئے تھا، تو اس نے اپنے چمڑے کے خف سے کنویں سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی وجہ سے اس کی مغفرت فرمادی۔(۲)

(۱)المعجم الکبیر، حدیث :۷۶۳

(۲)مسلم، حدیث: ۱۵۴-۲۲۴۵

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی راستہ سے جارہا تھا، اسے سخت پیاس لگی (چلتے چلتے) اس کو ایک کنواں ملا، وہ اس کے اندر اترا اور پانی پی کر باہر نکلا، تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہے جس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور پیاس کی شدت سے وہ کیچڑ کھا رہا ہے، اس آدمی نے دل میں کہا کہ اس کتے کو بھی پیاس کی ایسی ہی تکلیف ہے جیسی کہ مجھے تھی (اور وہ اس کتے پر رحم کھا کر) پھر کنویں میں اترا اور اپنے چمڑے کے موزے میں پانی بھر کر اس کو اپنے منہ سے پکڑا اور کنویں سے باہر نکل کر اس کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کی اس رحم دلی کو قبول فرمایا، اس کو بدلہ دیا اور اسی عمل پر اس کی مغفرت فرمادی۔ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! کیا جانوروں (کی تکلیف دور کرنے) میں بھی ہمارے لیے اجر وثواب ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، ہر زندہ اور ترجگر رکھنے والے جانور (کی تکلیف دور کرنے) میں ثواب ہے۔

”بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْه بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِه“ (۱)

بلّی کو پیاسا رکھنے پر جہنم کا عذاب

آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخرت کا ثواب وعذاب جانوروں کے ساتھ اچھے اور بُرے سلوک سے بھی متعلق ہے، قیامت کے دن ایک عورت محض اس لئے دوزخ میں ڈالی جائے گی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا، اسے اس کا موقع نہیں دیا گیا کہ وہ خود کھائے اور دوڑ دھوپ کے اپنی ضرورت پوری کرے۔

” عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ، فَقَالَ: وَاللهُ أَعْلَمُ، لَا أَنْتِ أَطْعَمْتِهَا وَلَا سَقَيْتِهَا حِيْنَ

(۱) صحیح بخاری، باب فضل سقی الماء، حدیث: ۲۳۶۳

حَبَسْتِهَا وَ لَا أَنْتِ أَرْسَلْتِهَا فَأَكَلَتْ مِنْ حشاشِ الْأَرْضِ"(۱)

پیاسے جانور کے جھوٹے سے وضو کرنا

کبشہ بنت کعب (جو ابن ابوقتادہ کے نکاح میں تھیں) کہتی ہیں کہ ابوقتادہ میرے پاس آئے تو میں نے ان کے لیے (ایک برتن) وضو کا پانی میں ڈالا، اتنے میں ایک بلی آ کر پینے لگی تو انہوں نے برتن کو اس کے لیے جھکا دیا تاکہ وہ (آسانی سے) پی لے، کبشہ کہتی ہیں: ابوقتادہ نے مجھے دیکھا کہ میں ان کی طرف تعجب سے دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے کہا: بھتیجی! کیا تم کو تعجب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "یہ (بلی) نجس نہیں، یہ تو تمہارے پاس برابر آنے جانے والوں یا آنے جانے والیوں میں سے ہے"

"ان ابا قتادة دخل عليها، قالت: فسكبت له وضوءا، قالت: فجاءت هرة تشرب فاصغى لها الإناء حتى شربت، قالت كبشة: فرآني انظر إليه, فقال: اتعجبين يا بنت اخي؟ فقلت: نعم قال: إن رسول الله ﷺ قال: " إنها ليست بنجس إنما هي من الطوافين عليكم او الطوافات"(۲)

اس حدیث میں بلی کو گھر کے خادم سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ خادموں کی طرح اس کا بھی گھروں میں آنا جانا بہت رہتا ہے، اگر اسے نجس وناپاک قرار دے دیا جاتا تو گھر والوں کو بڑی دشواری پیش آتی۔

جانور کے بچے کا بھی خیال رکھو

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک شخص

(۱) بخاری، باب فضل سقی الماء حدیث: ۲۳۶۵

(۲) سنن ترمذی، حدیث: ۹۲، قال ابوعیسی: ہذا حسن صحیح

کے پاس سے گزرے جو بھیڑ کا دودھ دھو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اُس سے فرمایا: اے فلاں! جب تم دودھ نکالو تو اِس کے بچے کے لئے بھی چھوڑ دو یہ جانوروں کے ساتھ سب سے بڑی نیکی ہے۔

”مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَحْلَبُ شَاةً، فَقَالَ :أَيْ فُلَانُ، إِذَا حَلَبْتَ فَأَبْقِ لِوَلِدِهَا، فَإِنَّهَا مِنْ أَبَرِّ الدَّوَابِ“(۱)

کمزور جانور پر سواری نہ کرو

جن جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے سواری کے لیے پیدا نہیں کیا ہے جیسے گائے، بیل، بکری وغیرہ ان پر سواری کرنا جائز نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی اپنی ایک گائے پر بیٹھ کر اسے لے جارہا تھا، گائے اس کی طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی: میں اس (سواری) کے لیے پیدا نہیں کی گئی ہوں، بلاشبہ میں تو کھیتی کے لیے پیدا کی گئی ہوں۔

”إنّي لم أُخْلَقْ لهذا، ولكنّي إنّما خُلِقْتُ للحرثِ“۔(۲)

قاضی ابوبکر ابن العربیؒ تحریر فرماتے ہیں: اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ گائے پر بیٹھنا اور سواری کرنا جائز نہیں ہے اور اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ گائے پر سواری کرنے کی ممانعت اس لیے ہے کہ وہ سوار کرنے کی طاقت نہیں رکھتی، اس سے وہی کام لیا جائے گا جس کی وہ قدرت رکھتی ہو جیسے کھیت کی جوتائی وغیرہ۔

”لا خلافَ في أن البقرةَ لايجوز أن يحملَ عليها، و ذهب كثيرٌ من أهلِ العلمِ إلى أنّ المنعَ مِن ركوبها نظرًا إلى أنّها لا تقوى على الركوبِ، وإنّما ينتفعُ بها فيما تُطيقه من نحو إثارةِ

(۱) الطبراني في المعجم الأوسط، حديث: ۸۸۵ وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ :وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ عَبْدِاللهِ بْنِ جَنَادَةَ وَهُوَ ثِقَةٌ

(۲) صحیح بخاری، حدیث: ۳۶۶۳، مسلم حدیث: ۱۳-۳۲۸۸

الأرضِ وسَقْيِ الحرثِ۔"(۱)

جانور پر زیادہ افراد سوار نہ ہوں

آج دو پہیوں کی گاڑی میں دو سے زائد افراد کا بیٹھنا قانونی اعتبار سے منع ہے، چونکہ اس سے گاڑی اور سوار دونوں کو نقصان پہنچ سکتا ہے، جبکہ گاڑی بے جان ہے، آج سے چودہ سو سال قبل آپ ﷺ نے یہ اصول طے فرما دیا تھا، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جانور پر تین آدمی کے ایک ساتھ سوار ہونے سے منع فرمایا۔ "نهى أن يركب ثلاثة على دابة"(۲)

ابی شیبہؒ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے تین لوگوں کو خچر پر سوار دیکھا تو فرمایا"تم میں سے ایک شخص اتر جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تیسرے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔(۳)

جانور کا مثلہ کرنے والا ملعون ہے

حضرت عبداللہ بن یزیدؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لوٹ مار اور مُثلہ کرنے یعنی (ناک کان وغیرہ اعضاء کاٹنے) سے منع فرمایا۔

"أَنَّه نَهَى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ"(۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے اُس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو جانوروں کا مثلہ کرے (یعنی اُن کے ناک کان وغیرہ کاٹے۔)

"لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ"(۵)

(۱) حقوق الحیوان والرفق بہا فی الشریعۃ الاسلامیۃ: ۳۱

(۲) مسلم، باب فضائل عبداللہ بن جعفر، حدیث: ۲۴۲۸

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ، من کرہ رکوب ثلثۃ علی الدابۃ، حدیث: ۲۵۶۷

(۴) البخاري في الصحيح، كتاب الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، حديث: ۵۱۹۷

(۵) صحيح بخارى، كتاب الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، حديث: ۵۱۹۶

’’حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایک مینڈھے کو (باندھ کر) تیروں سے مار رہے تھے، آپ ﷺ نے اِسے ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا: جانوروں کا مثلہ نہ کیا کرو۔‘‘

’’مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلٰی أُنَاسٍ وَهُمْ يَرْمُوْنَ كَبْشًا بِالنَّبْلِ، فَكَرِهَ ذَالِكَ وَقَالَ: لَا تَمْثُلُوْا بِالْبَهَائِمِ‘‘(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی ذی روح کا مثلہ کیا اور پھر اِس گناہ سے توبہ نہ کی (اور اسی حال میں مر گیا) تو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اُس کا مثلہ کرے گا۔

’’عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ مَثَّلَ بِذِي رُوْحٍ ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مَثَّلَ اللهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ‘‘(۲)

’’حضرت ہشام بن زیاد کا بیان ہے کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حکم بن ایوب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنہوں نے چند لڑکوں یا نوجوانوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر اُس پر تیر چلا رہے ہیں۔

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔‘‘ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

’’عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ رضي الله عنه عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوْبَ فَرَأَى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَقَالَ أَنَسٌ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ‘‘(۳)

---

(۱) النسائي في السنن، كتاب الضحايا، باب النهي عن المجثمة، حديث: ۴۴۴۰

(۲) مسند أحمد بن حنبل، حديث: ۵۶۶۱، قَالَ الْمُنْذِرِيُّ وَالْهَيْثَمِيُّ وَالْعَسْقَلَانِيُّ: رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ

(۳) الصحيح البخاري، كتاب الذبائح والصيد، باب ما يكره من المثلة والمصبورة والمجثمة، حديث: ۵۱۹۴

''حضرت شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی چڑیا کو بلا وجہ مار ڈالا تو وہ چڑیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے چلائے گی اور عرض کرے گی: اے اللہ! فلاں شخص نے مجھے بلا وجہ بغیر کسی فائدہ کے قتل کیا۔''

''عَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا عَجَّ إِلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ: يَا رَبِّ، إِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي عَبَثًا، وَلَمْ يَقْتُلْنِي لِمَنْفَعَةٍ''(۱)

جانور سے بدفعلی کرنے والا ملعون ہے

ایک عام آدمی اس طرح کی خسیس حرکت کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا؛ لیکن حال ہی میں یورپ کے ملک سوئزرلینڈ کے بارے میں انتہائی شرمناک خبر آئی ہے کہ وہاں جانوروں اور بالخصوص گھوڑوں کے ساتھ جنسی اختلاط میں ہوش ربا اضافہ ہوتا جا رہا ہے، رپورٹ کے مطابق سوئزرلینڈ میں اس وقت جانوروں سے جنسی ہوس پوری کرنے والے عادی افراد کی تعداد دس ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔(روزنامہ منصف، حیدرآباد: ۶/دسمبر ۲۰۱۵ء)
حتی کہ کتوں کے ساتھ عورتوں کا جنسی ہوس پوری کرنا، گھوڑوں کے ساتھ جنسی ہوس پوری کرنا ہر آزاد ملک میں ترقی شمار ہونے لگا ہے، بلکہ اس کی ویڈیو بنا کر ذریعہ معاش بھی بنالیا گیا ہے۔

اسلام کی ہدایت یہ ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ایسے جانور کو مالک ذبح کر کے جلا دے، تاکہ چرچا ختم ہو جائے، ورنہ جب بھی لوگ دیکھیں گے بات یاد آجائے گی۔''وتذبح ثم یحرق ویکرہ الانتفاع بها حیة ومیتة''(۲)
اور رہا اس طرح کا خسیس فعل تو چودہ سو سال قبل اس پر بھی آپ ﷺ کی رہبری

(۱) النسائي في السنن، كتاب الضحايا، باب من قتل عصفورا بغير حقها، حديث: ۴۴۴۶
(۲) درمختار مع الشامی، کتاب الحدود مطلب فی وطئ الدابة: ۳/ ۲۱۳

موجود ہے،کہ جانور سے بدفعلی کرنا ناجائز ہے، حدیث میں ایسے شخص پرلعنت کی گئی ہے، ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ملعون ہے جواپنے باپ کو برا بھلا کہے،وہ شخص ملعون ہے جواپنی ماں کو برا بھلا کہے، وہ شخص ملعون ہے جوغیراللہ کے لیے ذبح کرے،وہ شخص ملعون ہے جوزمین کی حدود بدل دے،وہ شخص ملعون ہے جواندھے کوراستے سے بھٹکادے،وہ شخص ملعون ہے جوجانور کے ساتھ جماع کرے، وہ شخص ملعون ہے جوقومِ لوط والاعمل کرے،قوم لوط والی بات کو نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ ارشادفرمایا۔“ (۱)

اور ایسے شخص کے او پر تعزیری سزا جاری کی جائے گی جس کی مقدار کا تعین حاکم کی صواب دِید پر ہے۔ایسا جانوراگراپناہےاوروہ ایسا کہ اس کا گوشت نہیں کھایاجاتاہوتو اُس کو ذبح کرکے جلادینا بہتر ہے،اوراگراس کا گوشت کھایاجاسکتاہے،تواس کا گوشت کھانا جائز ہے،لیکن اس میں کراہت ہوگی۔

اگر جانورکسی دوسرے شخص کا ہوتو ایسی صورت میں بدفعلی کرنے والے پر مالک کو اس کی قیمت ادا کرنا مستحب ہے،لازم نہیں۔

(و) لايحد بوطء (بهيمة) بل يعزر وتذبح ثم تحرق، ويكره الانتفاع بها حية وميتة مجتبى. وفي النهر: الظاهر أنه يطالب ندبا لقولهم تضمن بالقيمة۔مطلب في وطء الدابة: (قوله : وتذبح ثم تحرق) أي لقطع امتداد التحدث به كلما رئيت وليس بواجب كما في الهداية وغيرها، وهذا إذا كانت مما لاتؤكل، فإن كانت تؤكل جاز أكلها عنده. وقالا : تحرق أيضًا، فإن كانت الدابة لغير الواطئ يطالب صاحبها أن

---

(۱)مسند احمد،۵/ ۸۳-۸۴، اخرجه الحاكم فى المستدرک : ۳۹۶/۴ ،حدیث : ۸۰۵۲، وقال صحيح الاسنادولم يخرجاه واقره الذهبى

يدفعها إليه بالقيمة ثم تذبح، هكذا قالوا، ولايعرف ذلك إلا سماعًا فيحمل عليه، زيلعي ونهر (قوله :الظاهر أنه يطالب ندبا إلخ) أي قولهم يطالب صاحبها أن يدفعها إلى الواطئ ليس على طريق الجبر۔وعبارة النهر:والظاهر أنه يطالب على وجه الندب، ولذا قال في الخانية :كان لصاحبها أن يدفعها إليه بالقيمة.اهـ۔وعبارة البحر :والظاهر لايجبر على دفعها"(۱)

جانور کو بددعا نہ دو

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بواط کی جنگ میں گئے، آپ ﷺ مجدی بن عمرو جہنی کو ڈھونڈ رہے تھے، ایک اونٹ پر ہم پانچ، چھ اور سات آدمی باری باری بیٹھتے تھے، ایک انصاری اُونٹ پر بیٹھنے لگا، اُس نے اُونٹ کو بٹھایا، پھر اُس پر سوار ہوا، پھر اُس کو چلانے لگا، اُونٹ نے اس کے ساتھ کچھ شوخی کی، اُس نے اونٹ سے کہا :چل، اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت کرے، نبی اکرم ﷺ نے پوچھا: اپنے اونٹ کو لعنت کرنے والا یہ کون شخص ہے؟ اُس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا :اِس اونٹ سے اُتر جاؤ، ہمارے ساتھ کسی ملعون جانور کو نہ رکھو، اپنے آپ کو بددعا نہ دو، نہ اپنی اولاد کو بددعا دو، اور نہ اپنے اموال کو بددعا دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ وہ وقت ہو جس میں اللہ تعالیٰ سے کسی عطا کا سوال کیا جائے، اور وہ دعا قبول ہو جائے۔

"عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنهما قَالَ :سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَطْنِ بُوَاطٍ وَهُوَ يَطْلُبُ الْمَجْدِيَّ بْنَ عَمْرٍو الْجُهَنِيَّ وَكَانَ النَّاضِحُ يَعْقُبُهُ مِنَّا الْخَمْسَةُ وَالسِّتَّةُ وَالسَّبْعَةُ

(۱) الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین: ۴/۲۶

فَدَارَتْ عُقْبَةُ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلٰى نَاضِحٍ لَه، فَأَنَاخَه فَرَكِبَه ثُمَّ بَعَثَه فَتَلَدَّنَ عَلَيْهِ بَعْضَ التَّلَدُّنِ، فَقَالَ لَه: شَأْ، لَعَنَكَ اللهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ هٰذَا اللَّاعِنُ بَعِيْرَه؟ قَالَ: أَنَا، يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: انْزِلْ عَنْهُ، فَلَا تَصْحَبْنَا بِمَلْعُوْنٍ، لَا تَدْعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى أَوْلَادِكُمْ، وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى أَمْوَالِكُمْ، لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ"(۱)

جانور پر لعنت کرنے سامان ہٹانے کا حکم

عمران بن حصین اور ابو برزہ اسلمیؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں انصار کی ایک خاتون بھی تھیں، وہ اونٹی پر سوار تھیں، ان کی اونٹی پر کچھ لوگوں کا سامان تھا، خاتون نے کسی بات پر غصّہ میں آ کر اونٹی پر لعنت کی، آپ ﷺ نے اس اونٹی پر سے سامان ہٹا لینے کا حکم فرمایا۔(۲)

چونٹیوں کو آگ لگانے پر ناراضگی

جو چیزیں انسانی کام نہیں آتیں، آپ ﷺ نے ان کو مارنے سے منع فرمایا، چیونٹی، شہد کی مکھی اور ھُدھُد وغیرہ کے مارنے کی آپ ﷺ نے صراحتاً ممانعت فرمائی۔(۳)

کسی جاندار کے جلانے کو آپ ﷺ نے شدت سے روکا ہے، ایک دفعہ لوگوں نے ایسی جگہ چولہا سلگایا، جہاں چیونٹی کے بل تھے، آپ ﷺ نے چولہا بجھانے کا حکم دیا۔(۴)

خود حدیث میں ایک پیغمبر کا ذکر ہے، جن کے حکم سے چیونٹیاں جلائی گئی تھیں، اسی کی

(۱) صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، حديث: ۳۰۰۹

(۲) مسلم: ۲/ ۳۲۳

(۳) المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث: ۵۷۲۸

(۴) سنن ابی داؤد، باب فی قتل الذر، حدیث: ۵۲۶۸

وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا۔(۱)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں نبی اکرم ﷺ نے ایک جگہ قیام کیا۔ آپ ﷺ کسی کام کے لئے تشریف لے گئے پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو کسی شخص نے چیونٹیوں کے مسکن کو آگ لگا رکھی تھی، وہ مسکن یا تو زمین پر تھا یا کسی درخت پر تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِسے بجھادو، اِسے بجھادو۔

" نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْزِلًا، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَجَاءَ وَقَدْ أَوْقَدَ رَجُلٌ عَلٰى قَرْيَةِ نَمْلٍ، إِمَّا فِي الْأَرْضِ، وَإِمَّا فِي شَجَرَةٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ :أَيُّكُمْ فَعَلَ هٰذَا؟فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ :أَنَا، يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ :اطْفُهَا اطْفُهَ"(۲)

چیونٹی اور جُوں کو مارنے کے بارے میں فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ بزازیہ میں لکھا ہے: مختار مذہب یہ ہے کہ چیونٹی اگر ابتداءً کاٹے اور تکلیف پہنچائے تو اس کو مارنا جائز ہے ورنہ مکروہ ہے۔ جوں کو مارنا مکروہ نہیں ہے، جوں اور بچھو کو آگ میں جلانا مکروہ ہے۔

"المختارُ أنّ النملةَ إذا ابتدأَتْ بالأذٰی لابأسَ بقتلِها، وإلّا یکرہُ، وإلقائُها فی الماءِ یکرہُ مطلقًا، قتلُ القملةِ لایکرہُ، وإحراقُها وإحراقُ العقربِ بالنارِ یکرہُ"۔ (۳)

جانور کو داغنے والا ملعون ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے ایک گدھا

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث :۲۲۴۱

(۲) مسند أحمد بن حنبل، حدیث : ۳۷۶۳

(۳) البزازیہ بہامش الہندیہ: ۶/ ۳۷۰

گزرا جس کے منہ کو داغا گیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا : اُس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اِسے داغا ہے۔

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ، قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ :لَعَنَ اللهُ الَّذِي وَسَمَه"(۱)

طاقت سے زیادہ بوجھ لادنے پر جانور کی گفتگو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : ایک مرتبہ ایک شخص اپنی گائے پر بوجھ ڈالے اُسے ہانک کر لے جارہا تھا، گائے نے اُس کی طرف دیکھا اور کہنے لگی: میں اِس (کام) کے لئے پیدا نہیں کی گئی بلکہ میں تو کھیتی باڑی کے لئے تخلیق کی گئی ہوں، لوگوں نے تعجب اور گھبراہٹ کے عالم میں کہا: سبحان اللہ! گائے بھی گفتگو کرتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : بیشک میں تو اِسے سچ مانتا ہوں اور ابوبکر وعمر بھی اِسے سچ تسلیم کرتے ہیں۔"

" قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ :بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً لَه، قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا الْتَفَتَتْ إِلَيْهِ الْبَقَرَةُ فَقَالَتْ:إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا وَلٰكِنِّي إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ. فَقَالَ النَّاسُ :سُبْحَانَ اللهِ، تَعَجُّبًا وَفَزَعًا أَ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ :فَإِنِّي أُوْمِنُ بِه وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ"(۲)

جانور کے سامنے چاقو تیز نہ کرو! یہ دوگنی موت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنی ٹانگ بھیڑ کی گردن پر رکھے چھری تیز کر رہا تھا، وہ اُسے اپنی

(۱) صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النہی عن ضرب الحیوان فی وجہہ وسمہ فیہ، حدیث: ۲۱۱۷

(۲) صحیح بخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب من فضائل أبی بکر الصدیق، حدیث: ۳۴۶۳

آنکھوں سے دیکھ رہی تھی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا یہ کام پہلے نہیں ہوسکتا تھا؟ (یعنی چھری اس سے پہلے تیز کر لینی چاہئے تھی) کیا تم اُسے دو موتیں مارنا چاہتے ہو۔

"مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلٰی رَجُلٍ وَاضِعٍ رِجْلَه عَلٰی صَفْحَةِ شَاةٍ، وَهُوَ يَحُدُّ شَفْرَتَه، وَهِيَ تَلْحَظُ إِلَيْهِ بِبَصَرِهٖ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ :أَفَلَا قَبْلَ هٰذَا؟أَوْ تُرِيْدُ أَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَتَيْنِ"

اور امام حاکم کی روایت میں ہے : آپ ﷺ نے فرمایا : کیا تم اسے کئی موتیں مارنا چاہتا ہے۔تُو نے اِسے (ذبح کے لئے) لٹانے سے قبل چھری تیز کیوں نہ کرلی۔

"وفي رواية للحاكم:فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ:أَتُرِيْدُ أَنْ تُمِيْتَهَا مَوْتَاتٍ هَلْ حَدَدْتَ شَفْرَتَکَ قَبْلَ أَنْ تَضْجَعَهَ"(۱)

جانور کو مذبح تک گھسیٹ کر نہ لے جاؤ

جانور کو مقام ذبح تک نرمی کے ساتھ لے جائے، اس کو بے دردی اور سختی کے ساتھ نہ گھسیٹے، حضرت عمرؓ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک بکری کو ذبح کرنے کے لیے اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے جارہا تھا تو انھوں نے اس سے فرمایا : اس کو موت کے لیے لے جاؤ اچھے طریقے سے۔

"وَيْلَکَ! قُدْهَا إِلى الموتِ قَوْدًا جَمِيْلًا"(۲)

جانور کو راحت پہنچانے میں یہ بھی داخل ہے کہ ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کرے کہ اس سے اس کو تکلیف ہوگی، ذبح ہونے والے جانور کے سامنے چھری تیز نہ کرے، ذبح کے لیے جانور کو بے دردی سے نہ گرائے، ذبح کرنے کے فوری بعد کھال نہ

---

(۱)وَقَالَ الْحَاکِمُ :هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ.وَقَالَ الْهَيْثَمِيُّ :وَرِجَالُه رِجَالُ الصَّحِيْحِ، المعجم الكبير للطبراني، حديث :۱۱۹۱۶

(۲) رواہ عبد الرزاق، باب سنۃ الذبح، حدیث: ۸۶۰۵

نکالی جائے۔

ذبح کے آداب میں سے یہ ہے کہ جانور کو نہایت ملائمت کے ساتھ مقام ذبح کی طرف لے جایا جائے، ایک بار رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بکری کو زمین پر گھسیٹتا ہوا لے جارہا ہے، آپ ﷺ نے اس پر تنبیہ فرمائی :

"إصبري لأمر الله وأنت يا جزار فسُقها إلى الموت سوقا رفيقا"(۱)

آپ ﷺ نے بکری کو صبر کی تلقین فرمائی اور قصاب سے کہا کہ اس کو موت کی طرف نرمی کے ساتھ لے جاؤ۔

بعینہ یہی نصیحت ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی قصاب کو یہی فرمایا تھا:

"سقها سوقا جميلا"

ایک شخص کو حضور ﷺ نے دیکھا کہ وہ بکری کا کان کھینچتا ہوا جارہا ہے، آپ نے اس کو ارشاد فرمایا:

اس کا کان چھوڑ دو، ضرورت ہو تو اس کی گردن پکڑ لو۔

"دع اذنها وخذ بسالفتها"(۲)

جانوروں کی بے زبانی کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ وہ احساسات سے عاری ہیں اور ان میں باتوں کے سمجھنے کی اہلیت نہیں ہے وہ اپنے مالک کو بھی پہچانتے ہیں اور موت سے بھی ڈرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"مابهمت عليه البهائم فلم تبهم أنها تعرف ربها وتعرف انها تموت"(۳)

---

(۱) مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر: ۸۶۰۹

(۲) ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۱۷۱

(۳) المعجم الکبیر، حدیث نمبر: ۱۱۹۴۳

ذبح میں بھی جانور کے حقوق کی رعایت کا حکم

بلاشبہ انسان کو جانوروں سے استفادہ کا حق حاصل ہے،لیکن اس میں بھی اسلامی تعلیم یہ ہے کہ کم سے کم تکلیف پہونچا کر ان سے استفادہ کیا جائے۔

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے ہر چیز کے ساتھ حسن سلوک کو فرض قرار دیا ہے،چنانچہ جب تم کسی کو قصاص میں بھی قتل کروتو قتل کرنے میں بہتر طریقہ اختیار کرو،اور جب ذبح کروتو اچھی طرح ذبح کرو،اور اپنی چھری کو تیز دھار کروتا کہ ذبیحہ کی روح نکلنے میں آسانی ہو۔

’’إِنَّ اللهَ كَتَبَ الإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ‘‘(۱)

آپ ﷺ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں سے ہر موقع پر بہتر سلوک کرنا چاہئے،جانوروں کو ذبح کرنا اور ان کے اجزاء کو استعمال میں لانا فطری ضرورت ہے، اوراللہ تعالی نے اس کی اجازت دی ہے؛لیکن ذبح کرنے کے لئے آپ ﷺ نے ایسا مہذب طریقہ بیان فرمایاہے،جس سے جانور کو کم سے کم تکلیف ہو،اسی لئے آپ ﷺ نے اونٹوں میں ’’نحر‘‘اور دوسرے جانوروں میں ’’ذبح‘‘ کے طریقہ کو پسند فرمایاہے،نحر میں اونٹ کے سینے کے پاس جمع شدہ رگوں کو کاٹ دیا جاتاہے،جس سے اس کی جان بہت آسانی سے نکل جاتی ہے۔

گھر میں برآمد ہونے والے سانپ کو فوراً نہ مارا جائے

گھر میں سانپ برآمد ہوتو فورا مارنے سے منع کیا گیا بلکہ کم از کم تین بار عہد نوح اور عہد

(۱) مسلم،ج:۶ص :۷۲ دارالجیل بیروت۔سنن ابی داود،ج:۳ص:۵۸ دارالکتاب العربی بیروت

سلیمان کا حوالہ دینے کی تلقین کی گئی ہے،اس کے باوجود بھی سانپ ڈٹا رہے تو اب وہ لائق قتل ہے،متعدد روایات حدیث میں یہ مضمون وارد ہوا۔

"قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا ظَهَرَتْ الْحَيَةُ فِي الْمَسْكَنِ فَقُولُوا لَهَا إِنَّا نَسْأَلُكِ بِعَهْدِ نُوحٍ وَبِعَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ أَنْ لَا تُؤْذِيَنَا فَإِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوهَا"۔

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى (۱)

اس طرح سانپ جیسے خطرناک جانور کو بھی بچ کر نکلنے کا موقع دیا گیا،علاوہ اس میں خود انسان کے لئے بھی بڑے فائدے ہیں،انسان بڑے خطرات سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔

کیڑے مکوڑوں کی رعایت کرو

جانوروں کے ساتھ کیڑوں مکوڑوں کا بھی خیال رکھنے کی آپ ﷺ نے تاکید فرمائی کہ جن راستوں سے چل کر انسان دن میں اپنی ضروریات کی تکمیل کرتا ہے،رات میں جانور اور حشرات الارض ان ہی راستوں سے چل کر اپنی روزی تلاش کرتے ہیں؛ چنانچہ رات میں راستہ میں نماز نہ پڑھو،اور نہ راستہ میں پڑاؤ ڈالو۔اللہ اکبر۔حشرات الارض کی رعایت میں نماز کی جگہ بدلدی گئی۔

"لاتصلوا على جواد الطريق ولاتنزلوها ،فانها مأوى الحيات والسباع"(۲)

بلکہ رات کے وقت زمین پر زیادہ چہل پہل سے بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ اس وقت اللہ کی کچھ مخلوق جن کا گھر زمین میں ہے باہر نکلتی ہے۔

---

(۱) ترمذی،حدیث نمبر: ۱۴۸۵

(۲) مجمع الزوائد: ۳/ ۲۱۳

"أقلوا الخروج بعدهدأة الرجل ،فان لله تعالی دواب بیتهن فی الأرض"(۱)

روئے زمین کیا کوئی مذہب یا مذہبی کتاب ہے جو اتنی باریکی سے ہدایات دے، اور حشرات الارض کے بھی حقوق کی ایسی رعایت کرے؟۔

جانوروں، پرندوں اور حشرات الارض کے تئیں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات سے نہ صرف شریعت اسلامیہ کا مزاج معلوم ہوتا ہے بلکہ یہ پیغام ملا کہ ہمارا دل اللہ کی تمام مخلوقات کے تئیں رحم وکرم کے جذبہ سے معمور رہو، اللہ کی کسی مخلوق کو ظلم وستم کا نشانہ نہ بنائیں ،ان کی راحت وحقوق کا خیال رکھیں تبھی ہم رحمۃ للعالمین کے امتی کہے جانے کے حقدار ہو سکتے ہیں، نیز جہاں جانوروں کے حقوق کا علم ہوا وہیں ان سے استفادہ کے حدود پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونٹ کا قصہ

ایک دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک ایک اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور وہ شدت سے رو رہا تھا۔ اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی زبان میں بتایا کہ اس کا مالک اس کے ساتھ ظلم کرتا ہے، اسے بھوکا رکھتا ہے اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً اس اونٹ کے مالک کو بلایا اور اس کے ظلم وستم کے بارے میں استفسار کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مالک کو تنبیہ کی کہ وہ اپنے جانور کے ساتھ شفقت اور محبت سے پیش آئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جانور بھی اللہ کی مخلوق ہیں اور ہمیں ان کے ساتھ رحم اور ہمدردی کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

۲۰۲۴ء میں پاکستان کے شہر سانگھڑ میں ایک دل دہلا دینے والا واقعہ پیش آیا،

(۱)ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الدیک والبہائم: ۲/۶۹۶

جہاں ایک غریب کا اونٹ جو کسی وڈیرے کی زمین پہ غلطی سے چلا گیا تو وڈیڑے نے بے زبان اونٹ کی ایک ٹانگ کاٹ دی، یہ واقعہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات سے دوری کا احساس دلاتا ہے، یہ کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم نے ان جانوروں کے ساتھ ایسی بے رحمی کو معمول بنالیا ہے جو ہم پر مکمل انحصار کرتے ہیں اور ہمارے رحم وکرم کے محتاج ہیں۔

ہم اس دل دہلا دینے والے واقعے سے سبق حاصل کریں اور اپنے دلوں میں جانوروں کے لیے رحم اور محبت کو دوبارہ زندہ کریں، حضرت محمد ﷺ کی سنت پر عمل کریں اور جانوروں کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں، یہ ہم پر واجب ہے کہ ہم ہر مخلوق کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا برتاؤ کریں، تاکہ ہمارا معاشرہ حقیقتاً اسلامی اصولوں پر قائم ہو۔

سماج میں جانوروں پر ہونے والے مظالم

آج کل اکثر لوگ ذبح کیے جانے والے جانوروں کے ساتھ بہت ظلم کرتے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے گاڑیوں میں کھڑے کر کے لگاتار گھنٹوں گھنٹوں کا سفر کرتے ہیں، اور تنگ جگہ میں اتنے جانور کھڑے کر لیتے ہیں، کہ ان کے ملنے کی جگہ نہیں ہوتی، اور طویل سفر کے دوران ان کے کھانے پینے کا بھی لحاظ نہیں کرتے، جانوروں کو گاڑی میں چڑھاتے اور اتارتے وقت بھی بہت ظلم کرتے ہیں، جس سے جانور زخمی بھی ہو جاتے ہیں بعض اوقات کسی جانور کی ٹانگ بھی ٹوٹ جاتی ہے اور قصاب حضرات جب یومیہ یا عید الاضحیٰ کے موقع پر جانوروں کو ذبح کرتے ہیں، وہ بھی جانوروں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں، اور طرح طرح سے جانور کو ایذاء پہنچاتے ہیں، مرغیوں کی نقل وحمل اور بودوباش اور ذبح کے سلسلہ میں بھی آج کل بہت زیادہ مظالم سامنے آرہے ہیں، اور ان مظالم کے عام رواج اور روزمرہ کا معمول بن جانے کی وجہ سے ان کی طرف شاید کسی کی توجہ بھی نہیں ہوتی، مرغیوں کی عموماً ٹانگیں پکڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ اس طرح پھینکا جاتا ہے، جس طرح جمادات اینٹوں پتھروں کو پھینکا جاتا ہے۔

مرغیوں کی حرکت بند کرنے کے لیے ان کے دونوں طرف کے بازو باہم اس طرح ایک دوسرے میں داخل کر دیے جاتے ہیں، جس طرح کسی دھاگے اور کپڑے میں گرہ لگائی جاتی ہے، ذبح کرنے کے لیے جب مرغیوں کو پکڑا جاتا ہے تو بے دردی سے پکڑا جاتا ہے، اور جب ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے تو اس طرح ایک دوسرے کے اوپر چڑھا دیا جاتا ہے کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے ہونے اور مزید برآں راستہ میں نقل وحمل کے دوران غیر معمولی حرکت کی وجہ سے بہت سی مرغیاں ذبح سے پہلے ہی تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیتی ہیں۔

ذبح کرتے وقت عموماً سر سے پکڑ کر الٹا کر اور گلے پر الٹی سیدھی چھری پھیر کر گندگی اور غلاظت والے خون آلودہ مقام پر اوپر تلے مرغیوں کو اس طرح پھینکا جاتا ہے کہ گویا کہ ان کے کوئی حقوق ہی نہیں، پھر ذبح شدہ مرغیوں کے ٹھنڈا ہونے اور پوری طرح جان نکلنے سے پہلے ہی ان کی کھال ادھیڑنی شروع کر دی جاتی ہے، جس سے مرغیوں کو غیر معمولی تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح مرغی فروشوں کی دوکانوں پر زندہ مرغیوں کے بالکل سامنے دوسری مرغیوں کو ذبح کیا جاتا ہے، اور ذبح ہونے والی مرغیوں کو روتی بلکتی اور تڑپتی ہوئی دیکھ کر قریب میں موجود مرغیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

اگرچہ وہ بے زبان جانور اپنی زبان سے بول کر اس تکلیف کا اظہار کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، اگر موجودہ دور میں جگہ کی تنگی اور بعض انتظامی مجبوریوں کے باعث شریعت کے مذکورہ احکام پر کلی طریقہ پر عمل نہ ہوسکے تو اپنی طرف سے ممکنہ حد تک عمل کا اہتمام کرنے میں تو کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

جانوروں پر ظلم کی شکلیں

عام طور پر ذوالحجۃ الحرام کے قریب آتے ہی قربانی کے جانوروں کی خرید وفروخت کے لئے مختلف مقامات پر منڈیاں لگائی جاتی ہیں، جس سے خریداروں کو سہولت رہتی ہے لیکن

منڈیوں میں لانے، بیچنے اور قربانی کے وقت تک بے زبان جانوروں کو تکلیف دینے کے کئی مناظر بھی دیکھنے میں آتے ہیں، مثلاً :

(۱) دُور دراز علاقوں سے لائے جانے والے جانوروں کو دورانِ سفر مناسب خوراک نہیں دی جاتی۔

(۲) چھوٹی گاڑی میں بڑا جانور، یا کم جگہ میں کئی کئی جانور یوں دھکیل دیئے جاتے ہیں کہ وہ تھک جانے کی صورت میں بھی بیٹھ نہیں سکتے۔

(۳) بہت سے لوگ جانور کو سوار کرتے وقت گاڑی میں ریت یا بھوسہ وغیرہ نہیں ڈالتے جس سے بسا اوقات جانور اپنے ہی گوبر اور پیشاب سے پھسل کر گر جاتے ہیں، بعض اوقات ان کی ٹانگ بھی ٹوٹ جاتی ہے یا پھر زخمی ہو جاتے ہیں۔

(۴) منڈی میں پہنچنے والے جانوروں کو گاڑی سے اُتارنے یا چڑھانے کے لئے مناسب جگہ کا انتظام نہیں ہوتا تو اپنی آسانی کے لئے گاڑی سے چھلانگ لگوا دی جاتی ہے جس سے کئی جانور زخمی ہو جاتے ہیں اور قربانی کے قابل بھی نہیں رہتے۔

(۵) منڈی میں خرچہ بچانے کے لئے بھی بے زبان جانوروں کو بھوکا رکھا جاتا ہے، ایک مرتبہ کسی نے اونٹ خریدا تو بیچنے والے نے اس کے کان میں کہا کہ یہ کئی دن سے بھوکا ہے اسے چارہ کھلا دینا۔

(۶) منڈی جانے والوں میں تماشہ دیکھنے والوں کی بھی ایک تعداد ہوتی ہے جو بیٹھے ہوئے جانور کو ٹھوکر یا چھڑیاں مار کر اٹھاتے، خوامخواہ بھیڑ لگا کر شور مچا کر جانور کو ہراساں (خوفزدہ) کرتے ہیں۔

(۷) جب جانور منڈی سے خرید کر گھر لایا جاتا ہے تو اُتارتے وقت بچے اور بڑے شور وغوغا کر کے جانور کو پریشان کرتے اور اس کے اُچھلنے کودنے سے لطف اُٹھاتے ہیں۔ جس سے بعض اوقات تو جانور ڈر کر بھاگ جاتا ہے، کسی کو زخمی کر دیتا ہے یا گڑھے وغیرہ میں گر کر اپنی ٹانگ تڑوا بیٹھتا ہے۔

(٨) جانور کو گھمانے کے نام پر بچے اور بڑے بلا وجہ اُس کا کان مروڑتے ،دُم گھماتے ،شور مچاتے ہیں جس سے جانور بدکتے اور ڈرتے ہیں۔

(۹) ذبح شدہ جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے ہی پاؤں کاٹنا یا کھال اتارنا شروع کر دیتے ہیں یا بکرے کی گردن چٹخا دیتے ہیں یا تڑپتی گائے کی گردن کی کھال اُدھیڑ کر چُھری گھونپ کر دل کی رگیں کاٹتے ہیں اور بلا وجہ تکلیف پہنچاتے ہیں۔

جانوروں پر ظلم کرنے والے سنبھل جائیں کہ بروز قیامت اس کا حساب کیونکر دے سکیں گے؟ بے زَبان جانوروں کو بلا وجہ تکلیف دینے والوں کو ڈر جانا چاہئے کہیں مرنے کے بعد عذاب کیلئے یہی جانور مُسلَّط نہ کر دیا جائے۔ امام احمد بن حجر مکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القَوِی فرماتے ہیں: انسان نے ناحق کسی چوپائے کو مارا یا اسے بھوکا پیاسا رکھا یا اس سے طاقت سے زیادہ کام لیا تو قیامت کے دن اس سے اسی کی مثل بدلہ لیا جائے گا جو اس نے جانور پر ظلم کیا یا اسے بھوکا رکھا۔([1])

جانوروں کے حقوق کا خلاصہ

حیوانات کے حقوق اور ان کے احکام ومسائل پر فقہ اکیڈمی انڈیا نے جو مقالات لکھوائے ان مقالات میں الفاظ کے فرق کے ساتھ نصوص وعبارات کی روشنی میں مقالہ نگار حضرات نے جو نکات بیان کئے ہیں وہ ملاحظہ کرلیں:

١۔ان کے کھانے پینے اور مکمل راحت رسانی کا انتظام کیا جائے۔

٢۔جانوروں کو باہم لڑایا نہ جائے۔

٣۔ان کو باندھ کر نشانہ بازی نہ کی جائے۔

۴۔بے فائدہ ذبح نہ کیا جائے، بچوں کو بھی ان کی اذیت رسانی سے بچایا جائے۔

۵۔سفر میں جاتے ہوئے ان کے آرام کا مکمل خیال رکھا جائے۔

([1]) ماہنامہ فیضان مدینہ، ذوالحجۃ الحرام 1438ھ ستمبر 2017ء

۶۔طاقت سے زیادہ بوجھ لادا جائے اور نہ زیادہ افراد ان پر سوار ہوں۔

۷۔جو جانور جس کام کے لئے فطرتاً پیدا کیا گیا ہے اس سے وہی کام لیا جائے۔

۸۔ان کا دودھ مکمل طور پر نہ نچوڑا جائے۔

۹۔خرید وفروخت کے ذریعے ان کے چھوٹے بچوں کو ماں سے علیحدہ نہ کیا جائے۔

۱۰۔زندہ رکھتے ہوئے اس کے کسی عضو کو نہ کاٹا جائے۔

۱۱۔ان کا مثلہ نہ کیا جائے۔

۱۲۔جانوروں پر بیٹھ کر بات چیت یا دیگر کاموں میں مصروف نہ ہوا جائے۔

۱۳۔ذبح کرنے میں رفق ونرمی کا معاملہ کیا جائے جیسے چھری تیز کرلی جائے، ذبح کے بعد فی الفور کھال نہ نکالی جائے، ایک کے سامنے دوسرے کو ذبح نہ کیا جائے، بے رحمی سے کھینچ کر مذبح نہ لایا جائے وغیرہ۔

۱۴۔انہیں آگ میں نہ جلایا جائے۔

۱۵۔پنجرے میں بند رکھنے کے وقت ان کے کھانے پینے اور راحت کا انتظام کیا جائے۔

۱۶۔بے فائدہ ذبح نہ کیا جائے۔

۱۷۔چہرہ کو نہ داغا جائے اور نہ چہرہ پر مارا جائے۔

۱۸۔گلے میں کوئی ایسی رسی نہ ڈالی جائے جس سے گلے میں زخم آتا ہو۔

۱۹۔جس سوراخ میں جاندار ہو اس میں پیشاب نہ کیا جائے اور نہ اس میں آگ لگائی جائے۔

۲۰۔اگر جانور بیمار ہو جائے تو اس کا دوا وعلاج کیا جائے وغیرہ۔(۱)

---

(۱) حیوانات کے حقوق اور ان کے احکام ومسائل، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا، :۱۱۶

جانوروں سے متعلق ضروری مسائل

مختلف الجنس جانوروں کے اختلاط کا حکم

حلال جانوروں کے دودھ میں اضافہ یااس کے جسمانی حجم کو بڑھانے کے لئے حرام جانور سے اس کا اختلاط کرایا جاتا ہے، خاص کر جرسی گائے کے بارے میں عام تصور یہ ہے کہ یہ خنزیر کے اختلاط سے پیدا ہوتی ہیں، اس لئے ان کے دودھ کی مقدار دوسری گایوں کے مقابلے میں کافی زیادہ ہوتی ہے، یہاں پر دوسوال پیدا ہوتے ہیں :

(الف) کیاایک جانور کااس طرح دوسری جنس کے جانور سے اختلاط کرانادرست ہے؟

(ب) دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر ان میں سے ایک حلال اور دوسرا حرام ہوتو اس سے پیدا ہونے والے بچوں پر شرعاً کیااثر مرتب ہوگا؟

جائز مقاصد کے لئے دو مختلف الجنس جانوروں کا اختلاط جائز ہے

نصوص اور فقہی عبارات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ جانوروں میں تحفظ نسب ملحوظ نہیں ہے اس لئے جائز اغراض ومقاصد کے لئے دو مختلف الجنس جانوروں کا باہم اختلاط کرانا جائز ہے، بشرطیکہ اس سے جانور یا حاصل شدہ نتائج پر مضر اثرات مرتب نہ ہوں :اس لئے کہ قرآن کریم میں خچر کا ذکر موقع امتنان وتحسین پر کیا گیا ہے، جو گدھی اور گھوڑے کے اختلاط سے پیدا ہوتا ہے، جس سے کم ازکم اس کی اباحت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ موقع تحسین پر کسی چیز کا ذکر کرنااس کی ترغیب کے مترادف ہے :

وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَاتَعْلَمُونَ۔(۱)

ترجمہ :اللہ پاک نے گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا فرمائے، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور زینت کے لئے استعمال کرو، اور اللہ پاک پیدا فرماتے ہیں جو تم نہیں جانتے۔

---

(۱)سورہ نحل: ۷

رسول اللہ ﷺ سے بھی بکثرت خچر کی سواری کا ثبوت ملتا ہے،حنین کے موقع پر آپ ﷺ نے سواری کے لیے خچر کو استعمال فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بار بطور ہدیہ میں خچر پیش کیا گیا تو آپ نے قبول فرمایا اور اس پر سوار ہوئے۔(۱)

اگر خچر کا طریقہ پیدائش ممنوع ہوتا تو حضور ﷺ ہرگز اس پر سوار نہ ہوتے۔البتہ اسی روایت کا اگلا ٹکڑا یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے اس طریقۂ اختلاط کو اختیار کرنے کی اجازت مانگی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''یہ عمل وہ لوگ کرتے ہیں جو بے علم ہیں''اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل پسندیدہ نہیں ہے۔

جانوروں کا اختلاط کبھی موجب عیب بھی ہوتا ہے

سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ آج کے دور میں مختلف الجنس جانوروں کے اختلاط کا اہم مقصد زیادہ سے زیادہ دودھ یا گوشت والی نسل کا حصول ہے،اور یہ کوئی غلط مقصد نہیں ہے، اس لئے اگر یہ اطمینان ہو کہ اس سے حاصل ہونے والا دودھ یا گوشت یا نسل منفی اثرات سے پاک ہے،تو حنفیہ کے اصول پر اس میں کوئی مضائقہ معلوم نہیں ہوتا۔۔۔۔۔دراصل مختلف الجنس جانوروں کا اختلاط ایک خلاف فطرت عمل ہے اسی لئے عہد قدیم سے ہی علماء کو اس سلسلے میں خدشات رہے ہیں کہ بالعموم دوجنسوں کے اختلاط سے پیدا ہونے والی نسل میں طبعی خباثت اور بہت سے عیوب ونقائص پیدا ہو جاتے ہیں،علامہ خطابی رقمطراز ہیں :

ولئلایکون منه الحیوان المرکب من نوعین مختلفین، فإن أکثر المرکبات المتولدة بین جنسین من الحیوان أخبث طبعا من أصولها التي تتولد منها وأشد شراسة کالسمع و العسبار ونحوهما، وکذلك البغل لما یعتریه من الشماس

(۱)ابوداود،حدیث:۲۵۶۷

والحران والعضاض، ونحوها من العیوب والآفات (۱)

جانوروں میں بچے ماں کے تابع ہوتے ہیں

مسئلہ کا دوسرا جزو یہ ہے کہ اگر اختلاط میں ایک جانور حلال ہو اور دوسرا حرام، تو اس سے پیدا ہونے والے بچوں میں شرعاً کیا اثر مرتب ہوگا؟

اس معاملے میں فقہاء حنفیہ اور مالکیہ کا اتفاق ہے کہ جانوروں میں اصل اعتبار ماں کا ہے، حکم شرعی ماں کے تابع ہوگا، یعنی ماں اگر حلال جانور ہے تو پیدا ہونے والا بچہ بھی حلال ہوگا، اور ماں حرام ہے تو بچہ بھی حرام قرار پائے گا، اسی طرح پالتو مادہ جانور کے شکم سے پیدا ہونے والا بچہ پالتو ہوگا، اور جنگلی جانور کے پیٹ سے جنم لینے والا بچہ جنگلی، اس لئے کہ نر جانور سے صرف نطفہ نکلتا ہے اور مادہ کے جسم میں اس نطفہ کا قلب ماہیت ہو جاتا ہے اور ایک عرصہ تک ماں کے پیٹ میں رہ کر نئے وجود میں تبدیل ہو جاتا ہے کتب فقہیہ میں اس کی صراحتیں موجود ہے:

> والمولود بين الأهل والوحشي يتبع الأم ؛ لأنها الأصل في التبعية، حتى إذا نزا الذئب على الشاة يضحى بالولد...... لأنها الأصل في الولد لانفصاله منها ------- ولا ينفصل من الأب إلا ماء مهينا، ولهذا يتبعها في الرق والحرية، وإنما أضيف الآدمي إلى أبيه تشريفا له، وصيانة له عن الضياع، وإلا فالأصل إضافته إلى الأم كما في البدائع .... نتيجة الأهلي والوحشي تلحق بالأم على المرضي ومثله نتيجة المحرم مع المباح يا أخي فاعلم هذا هو المشهور بين العلماوالحظر في هذاحكوه فاعلما -----------قال

(۱) معالم السنن: ۲/ ۲۵۱

في البدائع :فلو نزا ثور ، ومن الأب ماء وحشي على بقرة أهلية فولدت ولدا يضحي به دون العكس لأنه ينفصل عن الأم وهو حيوان متقوم تتعلق به ا الأحكام ، مهين ولذا يتبع الأم في الرق والحرية"(۱)

اس لئے جرسی گائے گو کہ خنزیر کے اختلاط سے پیدا ہوئی ہو لیکن گائے کے شکم سے پیدا ہونے کی بنا پر اس پر گائے کا حکم عائد ہوگا، مجمع الانہر میں ہے :

"والمولود بين الأهلي والوحشي يتبع الأم لأنها هي الاصل في التبعية فيجوز بالبغل الذي أمه بقرة وبالظبي الذي أمه شاة "(۲)

شوقیہ جانور کو پنجرہ میں رکھنا

زینت کے طور پر بعض جانور پنجرے میں رکھے جاتے ہیں، جیسے پرندے ہرن وغیرہ ان کو کھانا مقصود نہیں ہوتا اور نہ ان کی تجارت مقصود ہوتی ہے، فقہی عبارات وجزئیات کی روشنی میں چند شرائط کے ساتھ اس کا جواز معلوم ہوتا ہے:

(۱) وہ موذی جانور کے قبیل سے نہ ہوں۔

(۲) ان کے کھانے پینے اور حقوق زندگی کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتی جائے۔

(۳) نیز ان کو اپنے حدود ملکیت میں رکھا جائے۔

"وَفِي أَضْحِيَّةِ النَّوَازِلِ رَجُلٌ لَهُ كِلَابٌ لَا يَحْتَاجُ إِلَيْهَا وَلِجِيرَانِهِ فِيهَا ضَرَرٌ فَإِنْ أَمْسَكَهَا فِي مِلْكِهِ فَلَيْسَ لِجِيرَانِهِ مَنْعُهُ وَإِنْ أَرْسَلَهَا فِي السِّكَّةِ فَلَهُمْ مَنْعُهُ فَإِنْ امْتَنَعَ وَإِلَّا رَفَعُوهُ إِلَى

---

(۱) ردالمحتار علی "الدر المختار" شرح تنویر الابصار، ج:۲ ص ۱۶۹

(۲) مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر، ج :۴ ص:۱۷۱، الناشر دار الکتاب العلمیہ بیروت

الْقَاضِي أَوْ إِلَى صَاحِبِ الْحِسْبَةِ حَتَّى يَمْنَعَهُ عَنْ ذَلِكَ وَكَذَلِكَ مَنْ أَمْسَكَ دَجَاجَةً أَوْ جَحْشًا أَوْ عُجُولًا فِي الرُّسْتَاقِ فَهُوَ عَلَى هَذَيْنِ الْوَجْهَيْنِ كَذَا فِي الْمُحِيطِ"(۱)

البتہ محض شوقیہ یا فخر ونمائش کے لئے جانوروں کو محبوس رکھنا خلاف اولیٰ ہے، احادیث میں اس کی مذمت وارد ہوئی ہے، ارشاد نبوی ہے:

"ومن ارتبطها تغنيا وتعففا ثم لم ينس حق الله في رقابها وظهورها كانت له سترا من النار ومن ارتبطها فخرا ورياء ونواء على المسلمين كانت له بورا يوم القيامة"(۲)

موذی جانوروں کو شوقیہ قید رکھنا

موذی جانوروں مثلاً خونخوار کتا، شیر اور سانپ وغیرہ کو صرف جائز مقاصد (مثلاً چور وغیرہ سے تحفظ یا شکار وغیرہ) کے لئے قید رکھا جاسکتا ہے، محض شوق یا فخر ونمائش کے جذبات کی تسکین کے لئے ان کو بند رکھنا درست نہیں ہے : اس لئے کہ ان میں مضرت غالب ہے، خدا نخواستہ اگر کبھی یہ بے قابو ہوجائیں تو بہت سی انسانی اور حیوانی جانوں کا نقصان ہوسکتا ہے :

"وَفِي الْأَجْنَاسِ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَتَّخِذَ كَلْبًا إِلَّا أَنْ يَخَافَ مِنْ اللُّصوص أَوْ غَيْرِهِمْ وَكَذَا الْأَسَدُ وَالْفَهْدُ وَالضَّبعُ وَجَمِيعُ السِّبَاعِ وَهَذَا قِيَاسُ قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللہُ تَعَالَى كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ"(۳)

نیز بے شمار روایات میں موذی جانوروں کو رکھنے اور پالنے کے بجائے قتل کرنے کا

(۱) الفتاویٰ الہندیہ، ج: ۱ ص: ۱۶۶

(۲) شرح معانی الاثار، ج: ۳ ص: ۲۷۳، حدیث: ۴۹۳۷

(۳) الفتاوى الهندية في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان ج: ۱ ص: ۱۶۶ الناشر دار الفكر

حکم دیا گیا ہے، بلکہ بعض روایات میں قدرت کے باوجود ان کو قتل نہ کرنے پر سخت نکیر بھی آئی ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ:

میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس نے سانپ کو قتل کیا گویا اس نے ایک مشرک آدمی کو قتل کیا۔

"سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول من قتل حية فكأنما قتل رجلا مشركا"(۱)

بہت سے روایات میں موذی جانوروں کو قتل کی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔

طبّی اغراض کے لئے جانور کو بے ہوش کر کے اس کا عضو نکالنا

جانوروں سے انتفاع کی ایک صورت یہ ہے کہ دواؤں کے لئے زندہ جانور کو بے ہوش کر کے اس کے کسی عضو کو نکال لیا جائے یا آپریشن کر کے اس کی جگہ پر کوئی دوسرا مصنوعی آلہ رکھ دیا جائے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بشرطیکہ یہ جانور کی معذوری یا نا قابل برداشت اذیت کا باعث نہ بنے۔۔۔۔۔اس وقت یہ اس معروف مثلہ سے مختلف ہوگا جس میں زندہ جانور کے اعضاء کاٹ لئے جاتے ہیں جس کی احادیث میں ممانعت آئی ہے، اس کا تذکرہ ماقبل میں جانوروں کے حقوق کے ضمن میں آچکا ہے، علامہ قرطبی رقمطراز ہیں:

"وهو مستثنى من تعذيب الحيوان بالنار ؛ لأجل المصلحة الراجحة. وإذا كان كذلك، فينبني أن يقتصر منه على الخفيف الذي يحصل به المقصود، ولا يبالغ في التعذيب، ولا التشويه. وهذا لا يختلف فيه الفقهاء إن شاء الله تعالى"(۲)

---

(۱) مسند امام أحمد بن حنبل ج:۱ص:۳۹۴، حدیث:۳۷۴۶

(۲) المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، ج:۱۷/ ۱۱۴

بصورت دیگر ضروری ہوگا کہ جانور کو ذبح کرنے کے بعد ہی اس کے اجزا سے طبی استفادہ کیا جائے، اور تکلیف دہ زندگی میں جانور کو مبتلا نہ کیا جائے، فقہاء نے تعلیمی اغراض کے لئے جانور کا جسم استعمال کرنے کی اجازت دی ہے لیکن زندہ جانور کا نہیں بلکہ مذبوح جانور کا:

"وَيُكْرَهُ تَعْلِيمُ الْبَازِي بِالصَّيْدِ الْحَيِّ يَأْخُذُهُ وَيُعَذِّبُهُ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُعَلِّمَ بِالْمَذْبُوحِ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ" (۱)

کسی خاص جانوری کی مکمل نسل کشی کا بندوبست

کسی خاص جانور کی نسل کے مکمل خاتمے کی کوشش کرنا جائز نہیں ہے، بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی مخصوص جانور کی مکمل نسل کشی کا منصوبہ بنانا درست نہیں ہے، یہ امر الٰہی سے بغاوت اور نظام کائنات میں فساد برپا کرنے کے مترادف ہے، البتہ ان کے بعض افراد یا اصناف کا مصلحتاً یا ضرورتاً قتل اس سے مختلف ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اگر کتے امتوں میں سے ایک امت نہ ہوتے تو میں ان سب کے قتل کا حکم دیتا، البتہ ہر کالے خونخوار کتے کو قتل کر ڈالو۔

"لو لا أن الكلاب أمة من الأمم لأمرت بقتلها كلها فاقتلوا منها كل أسود بهيمة" قال وفي الباب عن ابن عمر و جابر و ابي رافع و أيوب قال ابو عيسى حديث عبد الله ابي بن مغفل حديث حسن (۲)

(۱) الفتاوى الهندية: ۱/۱۶۶، الناشر دار الفكر

(۲) الجامع الصحيح سنن الترمذي ج:۴ ص:۷۸، حديث :۱۴۸۶، مكمل مضمون بتغييريسير :بحواله: نوازل الفقه، مفتى اختر امام عادل صاحب۔

جانوروں سے متعلق دلچسپ واقعات

سلیمانی دربار میں جانوروں کا مقدمہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں ایک مقدمہ پیش ہوا، واقعہ یہ تھا کہ ایک شکاری نے بھیس بدل کر ایک جانور کا شکار کیا، اس جانور کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں مقدمہ دائر کر دیا۔شکاری پیش کیا گیا۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اس کے بیٹے کو کیوں شکار کیا۔شکاری نے عرض کی حضور حلال جانور تھا۔اور حلال جانور کا شکار کرنا آپ کی شریعت میں جائز ہے،جانور کی والدہ نے یہ موقف اختیار کیا کہ حلال جانور کے شکار پر کوئی اعتراض نہیں ہے،اعتراض یہ ہے کہ شکاری کا لباس پہن کر کیوں نہ آیا؟ اگر یہ شکاری لباس میں آتا تو ہم اپنا بچاؤ کر لیتے،اس نے دھوکہ سے شکار کیا ہے،اور دھوکا کرنا آپ کی شریعت میں جائز نہیں ہے، دونوں کے دلائل سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ فیصلہ دیا کہ جانور کا موقف ٹھیک ہے اور شکاری کو سزا دی جائے گی۔ پھر اس کے بعد شکاریوں کو سمجھا بھی دیا۔(۱)

ایک چیونٹی کی دعا سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو پانی ملا

ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام استسقاء (بارش کی دعا مانگنے) کے لیے نکلے تو دیکھا کہ ایک چیونٹی اُلٹی لیٹی ہوئی اپنے پاؤں آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے دُعا کر رہی ہے کہ خدایا ہم بھی تیری مخلوق ہیں۔ پانی برسنے کی ضرورت ہمیں بھی ہے۔ اگر پانی نہ برسا تو ہم ہلاک ہو جائیں گی۔چیونٹی کی یہ دعا سن کر آپ علیہ السلام نے لوگوں میں اعلان کیا کہ لوٹ چلو کسی اور ہی کی دعا سے تم پانی پلائے گئے۔(۲)

بکری کی بیمار پرسی

حضرت اعمش سلیمان بن مہران مشہور محدث ہیں، فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک

(۱) حقوق البہائم،ص: ۴۴

(۲) تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۶۳،،بکھرے موتی: ۴/ ۱۱۹

بکری تھی ، وہ بیمار ہوگئی ، حضرت خثیمہ بن عبدالرحمنؒ روزانہ صبح شام دو وقت اس بکری کی عیادت کرنے میرے پاس تشریف لاتے ، بکری کا حال پوچھتے اور یہ بھی دریافت کرتے کہ بچوں کو دودھ تو ملتا نہیں ہوگا ، وہ ضد تو نہیں کرتے ، بکری نے کچھ کھایا یا نہیں وغیرہ ، اور ہمیشہ جس ٹاٹ پر بیٹھا کرتے تھے ، اس کے نیچے کچھ ڈال جاتے کہ بچوں کے لئے اٹھا لینا ، بکری کی بیماری کے زمانہ میں تین سو دینار سے زیادہ مجھے ان کے احسان سے ملا ، مجھے یہ خواہش ہونے لگی کہ یہ بکری بیمار ہی رہے تو اچھا ہے ۔(۱)

گدھے کی وقت پر حاضری

حضرت ابو ایوب حمالؒ فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہ دیلمی رحمہ اللہ جب کہیں تشریف لے جاتے تو اپنی سواری کے گدھے کو کہیں باندھا نہیں کرتے تھے ؛ بلکہ اس کے کان میں یہ کہہ دیتے کہ جا جنگل میں جا کر کچھ کھا پی اور فلاں وقت یہاں پہنچ جانا ؛ چنانچہ گدھا جنگل میں چلا جاتا اور ٹھیک اس وقت پر جس وقت کا اسے کہا جاتا وہ وہیں پہنچ جاتا تھا ۔(۲)

حضرت سلمان فارسیؓ کی مہمانی

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے ، فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ مدائن سے چلے ، آپ کے ہمراہ ایک مہمان بھی تھے ، آپ نے جنگل میں ہرنوں کو پھرتے ہوئے دیکھا اور پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھا ، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے ایک ہرن اور ایک پرندہ میرے پاس آجائیں کیونکہ میرے پاس ایک مہمان آ گیا ہے میں اس کا اکرام کرنا چاہتا ہوں ۔

چنانچہ دونوں آگئے ... اس مہمان نے کہا سبحان اللہ ۔ کیا یہ ہوائی پرندے بھی آپ کے

---

(۱) حقوق البہائم ، ص : ۵۴

(۲) اللہ والوں کی کرامات ومدد ونصرت کے حیران کن واقعات ، ص : ۲۲۰ ، بحوالہ حقوق البہائم ، ص : ۵۵

مسخر ہیں؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ نے فرمایا کیا تم اس سے تعجب کرتے ہو؟ کیا تو سمجھتا ہے کہ کوئی بندہ خدا کی فرمانبرداری کرے اور کوئی شئی اس کی نافرمانی کرے!!۔(۱)

سانپ کا انڈا پھٹا اور بینائی چلی گئی

ایک صحابی حضرت حبیب بن فدیکؓ کہیں جارہے تھے کہ ان کا پاؤں اتفاقا ایک زہریلے سانپ کے انڈے پر پڑ گیا اور وہ پھوٹ گیا اور اس کے زہر کے اثر سے حضرت حبیب بن فدیکؓ کی آنکھیں بالکل سفید ہوگئیں اور نظر جاتی رہی۔ یہ حال دیکھ کر ان کے والد بہت پریشان ہوئے اور انہیں لے کر حضور سرورعالم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔

حضور ﷺ نے سارا قصہ سن کر اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں ڈالا، تو حضرت حبیب بن فریکؓ کی آنکھیں فورا روشن ہوگئیں اور انہیں نظر آنے لگا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے خود حضرت فدیکؓ کو دیکھا، اس وقت ان کی عمر اسی سال کی تھی اور آنکھیں تو ان کی بالکل سفید تھیں مگر حضور ﷺ کے لعاب مبارک کے اثر سے نظر اتنی تیز ہوئی کہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔(۲)

چڑیا کی محبت اور بزرگ کا حسن سلوک

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ مجھے محمد بن وہب نے اپنے بعض رفقاء کا حال سنایا کہ ایک مرتبہ وہ ایوب جمالؒ کے ساتھ حج کرنے گئے، جب ہم صحراء میں داخل ہوئے اور چند منزل طے کر چکے تو ایک چڑیا کو دیکھا کہ وہ سر پر منڈلا رہی ہے، انہوں نے فرمایا کہ یہاں پر بھی پیچھا نہ چھوڑا، پھر انہوں نے روٹی کا ٹکڑا مسل کر ہتھیلی پر رکھا، جسے چڑیا نے آ کر کھانا

---

(۱) حقوق البہائم، ص: ۵۵

(۲) حوالہ خصائل کبری، دلائل النبوۃ، ص: ۱۶۷، کتاب الشفاء و مدارج النبوۃ مواھب الدنیہ، بحوالہ حقوق البھائم، ص: ۵۹

شروع کیا، بعد ازاں ان بزرگ نے چلو میں پانی لیا اور اس کو پلایا، پھر فرمایا کہ اڑ جا، وہ اُڑ گئی، اگلے دن پھر آئی، آپ نے وہی معاملہ فرمایا۔ غرض چڑیا آخر سفر تک آتی جاتی رہی اور آپ وہی معاملہ فرماتے رہے، ایوب جمال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : کیا تم کو اس چڑیا کی بابت علم ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ میں نے جواب نفی میں دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ چڑیا روز میرے گھر میرے پاس آتی تھی اور میں اس کو کھلایا پلایا کرتا تھا، اب جبکہ میں سفر میں چلا، تو یہ بھی میرے ساتھ ہو گئی۔

پرندے نے حضور نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موزے مبارک کو صاف کیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رفع حاجت کا ارادہ فرماتے تو دور تشریف لے جاتے، ایک دن آپ تشریف لے گئے تو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گیا۔ آپ درختوں کی آڑ میں بیٹھے اور اپنے دونوں موزے اتار دیئے، پھر ان میں سے ایک موزہ پہنا تو ایک پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے کر اڑ گیا۔ پھر فضائے آسمانی میں اسے جھاڑا، تو اس میں سے سیاہ سانپ کینچلی اترا ہوا گرا۔ (۱)

سست گھوڑے کی تیز رفتاری کی وجہ

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا انہایت سست رفتار تھا ایک دفعہ مدینہ میں شور وغل ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ کا چکر لگایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی برکت سے اس قدر تیز ہو گیا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو فرمایا : یہ تو دریا ہے، اس کے بعد کوئی گھوڑا اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ (۲)

---

(۱) حقوق البہائم: ۱۷

(۲) صحیح بخاری، شان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثالی واقعات ص: ۲۰۴ تا ۲۰۵

مکھی کی وجہ سے بخشش

محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا گیا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور پوچھا کہ کیا لائے ہو؟ میں نے عبادات کی چند انواع واقسام کا ذکر کیا تو فرمایا: کوئی عبادت قبول نہیں، ہاں البتہ ایک دن تم بیٹھے لکھ رہے تھے کہ تمہارے قلم پر ایک مکھی آ بیٹھی تھی تو تم نے ترس کھاتے ہوئے اس کو اس کی روشائی چوسنے دی، پس آج میں اس وجہ سے تم پر بھی رحم کھاتا ہوں، جاؤ! میں نے تمہیں بخش دیا۔(۱)

جانوروں کے متعلق مشہور مگر غلط عقائد

بعض لوگ اُلو (Ow) یا کسی دوسرے جانور کے کسی جگہ رہنے یا بیٹھنے سے سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے اس جگہ میں نحوست آجاتی ہے، یا وہ جگہ ویران ہو جاتی ہے۔ اس قسم کا عقیدہ رکھنا شریعت کے خلاف اور سخت گناہ ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مکان وغیرہ کی دیوار پر کوّا بولے یا منہ سے لقمہ گر جائے یا آٹا گوندھتے ہوئے پانی زیادہ ڈل جائے یا روٹی پکاتے ہوئے ٹوٹ جائے یا روٹی پکانے والا توا جھلملانے لگے تو مہمان آتا ہے۔ شرعاً اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بلی اور خاص طور پر کالے رنگ کی بلی راستہ کاٹ دے، یا کوئی مخصوص جانور یا پرندہ بائیں طرف گزرے یا اڑے، تو سفر یا کام میں برکت اور خیر نہیں ہوتی۔ یہ بھی توہم پرستی اور زمانہ جاہلیت کے غلط عقیدوں میں سے ہے۔

بعض لوگ کسی جگہ بلی کے رونے کو کسی کی موت آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جبکہ یہ عقیدہ بھی اسلام کے مطابق نہیں۔

(۱) ۷۰۷ اولیاء کی مغفرت کے عجیب واقعات ص: ۱۴۳، بحوالہ حقوق البہائم ص: ۷۳

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں جانور کے بولنے سے موت پھیلتی ہے، مگر یہ سوچ زمانہ جاہلیت کی سوچ پر مبنی ہے اور اسلام نے اس قسم کی بدشگونی سے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کتے کے رونے سے وباء آتی ہے، مگر اس طرح کی کوئی بات شریعت سے ثابت نہیں۔

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ مرغی بانگ دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہیے کیونکہ اس سے وبا پھیلتی ہے حالاں کہ شریعت نے ایسی حالت میں مرغی کے ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا، لہذا یہ عقیدہ بھی غلط ہے۔

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ اگر شام کے وقت (یا کسی دوسرے بے وقت) مرغا اذان دے تو اسے فوراً ذبح کر دینا چاہیے کیونکہ یہ اچھا نہیں، جبکہ یہ بھی تو ہم پرستی میں داخل ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خنزیر یا سور کا نام لینے سے چالیس دن تک زبان ناپاک رہتی ہے۔ مگر شریعت میں اس کی بھی کوئی اصل نہیں، البتہ بلاضرورت خنزیر کا نام لینا اور خاص طور پر کسی انسان وغیرہ کو گالی کے طور پر خنزیر یا سور کہنا درست نہیں، بلکہ گناہ ہے۔

بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ جس گھر میں کوئی بھی جانور ہو، اس گھر میں اگر کوئی مصیبت آئے تو وہ مصیبت اس جانور کے سر پڑ جاتی ہے، اور انسان مصیبت سے محفوظ رہ جاتا ہے، جبکہ اس قسم کا عقیدہ شریعت سے ثابت نہیں اور خود ساختہ ہے۔

بعض لوگ کسی جانور کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر گھر میں موجود ہو تو اس گھر میں نحوست آجاتی ہے اور بعض اوقات اس کی وجہ سے موت بھی واقع ہو جاتی ہے، حالانکہ یہ مہمل بات ہے، کسی جانور کی وجہ سے اس طرح ہرگز نحوست نہیں آتی اور نہ ہی کسی کی موت واقع ہوتی ہے؛ بلکہ موت وزندگی کا تعلق تو حکم الہی سے ہے۔

بعض لوگ کسی مصیبت، حادثہ، آفت یا بیماری کے وقت بکرے کے ذبح کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مصیبت وآفت بکرے کے خون کے بدلے

میں ٹل جاتی ہے، اور اس کو خون بہا، یا جان کا بدلہ قرار دیتے ہیں۔ مگر ایسی حالت میں شریعت کی طرف سے جانور ذبح کرنے کا کوئی ثبوت نہیں، لہذا جانور ذبح کرنے کو ضروری یا زیادہ ثواب سمجھنا غلط ہے۔ البتہ صدقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، مگر صدقہ کے لئے جانور کا ذبح کرنا ضروری نہیں، بلکہ کسی بھی ضرورت کی چیز یا روپیہ پیسہ کی شکل میں صدقہ کیا جا سکتا ہے۔

ایک طرف تو شریعت نے جانوروں میں نحوست ہونے اور ان سے بدفالی لینے سے منع فرمادیا۔"عن بریدة انه ﷺ کان لا یتطیر ولکن یتفاءل"

اور دوسری طرف یہ بھی واضح فرمادیا کہ اصل نحوست انسان کی اپنی بداعمالیوں اور فسق وفجور میں ہے۔

"وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ"

اور آج کل مختلف گناہوں کا دور دورہ ہے، مگر لوگ نحوست کو اپنی بداعمالیوں کی طرف منسوب کرنے کے بجائے جانوروں کی طرف منسوب کرتے ہیں، جیسا کہ ایک کالے حبشی شخص کو راستے میں ایک شیشہ پڑا ہوا ملا، اس حبشی نے اس سے پہلے کبھی اپنا چہرہ شیشہ میں نہیں دیکھا تھا، اس حبشی نے پڑا ہوا شیشہ اٹھا کر جب اس میں اپنا منہ دیکھا تو بہت بدنما اور بھد محسوس ہوا، ناک بڑی، رنگ کالا وغیرہ، تو اس حبشی کو اپنا چہرہ کر معلوم ہوا اور فوراً غصہ میں آ کر اس شیشہ کو زمین پر پھینک مارا، اور کہا کہ تو اتنا بدصورت اور بدنما ہے اسی لئے تو تجھے کسی نے یہاں پھینک رکھا ہے۔ تو جس طرح اس حبشی نے اپنی بدصورتی کو شیشہ کی طرف منسوب کیا، اسی طرح یہ لوگ اپنی بدعملی کی نحوست کو دوسری چیزوں کی طرف منسوب کرتے ہیں، حقیقت میں عبادت واطاعت مبارک چیز ہے اور گناہ منحوس چیز ہے۔(۱)

(۱) حقوق البہائم، ص: ۷۵

ایک بزرگ اور سانپ کی حکایت

ایک بزرگ سے کسی سانپ نے بیعت کرلی تھی،انہوں نے اس سے عہد لیا کہ کسی کو ڈسنا نہیں، جانوروں نے جو یہ دیکھا کہ یہ کسی کو کچھ کہتا ہی نہیں تو نڈر ہوکر اس کو سب نے مارنا اور تنگ کرنا شروع کیا، چند روز کے بعد وہ بزرگ کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ بہت ہی بُری حالت میں ہے، پوچھا کہ کیا حال ہے؟ کہا : آپ نے کاٹنے سے منع کر دیا تھا، جانوروں کو جو یہ خبر لگی تو اب سب مجھے تنگ کرنے لگے، فرمایا: میں نے کاٹنے ہی سے تو منع کیا تھا، پھنکارنے سے تو منع نہیں کیا،بس اب سے جو جانور پاس کو آئے،تو فوراً پھنکار دیا کر،وہ بھاگ جائے گا،اس روز سے غریب کو چین ملا۔

فائدہ: اسی طرح بزرگوں کو بھی چاہیے کہ کبھی کبھی پھنکار دیا کریں،یعنی مریدوں کو کبھی کبھی ڈانٹ دیا کریں نہ زیادہ سختی کہ یہ بھی ٹھیک نہیں ،خلاف سنت ہے،نہ زیادہ نرمی کہ کسی بات پر تنبیہ ہی نہ کی جائے،نرمی اور گرمی دونوں اعتدال کے ساتھ چاہیے۔

نیز یہ ایک تمثیلی واقعہ ہے،حقیقت میں کسی سانپ کا بیعت کرنا واقع تو نہیں ہوتا،واقعہ سے اصل سبق اعتدال کی تعلیم دینا ہے۔

کافر ہکا بکا رہ گیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے لیے مسجد کی طرف نکلے،ابھی راستے میں تھے کہ ایک کافر نے اُن سے پوچھا : اے علی! یہ تو بتائیے کون سے جانور انڈے دیتے ہیں اور کون سے بچے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کافر کے فریب کو بھانپ گئے کہ اُس نے یہ سوال اس خیال سے پوچھا کہ یہ پرندوں اور جانوروں کے نام گنوانے لگ جائیں گے اور نماز کا وقت نکل جائے گا۔انہوں نے فوراً کہا : جن جانوروں کے کان باہر ہوتے ہیں وہ بچے دیتے ہیں اور جن کے کان اندر

ہوتے ہیں وہ انڈے دیتے ہیں۔ یہ کہا اور آگے بڑھ گئے۔ کافر ہکا بکا رہ گیا۔(۱)

بلی فروش سے نکاح

منقول ہے کہ ایک شخص نے کسی قبیلہ کی عورت کو دعوت نکاح دی اور خواستگاری کی، ان لوگوں نے پوچھا تمہارا کاروبار کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: میں چوپائے بیچتا ہوں، انہوں نے عورت کا نکاح کر دیا، رخصتی ہوگئی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ شخص بلیاں بیچتا ہے، وہ جھگڑنے لگے، بالآخر یہ جھگڑا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا، آپ نے نکاح کو برقرار رکھا اور فرمایا کہ یہ سچا ہے کیونکہ بلی کے بھی چار پاؤں ہوتے ہیں۔(۲)

رافضی کتا

واجد علی شاہ سواری پر کہیں جا رہے تھے، ایک سنی خدمت گار ساتھ تھا اور ایک قبرستان پر گزر ہوا، ٹوٹی پھوٹی قبریں تھیں ایک قبر پر کتا ٹانگ اٹھائے پیشاب کر رہا تھا۔ واجد علی شاہ قرائن سے سمجھے کہ ایسے قبرستان سنیوں ہی کے ہو سکتے ہیں کیونکہ شیعوں کے قبرستان پُر تکلف ہوتے تھے اس لیے کہ انہی کی حکومت تھی اور یہ لوگ اکثر روپے پیسے والے بھی ہوتے ہیں۔

واجد علی شاہ نے اس سنی سے کہا کہ یہ قبر کسی سنی کی معلوم ہوتی ہے۔ اس سنی نے جواب دیا کہ جی حضرت صحیح ہے، بجا فرمایا: جب ہی تو رافضی کتا اس پر پیشاب کر رہا ہے، کیا ٹھکانہ ہے اس دلیری کا، بادشاہ کی بھی پرواہ نہ کی فوراً ترکی بہ ترکی جواب دیا، آج کل تو مصلحت پرستی میں رہتے ہیں، یہ ان لوگوں کی حکایات ہیں جو ملازمت بھی انہیں کے یہاں کرتے تھے اور ملازمت بھی ادنی درجہ کی۔ اب تو کوئی برابر والے کے سامنے بھی ایسی بات نہیں کرسکتا۔ ان

---

(۱) بچوں کا اسلام شمارہ نمبر: ۷۶ص: ۹

(۲) حضرت علی کے فیصلے: ۲۳۳تا۲۳۴

لوگوں کے ایمان قوی تھے۔(۱)

کیادس جانور جنت میں جائیں گے؟

اس سلسلہ میں چار باتوں کی تحقیق مفید رہے گی :

۱۔دنیاکےکسی جانورکاجنت میں داخل ہونا۔

۲۔کسی جانورکاجنت میں سے دنیامیں آنا۔

۳۔جانوروں کاقیامت کے دن میدان حشر میں آنا۔

۴۔جنت میں جانوروں کاہونا۔

پہلی بات : دنیاکےکسی جانورکاجنت میں داخل ہونا،لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ دس جانور جنت میں داخل ہوں گے:

(۱)جناب نبی کریم ﷺ کی اونٹنی۔

(۲)حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔

(۳)حضرت ابراہیم علیہ السلام کابچھڑا۔

(۴)حضرت اسماعیل علیہ السلام کامینڈھا۔

(۵)حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گائے۔

(۶)حضرت یونس علیہ السلام کی وہیل مچھلی۔

(۷) حضرت عزیرعلیہ السلام کاگدھا۔

(۸) حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی۔

(۹) حضرت سلیمان علیہ السلام کاھدھد۔

(۱۰)اصحاب کہف کاکتا۔

”قَالَ مُقَاتِلٌ – علیہ الرحمۃ –:عَشَرَةٌ مِنَ الْحَيَوَانَاتِ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ :

---

(۱)الافاضات الیومیہ،بحوالہ حقوق البہائم،ص:۱۶۵

نَاقَةُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم، وَناقة صالح عليه السلام، وَعِجْلُ إبْرَاهِيمَ عليه السلام، وَكَبْشُ إسْمَاعِيلَ عليه السلام، وَبَقَرَةُ مُوسَى عليه السلام، وَحُوتُ يونُسَ عليه السلام، وَحِمَارُ عُزَيرٍ عليه السلام، وَنَمْلَةُ سُلَيمَانَ عليه السلام، وَهُدْهُدُ بِلْقِيسَ، وَكَلْبُ أَهْلِ الْكَهْفِ، كُلُّهُمْ يحْشَرُونَ كَذَا فِي "مِشْكَاةِ الْأَنْوَارِ"، وَذَكَرَ فِي "مِشْكَاةِ الْأَنْوَارِ شَرْحِ شِرْعَةِ الْإِسْلَامِ" :أَنَّهَا كُلُّهَا تَصِيرُ عَلَى صُورَةِ الْكَبْشِ"

علامہ احمد حموی نے غمز العیون البصائر حاشیۃ الاشباہ والنظائر میں مفسر قرآن مُقاتل بن سلیمان بلخی (۱۵۰ھ) سے بلا سند نقل کیا ہے ۔(۱)

مذکورہ بات کا مصدر یہی مقاتل بن سلیمان کی روایت ہے؛لیکن مقاتل بن سلیمان بلخی موثوق بہ نہیں ہے، اور کثرت سے اسرائیلیات پر اعتماد کرتا ہے، اس لئے یہ روایت معتبر نہیں ہے، یہ عبارت مقاتل بن سلیمان کی مطبوعہ تفسیر میں مجھے نہیں ملی ۔

حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ جو تابعی ہیں، ان سے دمیری نے حیوۃ الحیوان میں بلا سند نقل کیا ہے: کہ جنت میں کوئی جانور نہیں ہوگا، سوائے اصحاب کہف کا کتا، حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا، اور حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ۔(۲)

ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: جانوروں میں سے پانچ جانور جنت میں جائیں گے، ان میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بُراق شمار کی ہے، جبکہ مقاتل کی روایت میں اس کی جگہ اونٹنی مذکور ہے ۔

"قلت :والمستطرف للأبشيهي من كتب اللطائف والظرائف، ولم يذكر مستنده فيما ذكر"(۳)

---

(۱) غمز العیون البصائر حاشیۃ الاشباہ والنظائر: ۴/۱۳۱

(۲) حیوۃ الحیوان: ۲/۳۸۹

(۳) الاشباہ والنظائر لابن نجیم: ۴/۱۳۱ بحوالہ مستطرف

تقریباً (۱۳) جانوروں کے بارے میں کہا گیا کہ : وہ جنت میں داخل ہوں گے مگران سب جانوروں کے سلسلہ میں کوئی معتبر مرفوع روایت ان کے جنت میں داخل ہونے کی نہیں ہے، چونکہ یہ بات امورِ غیبیہ میں سے ہے اس لئے بغیر کسی مضبوط دلیل کے اس مضمون کو ثابت نہیں کر سکتے۔

جنتی جانوروں کے بارے میں سب سے معتبر کوئی روایت اگر ہے، تو وہ یہی روایت ہے جو بکریوں کے متعلق ہے، ابن ماجہ میں اسی طرح مختصر مروی ہے؛ البتہ موطا مالک اور مسند احمد میں روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"أَحْسِنْ إِلَى غَنَمِكَ، وَامْسَحِ الرُّعَامَ عَنْهَا، وَأَطِبْ مُرَاحَهَا، وَصَلِّ فِي نَاحِيَتِهَا، فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ"۔ (موطامالک)

ترجمہ: بکریوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، ان کی ناک سے بہنے والی آلائش صاف کرو، ان کے باڑے کو صاف ستھرا رکھو، اور اس کے کسی کونے میں نماز بھی پڑھ لیا کرو، کیونکہ وہ جنتی جانوروں میں سے ہے۔

کسی جانور کا جنت میں سے دنیا میں آنا

مذکورہ بالا جانوروں میں سے صرف دو کے بارے میں آیا ہے کہ : وہ جنت کے جانوروں میں تھا : (۱) حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مینڈھا، طبری وغیرہ مفسرین نے سورہ صافات کی آیت : ۱۰۷ ﴿وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ﴾ کی تفسیر میں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا کہ : یہ مینڈھا جنت میں چالیس سال تک چرتا رہا۔

(۲) براق کے بارے میں ایک روایت میں ہے کہ : وہ جنت کے جانوروں میں سے ہے ؛ لیکن ابن الجوزی نے موضوعات: ۱/ ۲۸۸ میں روایت پر وضع کا حکم لگایا ہے۔ "ووافقه السيوطی "(۱)

(۱) اللآلئ المصنوعة: ۱/ ۲۴۸، "وابن عراق الكنانی" (تنزیہ الشریعة: ۱/ ۳۲۴)

مگر جنت میں سے آنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ: وہ دوبارہ قیامت کے دن جنت میں داخل ہوگا۔

جانوروں کا قیامت کے دن میدان حشر میں آنا

یہ بات تو ثابت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی تمام جانوروں کو زندہ کرکے، ان کی آپس کی زیادتیوں کا بدلہ ایک دوسرے سے دلوا کر، ان کو ''کونوا ترابا'' کہہ دیں گے۔

البتہ بعض روایتوں میں خصوصی طور پر بعض جانوروں کا میدان حشر میں ورود مذکور ہے، وہ جانور یہ ہیں : (۱) حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی۔

(۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عضباء نامی اونٹنی۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کی براق۔

" عَنْ سُوَيدِ بْنِ عُمَيرٍ قَالَ :قَالَ رَسُول الله صلى الله عليه وآله وسلم :حَوْضِى أَشْرَبُ مِنْهُ يوْمَ الْقِيامَةِ وَمَنِ اتَّبَعَنِى مِنَ الأَنْبِياءِ ، وَيبْعَثُ اللهَ نَاقَةَ ثَمُودَ لِصَالِحٍ فَيحْتَلِبُهَا فَيشْرَبُهَا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ حَتَّى يوَافَى بِهَا الْمَوْقِفَ وَلَهَا رُغَاءٌ ۔ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ :يا رَسُولَ اللهِ وَأَنْتَ يوْمَئِذٍ عَلَى الْعَضْبَاءِ ؟ قَالَ لَا ،ابْنَتِى فَاطِمَةُ عَلَى الْعَضْبَاءِ ، وَأُحْشَرُ أَنَا عَلَى الْبُرَاقِ وَأُخْتَصُّ بِهِ دُونَ الأَنْبِياءِ ۔ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى بِلالٍ فَقَالَ :يحْشَرُ هَذَا عَلَى نَاقَةٍ مِنْ نُوقِ الْجَنَّةِ...الخ (۱)

---

(۱) الضعفاء الکبیر للعقیلی: ۳/ ۶۴، الموضوعات لابن الجوزی: ۳/ ۲۴۵، تلخیص کتاب الموضوعات للذہبی: ۸۴۸ا، اللآ لیء المصنوعۃ فی الأحادیث الموضوعۃ: ۲/ ۳۶۹، قال العقيلى :عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ كَيسَانَ مجهُولٌ بِالنَّقْلِ، حَدِيثُهُ غَيرُ محفُوظٍ .وقال ابن الجوزى :هَذَا حَدِيث مَوْضُوع لَا أَصْلَ لَهُ .وقال الذهبى :وَهَذَا بَاطِل .وقال السيوطى :مَوْضُوع، ولها شواهد من حديث ابن عباس وبريدة وعلى وأبى هريرة رضى الله عنهم ، وكلها لا يسلَم شىء منها من غَوائل القَدح والضعف والنَّكارة ، وقد أوردها السيوطى فى "اللآلئ المصنوعة"

جنت میں جانوروں کا پایا جانا

یہ بات بہت ممکن ہے کہ: اللہ تعالی اہل جنت کے اکرام واعزاز میں، ان کے اعمال کے صلہ میں، اور ان کی خواہشات نفس کے مطابق، جنت ہی میں مختلف قسم کے جانوروں کو پیدا کرے گا، جو جنتی ہوں گے، مصداقا لقولہ عزوجل ’’ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ‘‘حدیث سے بھی اس کی تایید ہوتی ہے۔

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا جنّت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ” اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنّت میں داخل کیا تو تمہیں یاقوت کا ایک گھوڑا دیا جائے گا، جہاں جانا چاہو گے وہ گھوڑا اڑ کر تمہیں لے جائے گا۔

اس کے بعد آپ ﷺ سے ایک دوسرے شخص نے سوال کیا اور کہا کہ: یارسول اللہ ﷺ کیا جنّت میں اونٹ بھی ہوں گے؟ حضرت بریدہ کہتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے اس کو وہ جواب نہیں دیا جو آپ ﷺ نے اس کے ساتھی کو دیا تھا (یعنی جس طرح آپ ﷺ نے پہلے شخص کو جواب دیا تھا اس طرح اس شخص کو جواب نہیں دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنّت میں داخل کیا اور تم نے اونٹ پر سوار ہونے کی خواہش ظاہر کی تو ... الخ۔ بلکہ بطریق کلیہ) آپ ﷺ نے فرمایا کہ : اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنّت میں پہنچا دیا تو وہاں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کو تمہارا دل چاہے گا، اور تمہاری آنکھیں پسند کریں گی۔

حاصل یہ ہے کہ : جنت میں اللہ تعالی مختلف قسم کے جانور، اہل جنت کی مختلف خواہشات پوری کرتے ہوئے پیدا کریں گے، لہذا جن روایات میں جنت میں جانوروں کے پائے جانے کا ذکر ہے، ان کا وجود اسی معنی پر محمول ہے، لیکن ان کے وہی دنیاوی نام ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ دنیا سے جنت کی طرف منتقل کئے گئے، وہ تو صرف ناموں میں اشتراک ہے، حقائق واوصاف میں بالکل مختلف ہیں۔

"عن سلیمان بن بریدة عن أبیه أن رجلا سأل النبی ﷺ فقال :یا رسول الله هل فی الجنة من خیل ؟ قال :إنِ اللهُ أدخلَك الجنة فلا تشاء أن تُحمل فیها علی فرس من یاقوتة حمراء یطیر بك فی الجنة حیث شئت ، قال :وسأله رجل فقال :یا رسول الله هل فی الجنة من إبل ؟قال :فلم یقل له مثل ما قال لصاحبه ، قال :إن یُدخِلَك الله الجنة یکن لك فیها ما اشتهتْ نفسُك ولذّت عینك"(۱)

جنت کے کچھ جانوروں کا تذکرہ

(۱) اونٹنیاں: حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مہاروالی اونٹنی لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا یہ اللہ کے راستہ میں ہے تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا : تیرے لیے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ہوں گی اور سب کی سب مہار والی ہوں گی۔(مسلم،حدیث:۳۵۰۸)

قال النووی:یحتمل أن المراد له أجر سبعمائة ناقة، ویحتمل أن یکون علی ظاهره، ویکون له فی الجنة بها سبعمئة کل واحدة منهن مخطومة ، یرکبهن حیث شاء للتنزه ، کما جاء فی خیل الجنة ونُجُبها ، وهذا الاحتمال أظهر ، والله أعلم"(۲)

(۲) بیل: یہودی نے کہا اس کے بعد ان کی غذا کیا ہوگی ؟ آپ ﷺ نے فرمایا : ان کے لئے جنت کا بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے اطراف میں چرا کرتا تھا۔(۳)

---

(۱) ترمذی شریف،حدیث:۲۵۴۳

(۲) شرح مسلم:۱۳/ ۳۸

(۳) مسلم،حدیث:۷۱۵،من حدیث طویل

(۳) بکریاں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: بکریاں جنت کے جانور ہیں۔(۱)

(۴) گھوڑے: حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا جنّت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں جنّت میں داخل کیا تو تمہیں یاقوت کا ایک گھوڑا دیا جائے گا، جہاں جانا چاہو گے وہ گھوڑا اڑ کر تمہیں لے جائے گا۔(۲)

(۵) پرندے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ﴾۔(الواقعۃ۲۱:) ترجمہ: اور پرندوں کا گوشت ہوگا جوان کو مرغوب ہوگا، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جنت میں اونٹوں کی گردنوں کے برابر پرندے ہوں گے، جو درختوں میں چرتے پھریں گے۔(۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں تو کسی پرندہ کی طرف دیکھے گا اور اس کی طلب کرے گا تو وہ تیرے سامنے روسٹ ہو کر پیش ہوجائے گا۔(۴)

(۶) مچھلی: یہودی نے کہا: جنتی جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کا تحفہ کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مچھلی کے جگر کا ٹکڑا۔(طرف حدیث فی مسلم، حدیث: ۷۱۵)

بہرحال یہ چند جنتی جانوروں کا ذکر روایات میں وارد ہے، مگر جن جانوروں کے جنت میں داخل ہونے کا دعوی کیا جاتا ہے وہ روایتوں سے ثابت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔(۵)

---

(۱) ابن ماجہ، حدیث: ۲۲۹۷

(۲) ترمذی، حدیث: ۲۵۴۳

(۳) احمد، حدیث: ۶۸۰

(۴) مسند البزار، حدیث: ۲۰۳۲

(۵) مکمل تحقیق بحوالہ: احادیثِ مشہورہ کی تحقیق، حضرت مولانا محمد طلحہ بلال احمد منیار صاحب دامت برکاتہم

قربانی پر بے جا اعتراضات کی حقیقت

منکرین اسلام وملحدین کے اعتراضات

ہر سال قربانی کے خلاف پروپیگنڈے کا طوفان اٹھایا جاتا ہے اور ہزاروں مسلمانوں کے دل میں یہ ابلیسی وساوس ڈالے جاتے ہیں کہ یہ ایک غلط اور نقصان دہ رسم ہے، ملاؤں نے ایجاد کرلی ہے، جانوروں پر ظلم ہے، ان وساوس کے خلاف ہر سال علماء کرام مکمل ومدلل وضاحت کردیتے ہیں، قربانی کا ایک حکمِ شرعی ہونا، مسنون اور واجب ہونا، ظلم نہ ہونا، مخالفین کے استدلال کی کمزوریاں کھول کر رکھ دیتے ہیں؛ لیکن ہر مرتبہ عیدالاضحی آتے ہی وہی لگی بندھی باتیں اسی طرح دہرائی جارتی ہیں، گویا نہ کسی نے قربانی کے مشروع ہونے وموافق عقل ہونے کا کوئی ثبوت دیا اور نہ اس کے خلاف دلیلوں کی کوئی کمزوری واضح کی۔

منکرین اور ملحدین کی طرف سے قربانی کے متعلق بھی اسی طرح کے لچر وفالتو قسم کے اعتراضات ہوتے ہیں جس طرح دوسرے احکامات پر ہوئے ہیں، جن میں چند اعتراضات کی حقیقت نقل کی جاتی ہے :

۱۔قربانی جانور پر ظلم ہے۔
۲۔قربانی خلافِ رحم ہے۔
۳۔قربانی عقل کے خلاف ہے۔
۴۔قربانی مال ضائع کرنا ہے۔
۵۔قربانی جانوروں کی نسل کشی ہے۔
۶۔قربانی سے معاشی نقصان ہوتا ہے۔
۷۔قربانی گوشت کا ضیاع ہے۔
۸۔گوشت خور دہشت گرد ہوتے ہیں۔
۹۔اسلام میں ذبح کا طریقہ ظالمانہ ہے۔
۱۰۔قربانی کے بجائے رفاہی خدمات کیوں نہیں کرتے؟

یہ یا اس طرح کے تمام اعتراضات بظاہر بہت مضبوط نظر آتے ہیں، مگر خالی الذہن وغیر جانب دار ہو کر مطالعہ کیا جائے تو صرف اعتراضات کی بے حقیقتی ہی نہیں بلکہ معترضین کی بھی حیثیت واضح ہو جائے گی، اعترضات کے جوابات تفصیلاً نقل کرنے سے قبل چند ضروری اصول بغور ملاحظہ فرمالیں:

چند ضروری اصول

۱۔خدا تعالیٰ کو ماننے والی قومیں خواہ وہ کوئی ہوں اس بات کی ہرگز قائل نہیں ہیں کہ خدا تعالی ظالم ہے بلکہ خدا تعالیٰ کو رحمن و مہربان اور رحیم مانتے ہیں، اور اللہ رب العزت نے بھی اپنا تعارف اسی صفت سے فرمایا ہے۔"بسم اللہ الرحمن الرحیم"۔

۲۔اللہ رب العزت حاکم بھی ہیں حکیم بھی ہیں، اگر صرف حاکم ہوتے تو اندیشہ تھا کہ کوئی حکم حکمت سے خالی بھی ہوگا، مگر جب حاکم کے ساتھ حکیم بھی ہیں تو کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوسکتا ہے، لہذا وہ ذات جو حاکم بھی ہے اور حکیم بھی جب قربانی کا حکم فرمائے ہیں تو یہ حکم بھی حکمت سے خالی نہ ہوگا۔

۳۔بندہ حکم کا مکلّف و فرمابردار ہے، دیگر احکامات کی حکمت سمجھنے یا بیان کرنے کا بندہ کو مکلف نہیں بنایا گیا؛ کیونکہ احکام تعمیل احکام کی حکمتیں سمجھنے پر موقوف نہیں ہے، حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے بہرصورت حکم پر عمل کرنا ہے۔اسی طرح قربانی کی حکمت اگر ہماری عقل میں نہ آئے تو قابل انکار کیسے ہوگئی؟ اسلئے ہمارے ذمہ ضروری نہیں ہے کہ اس حکمت کو بیان کریں لیکن تبرعاً بتادیتے ہیں۔

۴۔حکمت کا مطالبہ کرنا عبدیت کے خلاف ہے، کیا نوکر کو آقا کے حکم میں حکمت معلوم کرنے یا حکم پر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے؟ دیکھو اگر خادم سے ہم کسی بات کا حکم کریں اور وہ اپنی عقل کو دخل دے اور چوں و چرا کرے تو کس قدر ناگوار ہوتا ہے اور اس کو نافرمان قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ نوکر کا تعلق کمزور درجہ کا ہے، جب اس کمزور تعلق پر یہ کیفیت

ہے تو خدا تعالیٰ کے تو بندہ کا تعلق بہت بڑا ہے اس نے جب حکم دیا تو اس کے حکم کے سامنے چوں چرا کی گنجائش نہ ہونا چاہئے ۔(۱)

۵۔ادنی کی خوشی اعلیٰ کی خوشی پر قربان کردی جاتی ہے، خدا نے بھی اس فطری مسئلہ کو برقرار رکھا، اور قربانی میں تعلیم دی کہ ادنی اعلیٰ کے لئے قربان کیا جائے ۔

۶۔ یہ اصول مسلّم ہے کہ جان جس کی دی ہوئی ہو وہ جان لے سکتا ہے اور دوسرے کو جان لینے کا حکم بھی دے سکتا ہے، لہذا ہم مسلمان اس کے نائب ہیں اس نے ہمیں حکم دیا ذبح کا اسی لئے ''بسم اللہ اللہ اکبر'' کہہ کر ذبح کرتے ہیں ۔خدا کا جان لینا خلافِ رحم وخلافِ عقل نہیں تو اس کا نائب بن کر انسان کا جانور کو ذبح کرنا بھی خلاف عقل وخلافِ رحم نہیں ۔

شبہات کی وجوہات

مسلمان کو ہو یا غیر مسلم کو احکام اسلام میں شبہات کیوں پیدا ہوتے ہیں ؟اس کی چند وجوہات ہیں:

۱۔خدا سے بے تعلقی : حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کل جو بعض مسلمان جو شریعت کے احکام پر اشکال کرتے ہیں اس کا بڑا سبب خدا سے تعلق کی کمی ہے، اگر ان کو خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہوتا تو اشکال نہ کرے ۔

۲۔عقل کا فقدان یا عقل کی کمی: درحقیقت یہ بھی خدا سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے ہے، اگر تعلق مع اللہ درست ہوتا تو عقل بھی کامل ہوتی ، باغیوں کی کبھی عقل کامل نہیں ہوتی ہے ۔

۳۔غلط فہمی : احکام کی حکمتیں خود سے گھڑلی ،غیر مقصود کو مقصود بنالیا، پھر خود اعتراض کر بیٹھے کہ قربانی مال ونفس کا ضیاع ہے، حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ جانوروں کو ذبح کرنا نہ عقل سلیم کے خلاف ہے اور نہ اس سے بے رحمی ثابت ہوتی ہے کیوں کہ جانوروں کا ذبح

(۱) الضحایا ص :۱۵۶تا ۱۵۷

کرنا ایک فطری ضرورت ہے، انسانی غذا کے لحاظ سے بھی اور معاشی مفادات کے لحاظ سے بھی۔

۴۔ جہالت: شریعت کے احکام واسرار سے جاہل ہونا، اعتراض واشکال کرنا خود اسکی دلیل ہے۔

حاصل یہ کہ شبہات والا شخص کامل نہیں ہوتا ہے بلکہ ناقص العلم وناقص العقل، وناقص المحبۃ ہوتا ہے۔

احکام کی حکمتوں کے درپہ ہونا بہت خطرناک ہے

احکام خداوندی میں حکمتوں کی تفتیش کے درپے مت رہو، صرف یہ دیکھو کہ آیا یہ خدا کا حکم ہے یا نہیں؟ بس یہ معلوم کرلیا اور اطمینان ہوگیا، اسی طرح تمام احکام میں اس بات کے ثابت ہوجانے کے بعد کہ یہ خدا کا حکم ہے، پھر حکمتیں مت پوچھو اور نہ بتلاؤ کہ اس کا انجام خطرناک ہے، کیونکہ سور کے حرام ہونے کی اگر یہ حکمت بیان کی کہ وہ غلاظت کھاتا ہے اور بے حیا ہوتا ہے اور اس کے بعد ایک شخص نے اس کا حیادار ہونا ثابت کردیا جیسا کہ ایک شخص نے اس کا دعویٰ کیا ہے پس اگر کسی فلسفی مسلمان کا عقیدہ یہی ہو کہ سور اس لئے حرام ہوتا ہے کہ وہ بے حیا ہوتا ہے تو جب اس کے نزدیک وہ حیادار ثابت ہوجائے گا اور غلاظت چھوڑ کر بریانی اور گوشت، دودھ، ڈرائی فروٹ کھانے لگے گا تو حلال کہوگے؟ اسی روز پھر وہی شبہ موجود، یہ بڑا خطرناک طرز ہے خدا کے لئے اس طرز کو چھوڑو اور غیر منصوص حکمتیں جتنی بیان کی جاتی ہیں وہ اکثر اٹکلی (محض خیالی) ہوتی ہیں۔

ایمان کی سلامتی حکمِ الٰہی ہونے پر یقین کرلینے میں ہے

ہم ایسی حکمتیں نکال کر شریعت کی بنیاد ریت پر کھڑی کررہے ہیں جہاں ایک سیلاب آیا سب رخصت، بس یوں کہو کہ سور حرام ہے اس لئے کہ خدا کا حکم ہے، قیامت آجائے تو بھی اس کو

کوئی نہیں توڑ سکتا ہے، جس طرح بس اور ٹرین میں کاغذ کا ٹکٹ لینے سے سفر قانوناً سفر درست ہوجاتا ہے، خواہ دوسرا شخص لاکھ روپیہ جیب میں رکھ کر چلے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس پر یہی کہا جائے گا کہ واضعان قانون، (قانون بنانے والے) جانیں ضابطہ یونہی ہے، اے مسلمانو! سیدھا یہی جواب ہے کہ ہم واضع قانون نہیں ہم سے کیوں پوچھتے ہو یہ خدا سے پوچھئے۔(۱)

شبہات کے جوابات دینے کی حکمت

حکمت کے درپہ نہ ہونے کے باوجود احکام کی حکمتیں بیان کرنے یا ان پر کتابیں کیوں لکھی جاتیں ہیں؟ تو اس متعلق واضح رہے کہ ہم کو تو خدا اور رسول کے حکم کی اتباع کرنا ہے اور کسی جرح وقدح (اور اعتراض) سے کیا مطلب باقی رہتا ہے میں نے جو مخالفین کے شبہات کا کچھ جواب دے دیا ہے یہ محض تبرع (احسان) ہے کیونکہ بعض ناواقف مسلمان ان سے متاثر ہوجاتے ہیں اور یہ ان کی اسلامی قوت کے ضعیف ہونے کی دلیل ہے، ورنہ اگر جاہل مسلمان بھی پکا مسلمان ہو تو قیامت تک کسی فلسفی کے باپ سے بھی متاثر نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کو حضور ﷺ سے محبت ہوتی ہے اس کے پاس تمام اعتراضوں کا ایک جواب یہ ہوتا ہے کہ ”احمق! ابھی تو حضور ﷺ نے ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ اپنے جانور ذبح کردو، بخدا اگر حضور ﷺ ہمیں یہ حکم دیتے کہ اپنی اولاد اور بیبیوں کو ذبح کردو تو ہمیں اس سے بھی دریغ نہ ہوتا۔(۲)

نئی نسل کو مطمئن کرنا بھی ضروری ہے

نئی نسل کے ذہنوں میں فکری اعتراضات اور اعتقادی شبہات نے طوفان مچا رکھی ہے اس نے فکری ارتداد کی سرحدات کو نئی نسل کے ذہنوں کے بہت قریب کردیا ہے۔ ہمیں

(۱) روح الارواح ص: ۴۷۴ ملحقہ سنت ابراہیم

(۲) سنت ابراہیم ص: ۶۱

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے مقالہ ''ردۃٌ و لا ابابکر لہا''(وہ ارتداد جس کے لیے کوئی ابوبکر موجود نہیں ہے) کا آج کی فکری کشمکش کو سمجھنے کے لیے ضرور مطالعہ کرنا چاہئے، کیونکہ مغربی فلسفہ وثقافت نے جو اعتقادی اور فکری مسائل کھڑے کر دیے ہیں ان کے بارے میں جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کو شعوری طور پر مطمئن کیے بغیر ان سے اسلامی احکام وقوانین پر پوری طرح عمل کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ برطانیہ میں مسلمان بچوں کے لیے شام کا ایک مکتب دیکھ کر فرمایا کہ انہیں نماز روزے کے مسائل ضرور رٹاؤ مگر اس کا فائدہ اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک ان کے دل ودماغ میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین کی اہمیت نہیں ہوگی، اس لیے پہلے انہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارے میں بتاؤ اور آخرت کا تصور ان کے ذہنوں میں پختہ کرو پھر نماز روزے کے مسائل کی تعلیم دو، ورنہ خالی مسائل رٹنے سے کچھ نہیں ہوگا، بعض دوستوں کا کام عام ذہنی سطح کے لیے مفید اور مؤثر ہے لیکن ذہن وفکر کی وہ سطح جو شعور اور استدلال اور منطق وبرہان کے ذریعے بات سمجھنے کی عادی ہے اس کے لیے یہ کافی نہیں ہے اور اسے بہرحال عقل وشعور اور منطق واستدلال کے ساتھ ہی مخاطب کرنا ہوگا۔

پہلا اعتراض ۔قربانی ظلم ہے!

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: قربانی نظام قدرت حکمت پر مشتمل عمل ہے نہ کہ ظلم پر مشتمل، خدا تعالی کا فعل دیکھو کہ:

۱۔ پرندوں کا نظام: ہوا میں باز (پرندہ) شکرا، گدھ، چیل وغیرہ شکاری جانور موجود ہیں اور وہ کمزور پرندوں کا گوشت ہی کھاتے ہیں، گھاس اور عمدہ سے عمدہ میوے اور اس قسم کی کوئی چیز نہیں کھاتے۔

۲۔ پانی کا جانور: پانی میں کس قدر خونخوار جانور موجود ہیں، مگرمچھ، گھڑیال (۱)، اور بڑی مچھلیاں چھوٹے چھوٹے پانی میں رہنے والے جانوروں کو کھا جاتی ہیں بلکہ بعض مچھلیاں قطب شمالی سے قطب جنوبی تک شکار کے لئے جاتی ہیں۔

۳۔ جنگل کا بادشاہ: بندروں کو چیتا مار کر کھاتا ہے، جنگل میں شیر بھیڑیئے، تیندوں کی جو غذا ہے وہ سب کو معلوم ہے، بلی کس طرح چوہوں کو پکڑ کر ہلاک کرتی ہے، اگر جانورں کو ذبح کرنا خلاف رحم ہوتا تو اللہ تعالی شکاری اور گوشت خور جانوروں کو پیدا نہ کرتا۔

۴۔ دیگر مخلوقات: مکڑی مکھیوں کا شکار کرتی ہے، آگ میں پروانوں (اڑنے والے کیڑوں) کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے، انسان کے جسم میں جوئیں پڑ جاتے ہیں، یا کیڑے پڑ جاتے ہیں کیسے بے باکی سے انکی ہلاکت (اور مارنے) کی کوشش کی

(۱) گھڑیال دیکھنے میں مکمل طور پر مگرمچھ ہوتا ہے، البتہ لمبی تھوتھنی کی وجہ سے خونخوار مگرمچھ سے مختلف ہوتا ہے، اس تھوتھنی میں موجود جبڑے میں ایک سو دس نوکیلے دانت ہوتے ہیں، یہ تھوتھنی پتلی اور نالی نما ہوتی ہے، اس کی خوراک عموماً چھوٹی مچھلیاں، مینڈک اور آبی کیڑے وغیرہ ہوتے ہیں، کچھ سال قبل گھڑیال برصغیر کے تمام دریاؤں میں ہزاروں کی تعداد میں پایا جاتا تھا، مگر موجودہ وقت میں گھڑیالوں کی تعداد سیکڑوں میں رہ گئی، کمی کی بنیادی وجہ گھڑیال کی کھال اور اس کے اعضاء کا روایتی دوائیوں میں استعمال ہے، جس کے حصول کے لیے گھڑیال کا بے تحاشا شکار کیا گیا ہے، قدرتی وسائل کے تحفظ کی بین الاقوامی تنظیم نے گھڑیال کو انتہائی معدومیت کا شکار ہونے والے جانوروں کے زمرے میں رکھا ہے۔

جاتی ہے، کیا اس کا نام ظلم رکھا جاتا ہے؟ جب اسے ظلم نہیں کہتے کہ اعلیٰ کے خاطر ادنی کا قتل جائز ہے تو جانور کے ذبح کرنے پر اعتراض کیوں ہوسکتا ہے۔

۵۔ملک الموت: بلکہ غور کرو اور ملک الموت کو دیکھو کیسے کیسے انبیاء ورسولوں اور بادشاہوں بچے، غریب، امیر، سوداگر سب کو جان سے مار دیتے اور دنیا سے نکال دیتے ہیں، اگر ہم جانوروں کو عیدالاضحیٰ میں اس لئے ذبح نہ کریں کہ ہمارا ذبح کرنا رحم کے خلاف ہے تو کیا اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ زندہ رکھے گا؟ اور ان پر حکم ہوگا کہ وہ نہ مریں؟

قدرتی نظام میں ظلم ہے یا راحت؟

اگر ان کو ذبح نہ کیا جائے تو خود بیمار ہو کر مریں گے، غور کرو کہ ان کے مرنے میں کیسی تکلیف ان کو لاحق ہوگی، قانون الٰہی میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہر چیز بے حد بڑھنا چاہتی ہے اگر ہر ایک برگد(۱) کے بیج حفاظت سے رکھے جائیں تو دنیا میں برگد ہی برگد ہوں اور دوسری کوئی چیز نہ ہو، مگر دیکھو ہزار جانور اس کا پھل کھاتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس بڑھنے کو روکنا اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اسی طرح اگر سارے گایوں کی پرورش کریں تو ایک وقت میں دنیا کی ساری زمین بھی ان کے چارے کے لئے کافی نہ ہوگی ۔آخر بھوک پیاس سے خود ان کو مرنا پڑے گا جب یہ قدرت کا نظام موجود ہے تو ذبح کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کیوں ہوگا۔(۲)

---

(۱) برگد کا درخت جب ایک خاص عمر سے بڑا ہو جائے تو اس کی شاخیں سے ریشے جھک کر زمین میں مل جاتی ہیں اور درخت کی چوڑائی زیادہ ہو جاتی ہے اسے ریش برگد (برگد کی داڑھی) کہا جاتا ہے۔ برگد کے پتوں یا نرم شاخوں سے دودھیا رنگ کا گاڑھا محلول نکلتا ہے جسے برگد کا دودھ یا شیرِ برگد کہتے ہیں۔ یہ جسم پر لگ جائے تو سیاہ نشان بناتا ہے۔ اگر تھوڑی دیر ہوا میں رہے تو ربڑ کی طرح جم جاتا ہے۔ اس کے پتے سبز، پھل اور ریش برگد سرخی مائل ہو سکتے ہیں۔ پھل سرخ ہو تو مائل بہ شیرینی ہوتا ہے۔ (آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا)

(۲) المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ ص: ۱٦٧

اب بتلاؤ کہ اس نظارہ عالم اللہ تعالیٰ کے قدرتی نظام کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ ذبح کا قانون جو عام طور پر جاری ہے یہ کسی ظلم کی بنا پر ہے؟ ہرگز نہیں، پھر انسان پر جانوروں کے ذبح کرنے کے الزام کا کیا مطلب؟....

اللہ تعالیٰ بھی جانوروں کی جان نہ لیں، اسکا بھی کچھ حل نکالیں!

ان معترضین سے کوئی پوچھے کہ تم نے اس کا تو انسداد کیا کہ اللہ کے کہنے سے (یعنی اللہ کے قربانی کا حکم دینے کے بعد بھی) مسلمان نہ کائیں (یعنی قربانی نہ کریں) مگر اس کا بھی کچھ انسداد کیا کہ اللہ میاں بھی جان نہ لیں، کیا نعوذ باللہ یہ اللہ میاں کی بے رحمی ہے؟ جو جواب اسکا ہے وہی جواب ہمارا ہے۔

کیا مطلقاً مارنا ظلم ہے یا بعض جگہ مارنا انصاف ہے؟

مطلق ایذا رسانی کا نام ظلم نہیں ہے، پھر تو سانپ کو بھی مت ماریئے، بچھو کو بھی مت ماریئے، وہ ایذا رسانی جو بلا وجہ ہو، بے بنیاد ہو، نامعقول ہو، اللہ کے ضابطہ کے خلاف ہو وہ ایذاء رسانی ظلم ہے، ہر ایذاء رسانی ظلم نہیں ہے، بعض مرتبہ مارنا واجب ہوتا ہے، سانپ بچھو کو مارنا بعض دفعہ واجب ہوتا ہے، ورنہ وہ ہمیں ایذاء دیں گے چیونٹیاں وغیرہ موذی جانور ہیں حضور ﷺ نے انہیں مارنے کا حکم دیا، اور اس کے کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

اگر ذبح ظلم ہے تو کیا بوجھ لادنا ظلم نہیں؟

☆ اگر حلال جانوروں کو گوشت کے لیے ذبح کرنا ظلم ہے تو ان پر بوجھ لادنا اور ان کے بچوں کا حق مار کر ان کے دودھ کا استعمال کرنا بھی تو ظلم ہی ہوگا۔ بلکہ رحمدلی اگر یہی ہے تو گھوڑوں کی سواری صحیح نہیں ہوگی اور نہ کھیت جوتنے کے لیے بیلوں کا استعمال اور نہ گھوڑ سوار فوج تیار کرنا اور نہ ہاتھیوں پر سواری کرنا یہ ساری ہی چیزیں ان جانوروں پر زیادتی شمار ہوں گی۔

ذبح جرم ہے تو چمڑے استعمال کرنا ظلم نہیں؟

☆... پھر اگر گوشت کھانا ظلم ہو اور جانوروں کے ساتھ رحمدلی کے منافی ہو تو پھر کیا جانوروں کی کھال سے تیارشدہ جوتے کا استعمال، سوٹ کیس اور تھیلے کی خرید وفروخت اور ان کے کارخانوں کا قیام سبھی ظلم نہیں ہے؟

عجیب بات یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنا نہیں چاہتے اور لید اور چمڑے کی بنی مصنوعات کا استعمال کرتے ہیں، لید کے بنے ہوئے پرس کا استعمال کرتے ہیں، لید کے بنے ہوئے جوتے، جاکٹ استعمال کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ وہ گائے کے چمڑے سے بھی بنائی جاتی ہے، اور دوسرے جانوروں کے چمڑے اور اجزاء سے بھی بنائی جاتی ہیں، اور انہیں جانوروں کے اجزاء سے آج کل تیل اور دوائیاں بھی بنائی جاتی ہیں۔

ان ساری چیزوں کو استعمال کرتے ہوئے یہ کہنا کہ ہمیں ان جانوروں پر رحم ہے، اگر جانوروں پر رحم ہے تو ان کے جسم سے نکالے گئے بعض دوائی اجزاء اور دوائی مواد کا استعمال بھی مت کیجئے۔

کیا نباتات کا قتل ظلم نہیں ہے؟

آج کی سائنس نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ جس طرح حیوانات میں زندگی اور روح موجود ہے، اسی طرح پودوں میں بھی زندگی کارفرما ہے اور نباتات بھی احساسات رکھتے ہیں، خود ہندو فلسفہ میں بھی پودوں میں زندگی مانی گئی ہے، سوامی دیانند جی نے ''آواگون'' میں روح کے منتقل ہونے کے تین قالب قرار دیئے ہیں، جن میں ایک نباتات بھی ہے، یہ نباتات میں زندگی پائے جانے کا کھلا اقرار ہے، تو اگر جیو ہتیا سے بچنا ہو تو نباتاتی غذا سے بھی بچنا ہوگا، غرض کہ اس کائنات میں ایسے انسانوں کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے، جو مکمل طور پر جیو ہتیا سے بچ کر جینا چاہے۔

ہندوستان کے مشہور سائنسداں ڈاکٹر جگدیش چندر بوس نے سائنٹفک دلائل و براہین کے ذریعہ یہ ثابت کر دکھایا کہ پیڑ پودے بھی حس وشعور رکھتے ہیں، ڈاکٹر صاحب نے پیڑ پودوں کے دکھ، درد، تکلیف اور موت کے حالات، کیفیات اور واردات کا مشاہدہ پردے پر بھی کرایا، انہوں نے پودوں میں بجلی کی ہلکی سی ایک لہر دوڑائی جس کی وجہ سے پودوں کا کانپنا اور تڑپنا پردے پر صاف اور بدیہی طور پر دکھائی دینے لگا، اور پودے آہستہ آہستہ بے جان و پژمردہ ہوگئے۔

ایک امریکی کاشتکار نے پودوں پر تحقیق کی اور ایک ایسا آلہ ایجاد کیا جو پیڑ پودوں کی چیخ و پکار کو تبدیل کرکے فریکونسی کے اس دائرہ میں لاتا ہے جہاں انسانی سماعت بھی اس صوتی لہر کو سن سکے، کیونکہ انسانی سماعت کے سننے کا جو دائرہ کار ہے وہ ایک حد تک محدود ہے یعنی انسانی بیس ہرٹز سے لے کر بیس ہزار ہرٹز تک ہی سن سکتا ہے، اس سے کم یا زیادہ حد کی آوازیں انسان نہیں سن سکتا۔ جب کبھی پودے پانی کے لیے چلاتے تو اس کو یہ کسان معلوم کرلیتا اور دیگر جدید محققین نے بھی اپنی ریسرچ اور تحقیق کے ذریعہ یہ ثابت کیا ہے کہ نباتات بھی خوشی اور غم کا احساس کرتے ہیں اور پیڑ پودے تو بہت زیادہ حساس اور ذکی الحس ہوتے ہیں، جن کو علم نباتات (Botany) میں سریع التاثیر پودے (Sensitive Plant) کا نام دیا گیا ہے، لاجونتی ڈراسیر بھی اس کی ایک مثال ہے، حق تعالیٰ شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے کچھ پودے بھی ایسے پیدا کئے ہیں، جو انسان کی طرح لحم خوری کرتے ہیں جو عالم کے مختلف خطوں میں نمودار ہوتے اور پائے جاتے ہیں، جیسے پوڑ پکلر یا (Utricularia) نیپنتھیز (Nepenthes) پچر پلانٹ (Pitcher Plant) وینس مگس (Venus Fly Trat Megus) ڈراسرا (Drosera) وغیرہ۔(۱)

(۱) دیوبند آن لائن، ازقلم: مفتی مرغوب الرحمن سہارنپور

نباتات کی آواز ہمیں کیوں سنائی دیتی؟

بعض سبزی خور کہتے ہیں کہ پودے تکلیف محسوس نہیں کرتے، اس لئے پودوں کو ختم کرنے کا جرم جانوروں کو ختم کرنے سے کمتر جرم ہے، اس سلسلہ میں مشہور دانشور ڈاکٹر ذاکر نائیک کا بیان بہت چشم کشا ہے، لکھتے ہیں کہ:

آج سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ پودے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں، تاہم ان کی چیخ پکار انسان نہیں سن سکتے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے کان ان آوازوں کو نہیں سن سکتے جو سماعت کی حدود(20 ہرٹز تا 20000 ہرٹز) سے باہر ہوں، کوئی آواز اس رینج سے زیادہ ہو یا کم ہوتو وہ انسانی کان میں نہیں آتی، کتے 40,000 ہرٹز تک کی آواز سن سکتے ہیں؛ لہٰذا ایسی آوازیں جن کی مقدار 20000(Frequency) ہرٹز سے زیادہ اور 40,000 ہرٹز سے کم ہو، اُنھیں صرف کتے سن سکتے ہیں انسان نہیں، کتے اپنے آقا کی سیٹی کی آواز پہچانتے ہیں اور اس کی طرف چلے آتے ہیں، ایک امریکی کسان نے تحقیق کی اور اس نے ایسا آلہ ایجاد کیا جو پودوں کی چیخ پکار کو اس طرح تبدیل کر دیتا ہے کہ اسے انسان سُن سکے، اس کے ذریعہ سے وہ فوراً یہ محسوس کرنے کے قابل ہوگیا کہ پودا کب پانی کے لئے چیخ رہا تھا، جدید تحقیقات نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ پودے خوشی اور غم کو بھی محسوس کرتے ہیں اور چلا بھی سکتے ہیں۔(۱)

پودے کی جان جانور کی جان سے کم ہے

بعض حضرات کہتے ہیں کہ پودے صرف دو یا تین حواس رکھتے ہیں؛ جب کہ جانوروں کے پانچ حواس ہوتے ہیں، اس لئے پودوں کو ختم کرنا جانوروں کو ختم کرنے سے کم درجے کا جرم ہے؛ لیکن یہ درست نہیں، فرض کریں آپ کا بھائی پیدائشی گونگا اور بہرہ ہو اور اس کے دو

(۱) جدید فکری مسائل: ۱/ ۶۷۶

حواس دوسرے انسانوں کی نسبت کم ہوں، وہ بڑا ہو جائے اور کوئی اس کو قتل کر دے، تو کیا آپ منصف سے کہیں گے کہ اسے کم سزا دیں؛ کیوں کہ آپ کا بھائی دو حواس کم رکھتا ہے؟ جی نہیں! اس کے برعکس آپ کہیں گے کہ اس نے معصوم کو قتل کیا ہے، اس لئے منصف کو چاہئے کہ اسے زیادہ سزا دے۔

جانور کا ذبح ظلم ہے تو انسان کا ذبح ظلم نہیں؟

☆... یہ بھی عجیب ستم ظریفی ہے کہ گائے کے ذبیحہ میں جنکو ظلم نظر آتا ہے بلکہ چیونٹی، کھٹمل اور مچھر کو مارنے میں بھی جن کو ذی روح پر زیادتی نظر آتی ہو ان کے لیے یہ بات بالکل آسان ہے کہ کسی "اخلاق" یا کسی "نعمان" جیسے ذی روح انسان کو اذیت دے کر قتل کر دیا جائے، اس میں نہ ان کو ضمیر ملامت کرتا ہے اور نہ "اہنسا" کا عقیدہ ہی اس ظلم و بربریت سے ان کو باز رکھتا ہے۔

یہ باتیں تو عقل و منطق کی ہیں، اب اگر انتہا پسند گروہ کا مقصد ہی کسی طبقہ کو ظلم و تشدد کا نشانہ بنانا ہو جائے تو پھر

بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیت نہیں کام آتی دلیل اور حجت

لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ ظلم کا انجام کبھی بہتر نہیں ہوا اور ظالم کا نجام دردناک ہی ہوا ہے۔

کیا حکمِ الٰہی سے کسی جانور کو ذبح کرنا بھی ظلم ہے؟

جب انسان کے جسم کے کسی عضو کو ڈاکٹر کے کہنے پر کاٹ کر آپریشن کیا جائے تو کیا اسے ظلم کہا جائے گا؟ جن جانوروں کا گوشت کھایا جارہا ہے، اللہ کے حکم سے کھایا جارہا ہے، ذبح کیا جارہا ہے تو اللہ کے حکم سے کیا جارہا ہے، تو پورے جانور اللہ کی ملکیت ہے، اللہ اپنی ملکت میں تصرف کرنے کا پورا حق رکھتے ہیں، جیسے دنیا میں کوئی انسان اپنی زمین جائیداد کو جلائے، پھینک دئے، یا ضائع کرے اس کا اختیار ہے، انسان کے لئے تو بعض مرتبہ اللہ کی

شریعت کی وجہ سے ناجائز کہا جائے گا؛ لیکن اللہ تو اللہ ہیں، اسے ملکیت میں تصرف کرنے کا پورا حق حاصل ہے، اسے ظلم نہیں کہا جائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب ان چیزوں کو حلال کیا ہے اور بندے سے اللہ فرمارہے ہیں کہ یہ چیزیں تمہیں کھانا چاہیے، جیسے ایک انسان کے سامنے میزبان مٹھائی پیش کرتا ہے اور وہ مہمان مٹھائی کو نہیں کھاتا ہے تو گویا اللہ کی نافرمانی اور دی ہوئی نعمت کی ناقدری ہے، اللہ کے دئے ہوئے جانور اور گوشت کا کھانا اطاعت کا موجب ہے، اے اللہ آپ کا کرم ہے، آپ نے حلال کردیا، اور میں آپ کے حلال کرنے کے حکم پر عمل کرلیتا ہوں۔

کیا اللہ ظلم کا حکم دے سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے جب جانور بنائے اور ان کے حقوق ثابت کئے اور ان پر رحم کرنے کی بھی تاکید فرمائی اور پھر بھی قربانی کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ قربانی خلاف رحم نہیں اگر قربانی خلاف رحم ہوتی تو اللہ تعالیٰ جو سب سے زیادہ رحیم ہے وہ کیوں اس کا حکم فرماتے مگر جب اللہ تعالیٰ نے قربانی کا حکم فرمایا تو اب اسکو بے رحمی کہنا گویا معاذ اللہ خدا کو بے رحم کہنا ہے۔

گائے کی آڑ میں ظلم بشکل منظوم

گائے کی آڑ میں ظلم ہوا	مسلم کا لہو، پھر ارزاں ہوا
کپڑے سے پہچان لیا گیا	نام سن کے مار دیا گیا!
نہ جرم تھا، نہ مقدمہ، نہ گواہی	بس داڑھی دیکھی، اور ٹوٹ پڑے سپاہی!
یہ ”رکھشک“ نہیں، درندے ہیں	رام کے نام پر خنجر لیے ہیں!
کبھی اخلاق، کبھی پہلو خان	کہاں چھپے ہیں اُن کے جان؟
کہ جن کے چولہے، ایمان، روزی	جلا دیے گئے، صرف نام کی وجہ سے!
ہندو کہلانے والے یہ قاتل	کیا رام نے سکھایا یہ باطل؟
نہ وید اجازت دے، نہ گیتا	تو پھر یہ خونی کھیل کیوں جیتا؟
یہ ظلم اگر ”دھرم“ ہے تمھارا	تو سن لو : ہمارا اسلام، امن کا نعرہ ہے
ہم ہر مظلوم کے ساتھ ہیں	چاہے وہ مسجد میں ہو یا بازار میں

لیکن خبردار اے قاتلو! ظلم کبھی نہیں جیت سکتا، ہر لاش انصاف مانگتی ہے! مسلمان کمزور نہیں، خاموش ہے اور خاموشی بزدلی کی وجہ سے نہیں اخلاق کی وجہ سے ہے، ہر وقت ہمیشہ یکساں نہیں رہتا۔

دوسرا اعتراض ۔قربانی رحم کے خلاف ہے؟

دوسری قوموں کا یہ شبہ کہ یہ لوگ بڑے سنگدل ہوتے ہیں کہ انہیں جانور کے گلے پر چاقو پھیرتے ہوئے ذرا بھی رحم نہیں آتا، خوامخواہ بلاقصور جانوروں کا خون کرنا سخت، بے رحمی اور بے انصافی وسنگ دلی ہے ۔

یہ اعتراض محض ناواقفیت اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہوا ہے ۔ بظاہر یہ اعتراض قوی ہے؛ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ بالکل لچر (کمزور) ہے، ان معترضین سے پوچھنا چاہئے کہ کیوں صاحب! مطلق تکلیف بے رحمی ہے یا خاص ذبح کرنا ہی بے رحمی ہے، اگر خاص ذبح کرنا بے رحمی ہے تو تخصیص کی وجہ (اور دلیل) بتلائیے اور اگر مطلق تکلیف بے رحمی ہے تو :

۱۔ ہلوں میں چلا کر جو ڈنڈوں سے انہیں پیٹتے ہو؟ یہ بے رحمی نہیں ہے؟

۲۔گاڑیوں میں جوت کر انہیں چھیڑتے ہو یہ بے رحمی نہیں ہے؟

۳۔ ہزاروں چیزیں چمڑے کی بنتی ہیں، معترضین بھی انکا استعمال کرتے ہیں کیا یہ رحم کی خلاف نہیں ہے؟

رحم صرف گائے پر کیوں آرہا ہے؟

مگر عجیب بات ہے کہ یہ اعتراض گائے کی قربانی کی متعلق ہے، چوہے مرغی، بکری، اور کبوتر کے متعلق نہیں، تماشا ہے کہ یہ لوگ بکری وغیرہ کی قربانی کرتے ہیں؛ ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ عقل کے بالکل خلاف ہے؛ کیونکہ روح کا تعلق جیسے گائے سے ہے ویسے ہی بکری وغیرہ سے بھی ہے جب بکری کی قربانی بے رحمی نہیں تو گائے کی قربانی بے رحمی کیوں ہے؟ اور اگر گائے کی قربانی بے رحمی ہے تو بکری وغیرہ کی بھی بے رحمی ہے، پھر ایک جگہ رحم کا دعوی اور ایک جگہ نہیں یہ تو انصاف کے خلاف ہے، معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دال میں کالا ہے،

یعنی اس اعتراض کا سبب ترحم (ہمدردی ورحم دلی) نہیں ہے، بلکہ محض مذہبی حمیت اور عصبیت ہے۔

مسلمان ذبح میں خلیفۃ اللہ ہے

اگر کوئی ذہین آدمی مذہب سے قطع نظر سب جانوروں کے متعلق یہی اعتراض کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسے کیا خبر کہ مسلمان نرم دل ہوتے ہیں یا سخت دل؟ پس ان کا اعتراض اگر چہ مذہبی حمیت وعصبیت سے نہیں لیکن ناواقفیت سے ضرور ہے؛ کیونکہ دنیا میں کوئی ملک یا کوئی قوم ایسی ہو جو کسی جانور کو نہیں مارتی ہو حتی کہ مکھی، مچھر، چونٹی بھی جانور میں سے ہی ہیں۔

ہمارا بڑا کمال یہ ہے کہ ہمارے اندر رحم بھی ہے لیکن حق تعالی کے حکم کی وجہ سے چھری پھیرتے ہیں یہ سمجھ کر کہ جو جان دینے والے ہیں یعنی خدا تعالیٰ اگر وہ مار ڈالیں تو جائز ہے ان کو حق ہے، اگر کوئی کہے کہ انہوں نے تو نہیں مارا تو اس کا جواب یہ ہیکہ انسان خدا کا نائب ہے اس کا فعل مثل خدا کے فعل ہے۔

یہ تو مسلم ہے کہ جان جس کی دی ہوئی ہو وہ لے سکتا ہے، ہم اس کے نائب ہیں اس نے ہمیں حکم دیا اسی لئے ہم نے چھری پھیر دی، باقی ہم نے خود جان نہیں نکالی، ہم نے تو فقط راستہ کھول دیا جان تو انہوں نے نکالی، اب کیا اشکال رہا کہ اہل اسلام بڑے سنگدل ہوتے ہیں اور آپ بڑے رحم دل ہوتے ہیں۔

قربانی کے رحم کے خلاف نہ ہونے کی عقلی دلیل

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ سے زیادہ رحم کسی مذہب میں بھی نہیں ہے، اور جانوروں کا ذبح کرنا رحم کے خلاف نہیں بلکہ انکے حق میں اپنی موت مرنے سے ذبح ہو کر مرنا بہتر ہے، کیونکہ خود مرنے میں قتل اور ذبح کی موت سے زیادہ

تکلیف ہوتی ہے۔

خلافِ رحم جب ہے تب کہ جانور کو قربانی سے تکلیف ہو

جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے اتنی تکلیف نہیں ہوتی جتنا غم کیا جاتا ہے یعنی طبعی موت سے زیادہ نہیں ہوتی بلکہ کم ہوتی ہے یہ تو حکمِ طبعی ہے جو ذوق سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اتنی کم ہوتی ہو کہ نہ ہونے کی طرح ہے؛ کیونکہ عاشق کے لئے بڑی خوش نصیبی ہے کہ محبوب کے سامنے گردن جھکے اور اسکے نام پر قربان ہو جائے اور خدا تعالیٰ سے محبت ہر چیز کو ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ محبوبان خدا سے ہر شئی کو محبت ہوتی ہے ان مقدمات پر نظر کرتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ ذبح کے وقت قربانی کے جانور کا یہ حال ہوگا۔

جس وقت جانور کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نام پر ذبح ہوتا ہوں تو خوشی میں مست ہو جاتا ہے، یہی نکتہ ہے اس میں کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے کہ اس سے جانور مست ہو جاتا ہے اور کچھ تکلیف نہیں ہوتی، چنانچہ اس کی ایک نظیر بھی ہے کہ شہداء کو خدا کے نام پر سر کٹانے کی خاص خوشی ہوتی ہے اور ان کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی، البتہ جانور اپنی مستی کو بے زباں ہونے کی وجہ سے ظاہر نہیں کر سکتا؛ مگر شہداء کی مستی تو ظاہر بھی ہو جاتی ہے، لوگوں کے سامنے سینہ سپر دھونا اور بے تحاشاہ معرکہ (میدان جنگ) میں گھس جانا ہر شخص کو نظر آتا ہے، یہ تو شہادت کے مبادی ہیں جن میں مجاہد کی لذت ظاہر ہوتی ہے۔

خود شہادت کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ شہید کو قتل ہونے پر ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے کہ ایک چیونٹی نے کاٹا ہو، پس اسی طرح جانوروں کو بھی ذبح سے تکلیف نہیں ہوتی بلکہ چونکہ ان کی آرزو ہے کہ ہم اللہ کے نام پر قربان ہوں اس وجہ سے ان کی قربانی کر کے ان کو راحت پہنچائی جاتی ہے، پس وہ شخص جاہل ہے جو بے

رحمی کے خیال کی وجہ سے قربانی چھوڑتا ہے۔(۱)

رہا یہ اعتراض کہ ذبح کے وقت جانور بدکتے اور بھاگتے کیوں ہیں؟ ذوقی جواب یہ ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ہمیں اللہ کے نام پر ذبح کرنے والا خود انسان نما جانور ہے، اگر کامل انسان ذبح کرتا تو شوق سے ذبح ہوجاتے جیسے آپ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر ذبح فرمانے کے وقت اونٹ ایک دوسرے سے پہلے ذبح ہونے کی خاطر پہل کرتے تھے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ طبعاً ذبح کی شکل سے وحشت ہوتی ہے؛ مگر تکلیف ہونے یا نہ ہونے کا علم جانوروں کو بھی نہیں ہوتا ہے کہ ہم اللہ کے نام پر ذبح ہوں گے تو ہمیں تکلیف نہیں ہوگی، اس لئے وہ بدکتے ہیں۔

انسان کو ذبح کرنا کیوں منع ہے؟

رہا یہ سوال کہ پھر انسان کو بھی ذبح کردیا کریں تاکہ آسانی سے مرجایا کرے؟ جب طبعی موت کے مقابلے میں شہادت آسان ہے تو انسان کو بھی ذبح کردینا چاہئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کے جینے کی ناامیدی کی حالت سے پہلے ذبح کرنا تو جان بوجھ کر قتل کردینا ہے، اور انسان کے جینے سے ناامیدی کی حالت کا کس کو کب پتہ چل سکتا؛ کیونکہ بعض لوگ ایسے بھی دیکھے گئے ہیں کہ مرنے کے قریب ہوگئے تھے پھر اچھے ہوگئے۔

زندگی اور موت کے لحاظ سے جانور اور انسان میں کیا فرق ہے؟

اگر یہ شبہ جانوروں میں بھی کیا جائے کہ ان کی ناامیدی کا انتظار نہیں کیا جاتا (ایسا کیوں؟) اس کا جواب یہ ہے کہ جانوروں اور انسانوں میں فرق ہے، وہ یہ کہ انسان کا تو

(۱) سنت ابراہیم ص: ۵۸

باقی رکھنا مقصود ہے کیونکہ دنیا کی پیدائش سے وہی مقصود ہے اسی لئے ملائکہ کے موجود ہوتے ہوئے اس کو پیدا کیا گیا ہے، بلکہ تمام مخلوق کے موجود ہونے کے بعد اس کو پیدا کیا گیا، کیونکہ نتیجہ اور مقصود تمام مقدمات کے بعد موجود ہوتا ہے، اس لئے انسان کے ذبح اور قتل کی اجازت نہیں دی گئی ۔ ورنہ بہت لوگ ایسی حالت میں ذبح کر دیے جائیں گے جس کے بعد ان کے تندرست ہونے کی امید تھی اور ذبح کرنے والوں کے نزدیک وہ ناامیدی کی حالت تھی ۔ اور جانور کو باقی رکھنا مقصود نہیں (بلکہ انسانوں کے نفع کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے) اس لئے ان کے ذبح کی اجازت اس بنا پر دے دی گئی کہ ذبح ہو جانے میں ان کو راحت ہے، اور ذبح ہو جانے کے بعد ان کا گوشت وغیرہ انسان کے باقی رکھنے میں مفید ہے، جس کا ابقاء مقصود ہے، جانوروں کو اگر ذبح نہ کیا جائے اور یوں ہی مرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے تو وہ مردہ ہو کر اس کے گوشت وغیرہ میں سمیت (زہر) کا اثر پھیل جائے گا ۔ اور اس کا استعمال انسان کی صحت کے لئے نقصان دہ ہوگا تو انسان کی بقاء کا وسیلہ نہ بنے گا ۔(۱)

پھر موت سے گھبراہٹ کیوں ہوتی ہے؟

جو کچھ گھبراہٹ اور وحشت طبعی طور پر موت سے ہوتی ہے وہ عین وقت پر کچھ نہیں ہوتی، چنانچہ حدیث شریف میں بھی ہے کہ جب حضور ﷺ نے یہ حدیث سنائی تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک موت کو ناپسند کرتا ہے تو حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا، اے عائشہ! یہ اُس وقت نہیں موت کے وقت ہے، یعنی موت کے وقت خوش ہو جاتا ہے تسلی دی جاتی ہے، تو کیا اپنی جان سے مسلمانوں کو محبت نہیں؟ لیکن اس محبوب حقیقی سے ایسی محبت ہے کہ اس کے سامنے سب محبتیں ہیچ ہیں ۔ ایسے ہی جانور سے بھی محبت ہے اور اندر سے دل کڑھتا ہے؛ لیکن عقل اور دین کا تقاضا ایسا ہوتا

(۱) اشرف الجواب،ص :۵۶،افناء المحبوب :۵

ہے کہ اس پر وہ غالب آجاتا ہے۔(۱)

ہر کام میں اعتدال ضروری ہے تو رحم میں بھی اعتدال ہو

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ہر شئی میں اعتدال کا درجہ مطلوب ہوتا ہے، اعتدال کی حد میں جب تک کوئی شئی رہتی ہے ٹھیک اور درست رہتی ہے اور جہاں حد اعتدال سے نکلی فوراً خراب اور مضر ہو جاتی ہے، اس قیاس پر سمجھنا چاہئے کہ رحم بھی اگر حد اعتدال میں رہے تو ٹھیک اور درست ہوگا ورنہ مضر ہوگا۔

چنانچہ اگر ہر جگہ رحم کیا جائے جیسا کہ ہنود (غیر مسلم ہندو) دعویٰ کرتے ہیں تو اعتدال نہ رہے گا۔ افراط (ظلم زیادتی) ہوگا، جیسے بعض لوگ سانپ بچھو کو بھی نہیں مار سکتے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اشرف المخلوق یعنی انسان پر تو ظلم ہوگا اور دوسری اشیاء پر جوار ذل المخلوق ہیں یعنی سانپ بچھو وغیرہ ان پر رحم ہوگا جو بالکل عقل ونقل کے خلاف ہے۔

قربانی کرنا اللہ کا حکم ہے اللہ سے زیادہ رحیم مت بنو

قربانی کو (ظلم اور) بے رحمی کہنے کے معنی تو یہ ہیں کہ خدا تو رحیم نہیں اور حضرت انسان ایسے رحیم ہیں کہ اس نے قربانی کو بالکل خلاف رحم سمجھا تو گویا حضرت انسان صفت رحیمی میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ ٹھہرے، نعوذ باللہ من ذلک۔

حضرتِ انسان اللہ تعالیٰ کے برابر جانوروں پر تو کیا دشمنوں پر بھی رحم نہیں کر سکتا، ان کی صفت رحیمی کا کیا کہنا!!۔

کیا انسانوں پر ظلم خلاف رحم نہیں؟

میرے پاس (تھانویؒ) ایک برہمن کا خط آیا تھا کہ مسلمانوں پر تو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ گاؤکشی کرتے ہیں مگر یہ معترض قوم آدمیوں پر ظلم کرتی ہے، مجھے اس شخص کا

(۱) الضحایا ملحقہ سنت ابراہیم، ص: ۱۵۷

قول نقل کرنے سے فقط یہ دکھلانا مقصود ہے کہ ''الحق ما شھدت بہ الاعداء ''کہ حق وہ ہے جس کی دشمن بھی شہادت دے دے، جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے۔(۱)

ٹرین میں ''گوشت لے جانے کا شبہ'' معمر مسلم شہری پر تشدد

عجیب صورت حال ہے کہ اگر ایک جانب درجنوں گائے کو دریا برد کرنے کے الزامات کی تحقیق ہو رہی ہے تو دوسری جانب مسلمانوں کی گائے کے گوشت کے نام پر جان لی جا رہی ہے۔

ایک ایکسپریس ٹرین میں گائے کا گوشت لے جانے کے شبے میں ایک درجن افراد نے ٹرین کے اندر ایک معمر شخص پر حملہ کر دیا، اس سے قبل ایک نوجوان کو گوشت کھانے کے شبے میں پیٹ پیٹ کر ہلاک کر دیا گیا، ہریانہ میں کے چرکھی دادری میں مغربی بنگال سے تعلق رکھنے والے ایک کوڑا کرکٹ چننے والے نوجوان کو پیٹ پیٹ کر ہلاک کیے جانے کے معاملے میں پولیس نے کم از کم سات افراد کو گرفتار کیا ہے جن میں دو نابالغ بھی شامل ہیں۔

پہلا واقعہ انڈیا کی مغربی ریاست مہاراشٹر کے ناسک ضلع کا ہے جبکہ دوسرا واقعہ ریاست ہریانہ میں رونما ہوا جس میں مغربی بنگال کے ایک نوجوان کی ہلاکت ہوئی۔(۲)

آٹھ سال میں ۲۰۶ر گائے کے متعلق ۸۵۰ر لوگوں پر ظلم

ہندوستان میں گائے سے متعلق تشدد کے واقعات میں حالیہ برسوں میں اضافہ ہوا ہے، 2014 کے بعد سے بی جے پی حکومت کے دوران گائے کے تحفظ کے نام پر ہونے والے حملوں میں تیزی دیکھی گئی ہے، مختلف رپورٹس کے مطابق، مئی 2015 سے دسمبر

(۱) روح الحج والثج ملحقہ سنت ابراہیم۔ص: ۳۸۷

(۲) مرزا اے بی بیگ، عہدہ، بی بی سی اردو، نئی دہلی، 1 ستمبر 2024ء

2018 تک کم ازکم 44 افراد، جن میں زیادہ تر مسلمان تھے،اس تشدد میں ہلاک ہوئے۔

ایک آزاد تنظیم، Documentation of the Oppressed، نے جولائی 2014 سے اگست 2022 تک 206 گائے سے متعلقہ تشدد کے واقعات کو ریکارڈ کیا، جن میں 850 متاثرین شامل تھے۔

یہ واقعات اکثر ہندو شدت پسند گروپوں کے ہاتھوں ہوتے ہیں جو کہ گائے کی حفاظت کے نام پر مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ فرقہ پرست حکومت پر ان گروپوں کو حمایت فراہم کرتی ہے۔

ایک سبق آموز حقیقت بشکل لطیفہ

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کی ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ: ”عجیب قانون ہے یہ ان لوگوں کا خود تو چوہا بھی نہیں ماریں گے؛ مگر مسلمانوں سے مروائیں گے، چونکہ حضرت علیہ الرحمہ کے زمانے میں بعض ہنود اپنے گھر کے چوہے مارنے کے لئے بھی مسلمانوں کو بلاوتے تھے، موجودہ زمانہ میں خود تو جانور (بکرا، مرغ وغیرہ) نہیں کاٹیں گے مگر مسلمان کاٹیں تو مزے سے کھائیں گے، چنانچہ الزام لگاتے ہیں ”اہل اسلام بڑے سنگدل ہوتے ہیں آپ بڑے رحم دل ہوتے ہیں خود چوہے نہیں مارتے مسلمانوں کے محلے میں چھوڑ آتے ہیں کہ یہ ماریں، جب تم ہمیں موش کشی میں اپنا نائب بناتے ہو تو اللہ تعالی نے اگر گاؤکشی میں ہمیں اپنا نائب بنادیا تو کیا قباحت ہوگئی؟

اللہ کی نیابت میں تو یہ نفع بھی ہے کہ مارو کھاؤ اور تمہاری نیابت میں تو فقط مار کر پھینک دینا ہی ہے، اور کچھ بھی نہیں، سبحان اللہ! یہ رحمدلی ہے کہ ہم سے نہیں مارے جاتے تم ماردو، نیابت اسی کا تو نام ہے،، یہ تو زبان سے کہنے سے بھی بڑھ کر ہے، اگر زبان سے کہتے تو ایک مسلمان بھی نہ کرسکتا؛ کیونکہ یہ کس کو غرض تھی کہ وہ اپنا کاروبار چھوڑ کر

تمہارے گھروں اور دکانوں پر چوہے مارنے جاتا، مگر ان کے گھرلا کر چھوڑ دیئے کہ اچھی طرح ان کو مارسکیں۔

یہ رحم تو ایسا ہی ہوگیا کہ کسی کی ایک بے حیا بہوتھی اس سے کسی نے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں گیا ہے؟ حیا کی وجہ یہ منہ سے تو کہہ نہ سکی مگر بتلانا بھی ضروری تھا تو اس نے لہنگا اٹھا کر اسکے سامنے پیشاب کیا اور اسکے اوپر سے پھاندگئی، مطلب یہ کہ ندی پار گیا ہے، تو بعضوں کا رحم ایسا ہی ہے جیسے اس بہو کی شرم تھی کہ منہ سے کہنے میں تو حیا تھی اور لہنگا کھول کر سامنے بیٹھ جانے میں حیا نہ تھی اور پھر مسلمانوں پر اعتراض، حضرات! میں بقسم کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے برابر کسی قوم میں ترحم نہیں؛ مگر امتحان کے وقت معلوم ہوتا ہے، دنیا کے واقعات نے کھلم کھلا ثابت کر دیا ہے کہ رحم کے موقعوں پر رحم کرنا یہ مسلمانوں ہی کا خاصہ ہے، مسلمانوں کے برابر کوئی قوم رحم دل نہیں۔

شجاعت کا نام بے رحمی اور بزدلی کا نام رحم رکھدیا ہے

مسلمانوں کو بے رحم اور اس فعل کو بے رحمی کہنا ہی غلط ہے، مطلق رحم سے تو کوئی شخص خالی نہیں ہوسکتا، اس لئے کہ یہ مادہ تو حق تعالیٰ نے ہر ایک کے اندر رکھا ہے، باقی جس کو یہ سنگ دلی کہتے ہیں وہ حقیقت میں شجاعت (بہادری) ہے اور جس کا نام انہوں نے رحم رکھا ہے وہ ضعف قلب (یعنی دل کی کمزوری) ہے، قوی القلب (یعنی مضبوط دل والا) قاسی القلب (سخت دل) نہیں ہوتا، اور نہ ضعیف القلب کا رحم دل ہونا ضروری ہے۔

مسلمان ہمیشہ شجاعت مندر ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ شجاع ہی ہمیشہ رحم دل ہوتا ہے اور بزدل ہمیشہ بے رحم ہوتا ہے۔تجربہ ہے ہندوستان ہی میں دیکھ لیں ماشاء اللہ مسلمان شجاع ہیں، ان کا اگر کبھی قابو پڑتا ہے تو بے حد رحم دلی کا برتاؤ کرتے ہیں، اس کے

برعکس دوسری قوموں کے صد ہا نظائر موجود ہیں، دیکھ لیجئے! ترک سب سے زیادہ شجاع قوم ہے اور بے حد نرم دل ہے۔

اسی طرح خودکشی کرنا بھی بزدلی پر دال ہے۔خودکشی وہی کرتا ہے جو بزدل ہوتا ہے مصیبت کا تحمل نہیں کرسکتا؛ چنانچہ عورتیں زیادہ خودکشی کرتی ہیں،کیاان کو کوئی شجاع کہتا ہے؟ خودکشی کرنے والے شخص پر کیا گزری ہوگی جس کو وہ برداشت نہیں کرسکا۔(۱)

مسلمانوں کو رحم کی تعلیم شرعاً دی گئی ہے

مسلمانوں سے زیادہ تو رحمدلی کسی کے اندر ہے ہی نہیں، ان کو تو تعلیم ہی رحم کی دی گئی ہے، ان کے رحم کی یہ کیفیت ہے کہ:۔

ا۔کسی شخص پر غصہ ہو اور اس نے بہت ستایا ہو، بہت تکلیف پہنچائی ہو؛ لیکن وہ کہے کہ بھائی مجھے معاف کردو تو حکم یہ ہے کہ اس کو معاف کردو، اور اس سے بالکل کینہ نہ رکھو۔

۲۔دشمنوں پر بھی ان کو رحم کرنے کا حکم ہے، چنانچہ لڑائی میں حکم ہے کہ بوڑھوں اور عورتوں اور بچوں کو اور درویشوں (جوگیوں) گوشہ نشین کو مت مارو۔

۳۔ناک کان مت کاٹو، جب یہ اپنے دشمنوں پر رحم کرنے والے ہیں تو جانوروں پر کیوں نہ رحم کریں گے یہ بے انتہا رحم دل ہیں؛ لیکن ان کا رحم عقل کے ساتھ ہے بے عقلی کے ساتھ نہیں۔

رحم کی دو قسمیں

رحم کی بھی دو قسمیں ہیں ایک بے عقل کے ساتھ جیسے ماں کا رحم کہ بچہ چل رہا ہے کہ میں مکتب (اسکول) میں نہ جاؤں گا، اور مکتب میں جانے سے اس کو دہشت ہوتی

(۱) ملفوظات حکیم الامت: ۱/ ۳۶

ہے روتا ہے اور ماں اسکی حمایت کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ اچھا ہے نہ جائے اسکا دل ٹوٹے گااور ایک رحم عقل کے ساتھ ہوتا ہے جیسے باپ کا رحم ہے کہ اس نے بچہ کی یہ ضد دیکھی تو دو تین ہاتھ مارے اور پکڑ کر مکتب میں پہنچا دیا تو بظاہر تو یہ بے رحمی معلوم ہوتی ہے؛لیکن حقیقت میں ماں کا اس کی موافقت کرنا اور دل نہ توڑنا یہ اس کے حق میں ظلم ہے؛ کیونکہ اس کا انجام جہالت ہے جس کے لئے ذلت وخواری لازم ہے،اور باپ کا مارنا معین رحم ہے، کیونکہ اس کا انجام اس کے حق میں بہتر ہے، ماں کے رحم کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بوڑھی عورت کے گھر شاہی باز چلا آیا اس نے دیکھا کہ اس کی چونچ بہت بڑی ہے، بوڑھی عورت بہت کڑھی کہ اے ہے یہ دانہ کسی طرح چنتا ہوگا معلوم ہوتا ہے کہ تیری ماں مرگئی ہے کسی نے تراشی نہیں اس واسطے تیری چونچ بہت بڑھ گئی ہے قینچی لے کر اس کی چونچ کتر دی ، پھر دیکھا کہ ناخن بہت بڑے ہیں ، کچھ ناخن تراش دیئے ،غرض اس کو بالکل نکما کر دیا وہ کسی کام کا نہ رہا،ایسی ہی رحم دلی اہل باطل میں ہے کہ وہ جانوروں کے ذبح نہ کرنے کو جانور کے ساتھ رحم دلی سمجھتے ہیں ۔(۱)

مسلمان زیادہ رحم دل ہیں تو پھر قربانی کیوں کرتے ہیں؟

دنیا کے واقعات نے کھلم کھلا ثابت کر دیا ہے کہ رحم کے موقع پر رحم کرنا یہ مسلمانوں ہی کا خاصہ ہے مسلمانوں کے برابر کوئی قوم رحم دل نہیں ،جس شخص کے اندر اس درجہ رحم ہو اور پھر وہ قربانی کیوں کرتے ہیں؟

واضح بے رحمی قربانی کا سبب نہیں ہے، بلکہ اس کے اندر ایک اور باریک بات ہے وہ یہ ہے کہ قربانی کا حکم رحم کا امتحان ہے، حق تعالی دیکھتے ہیں کہ ہماری محبت زیادہ ہے یا مخلوق کی؟ (بندے) ہمارا حکم مانتے ہیں یا اپنی طبیعت اور فطری رحم پر عمل کرتے ہیں ۔

---

(۱)الضحایاص :۱۴۹ ملحقہ سنت ابراہیم

۲۔قربانی کے موقع پر لاکھوں غریب اور محتاج گوشت کھاتے ہیں، جو سال بھر ان کے دسترس میں نہیں ہوتا، یہ ''سماجی رحم'' ہے کہ امیر لوگ اپنا مال اور جانور غریبوں کے ساتھ بانٹتے ہیں۔

۳۔ہر شخص جانتا ہے کہ انسان خود بھی جانور کا گوشت کھاتا ہے، فرق صرف یہ ہے کہ قربانی کے موقع پر یہ عمل اللہ کی رضا اور نیتِ تقویٰ کے ساتھ کیا جاتا ہے، دنیا بھر میں روزانہ لاکھوں جانور ذبح ہوتے ہیں، مگر وہاں مقصد صرف " کھانا " ہوتا ہے، جبکہ اسلام نے اسے عبادت اور ایثار میں بدلا۔

۴۔اسلام میں رحم صرف اس معنی میں نہیں کہ جانور کو ذبح ہی نہ کیا جائے، بلکہ رحم کا مطلب ہے ہر چیز کو اس کے مقصد کے مطابق استعمال کرنا ظلم وزیادتی نہ کرنا، اگر جانور کو کھانے کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو اسے کھانا ظلم نہیں، بلکہ اس کے ساتھ درست رویہ ہے۔ظلم یہ ہے کہ جانور کو بے وجہ تکلیف دی جائے، بھوکا پیاسا رکھا جائے یا کھیل تماشے میں مارا جائے۔

خلاصہ یہ کہ : قربانی رحم کے خلاف نہیں بلکہ رحم کا اعلیٰ مظہر ہے، کیونکہ اس میں جانور کے ساتھ نرمی بھی ہے، انسانوں کے ساتھ سخاوت بھی ہے، اور اللہ کی اطاعت کا جذبہ بھی ہے۔

محمود وایاز کے قصّہ سے سبق

لوگوں نے سلطان محمود سے پوچھا تھا کہ آپ ایاز کو زیادہ کیوں چاہتے ہیں، اس کے اندر کیا خوبی ہے؟ سلطان نے کہا کہ کسی وقت دکھلا دیں گے کہ اس کے اندر کیا خوبی ہے، ایک روز خزانہ میں سے ایک بڑا قیمتی موتی نکلوایا اور وزیر اعظم کو حکم دیا کہ اس کو توڑ ڈالو، وزیر اعظم نے سمجھا کہ ایسا محسوس معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو آج دماغی خلل ہے عرض کیا کہ حضور پھر ایسا نایاب موتی میسر نہ ہوگا۔اس حکم پر پھر نظر ثانی کر لیجئے، اس کے بعد

دوسرے وزیر کو حکم دیا، دوسرے وزیر نے سوچا کہ جب وزیر اعظم نے باوجود مجھ سے زیادہ سمجھدار ہونے کے نہیں توڑا تو میں کیوں توڑوں، اس نے بھی عذر کیا، غرض سب نے انکار کر دیا، تو ایاز کو حکم دیا، ایاز نے کہا بہت اچھا فوراً دو پتھر لا کر ایک کے اوپر موتی رکھا اور دوسرے کو اس پر دے مارا وہ چکنا چور ہو گیا، وزیر اعظم نے ملامت کی کہ ایسا قیمتی موتی توڑ ڈالا ایاز نے کہا کہ تم پاگل ہو تم نے بادشاہی حکم توڑا اور میں نے موتی توڑا، موتی کے توڑنے سے حاکم کا حکم توڑنا زیادہ برا ہے۔

پس مسلمانوں کی مثال ایاز کی سی ہے کہ باوجود اس کے کہ گائے بکری سے انکو بے حد محبت ہے چنانچہ جس وقت یہ جانور ذبح کرتے ہیں ان پر بے حد اثر ہوتا ہے، جس کو مخالف اعتراض کرنے والے کیا جانیں لیکن انہوں نے محبوب حقیقی کے سامنے اپنے اس جوش محبت کو روک لیا۔ اور شاہی حکم کو نہیں توڑا حکم ہوا کہ ان کا گلا کاٹ ڈالو، بلا چوں چرا تسلیم کر لیا کہ بہت بہتر، دل اندر سے پگھلا جاتا ہے؛ لیکن وہ حکم کو خوشی خوشی بجالاتے ہیں۔

رحم وجدانی کیفیت ہے

رحم ایک وجدانی کیفیت ہے ہر ایک شخص کو اپنی کیفیت معلوم ہے، دوسرے کی کیفیت ہرگز نہیں معلوم ہو سکتی، مسلمانوں کے رحم دل ہونے کی یہ کھلی ہوئی دلیل ہے کہ ہر مسلمان باوجود ہر جشش قربانی کرتے ہیں مگر پھر بھی ان کے دل میں اس قدر رحم ہے کہ وہ کسی جانور کی تکلیف کو نہیں دیکھ سکتے بلکہ واللہ! مسلمان تو عین ذبح کرتے ہوئے بھی جانور پر رحم کرتے ہیں اور ذبح کی حالت میں دیکھ کر ان کا دل پگھل جاتا ہے۔

شیخ الہندؒ کے واقعہ سے سبق

ہمارے استاد حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی نے ایک دفعہ ایک گائے کی

قربانی کی تھی جس کی قیمت (اس زمانہ میں) اسی ۸۰ رروپئے تک قصائی دیتے تھے؛ مگر مولانا نے نہیں دی اور قربانی کر دی، لیکن حالت یہ سنی گئی تھی کہ مولانا روتے جاتے تھے اور قربانی کرتے جاتے تھے، دیکھئے یہ کتنا بڑا مسلمانوں کا مجاہدہ ہے کہ دل پانی پانی ہوتا ہے اور پھر بھی قربانی کرتے ہیں، واللہ! یہی نفس کی قربانی ہے کہ نفس کے خلاف کام ہو، یہ مسلمان ہی کا دل ہے کہ نفس کی خواہشوں پر خاک ڈالتا ہے اور باوجود یہ کہ رحم سے پانی پانی ہوتا ہے پھر بھی قربانی کرتا ہے، واللہ یہ تو اعلیٰ درجہ کا مجاہدہ ہے، جسے نادانی سے خلافِ رحم سمجھ لیا گیا۔(۱)

دیکھو! اگر مسلمانوں کے اندر رحم اور محبت نہیں تو یہ رونا اور آنسو بہانا کیوں تھا؛ لیکن چونکہ اس سے زیادہ محبت حق تعالیٰ کے ساتھ ہے، اس لئے اللہ کے حکم کے سامنے سارے طبعی تقاضے ہیچ ہو جاتے ہیں۔(۲)

رحم پر عمل کریں یا حکم پر عمل کریں؟

معترض کیا جانے کہ ہم پر کیا گزرتی ہے جب جانور کے گلے پر چھری چلتی ہے، جس وقت گائے کٹتی ہے تو ہم سے قسم لے لو ہمارا دل نکلا جاتا ہے؛ لیکن دل پر پتھر رکھ کر یہ حکم معلوم کر کے قربانی کرتے ہیں، رحم تو ہے؛ مگر حکم خداوندی کے آگے رحم پر عمل نہیں، بلکہ حکم کی تعمیل کرتے ہیں، یہ ہے پوری عبدیت (اور بندگی) اسی کی توفیق ہے کہ اتنے بڑے عمل پر قادر ہو گئے، اس کو فرماتے ہیں۔ "لِتُكَبِّرُو اللهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ" اللہ تعالیٰ کی اس بات پر بڑائی بیان کرو کہ اس نے قربانی کرنے کی توفیق دی۔(۳)

---

(۱) سنت ابراہیم: ص: ۶۰

(۲) الضحایا ملحقہ سنت ابراہیم، ص: ۱۵۴

(۳) روح الارواح سنت ابراہیم، ص: ۴۷۲

اپنی اولاد راہِ خدا میں استعمال ہونے پر غم ہوتا ہے؟

جانور تو جانور اس کی تو کچھ حقیقت ہی نہیں حق تعالیٰ کی محبت میں مسلمان اپنی اولاد کی جان کو بھی قربان کر دیتا ہے، ایک بوڑھی عورت کے دو بیٹے تھے لڑائی میں دونوں کو بھیج دیا اور خوش تھی کہ اللہ کی راہ میں جان دیں گے۔ایک ان میں سے بچ کر آ گیا تو یہ کہا کہ میں تو خوش تھی کہ یہ بھی کام آجاتا، جب مسلمان اپنی اولاد کے قربان کرنے پر آمادہ ہیں تو کیا اولاد پر بھی رحم نہیں؟ رحم تو سب سے زیادہ ہے؛ لیکن حق تعالیٰ کے مقابلہ میں وہ کسی کو نہیں سمجھتے اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتے، بڑی خوشی سے جان دیتے ہیں۔

شاگرد بدلے خود کی اولاد کو شہید کروا دیا

حضرت قاری صدیق صاحبؒ فرماتے ہیں ''احقر نے اپنے استاذ مولانا سید امین الدین صاحب سے جو احقر کے رشتہ میں ماموں بھی ہوتے ہیں، سنا ہے فرماتے تھے کہ حضرت مولانا سید ظہور الاسلام صاحب بانی ''مدرسہ اسلامیہ فتح پور'' کے زمانہ میں ایک بنگالی طالب علم سخت بیمار ہوا اور حالت اخیر معلوم ہونے لگی، مولانا تشریف لے گئے تو اس طالب علم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، حضرت مولانا نے تسلی دی اور فرمایا گھبراؤ نہیں! تم انشاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے، اس کے بعد سجدہ میں دیر تک دعاء مانگتے رہے، فرمایا اے اللہ! اگر جان ہی لینا طے ہو تو ''ظہور الاسلام'' کا بچہ ''عطیۃ اللہ'' حاضر ہے، یہ طالب علم پردیسی ہے، میری امانت میں ہے اس کو صحت عطا فرما! حضرت الاستاذ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر میں گھر سے اطلاع آئی کہ ''عطیۃ اللہ'' کی حالت غیر ہے، جلد تشریف لائیے! حضرت مولانا پہونچے تو انتقال ہو چکا تھا، حضرت کا یہی اکلوتا اور ہونہار لڑکا تھا، اللہ پاک باپ بیٹے دونوں کی قبر کو نور سے بھر دے۔(۱)

(۱) آداب المعلمین: ۱۰

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

طاعون میں بخوشی مرنے والے مسلمان

مسلمان شہادت کی موت بخوشی مرتا ہے اسی لئے بہت سے مسلمانوں کو خاص کر طاعون میں دیکھا ہے کہ بہت خوشی خوشی دنیا سے رخصت ہوئے، بخلاف کافر کے، دیکھا تو نہیں؛ لیکن سنا ہے کہ کافر کو موت کے وقت بڑی وحشت ہوتی ہے، اور مسلمان ہنسی خوشی جاتے ہیں اور کیوں نہ جائیں جبکہ ان کو اپنے مولی سے شدید محبت ہے، اور اپنے محبوب سے تو ہر شخص ملنا چاہتا ہی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ "مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءه" یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو چاہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنا چاہے گا۔(۱)

سچا مسلمان وہی ہے جس میں صفتِ رحم ہو

سچا رحم مسلمانوں ہی میں ہے اپنے ہم جنسوں پر بھی رحم ہے اور جانوروں پر بھی رحم ہے ان کو اس کی تعلیم بھی ہے اور ان کا اس پر عمل بھی ہے، روز مرہ کے واقعات اس کا واضح ثبوت ہیں کہ مسلمان طاقت وقدرت کے باوجود مخالف سے درگذر کرتے ہیں، تھوڑی سی منت سماجت پر ان کا دل نرم ہو جاتا ہے اور بعض مرتبہ اس سے مسلمانوں کو دنیوی نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا رحم

(۱) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت ہے کہ کسی نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ: حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: تم نے ایک روز ایک بلی کا بچہ دیکھا تھا کہ جاڑے میں سکڑا پڑا ہے، تم نے اس کو گرم کپڑے

(۱) الضحایا ملحقہ سنت ابراہیم، ص: ۱۵۶، ۱۵۷

میں لپیٹ دیا اس وجہ سے ہم تمہیں بخشتے ہیں کہ تم نے ہماری مخلوق پر رحم کیا۔

شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کا رحم

(۲) حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد) سردیوں کے دنوں میں کہیں جارہے تھے، دیکھا کہ ایک نالی کے اندر کتے کا بچہ پھنس رہا ہے اور جاڑے میں ٹھٹھر رہا ہے، خادم سے فرمایا: کہ اس کو نکال لو! خادم ذرا نفیس اور نازک مزاج تھے انکو ذارتامل ہوا، شاہ صاحب نے خود آستین چڑھا کر اس کو نکال لیا، جاڑے کی وجہ سے وہ بے حس وحرکت تھا، حمام قریب تھا حمامی کو کچھ پیسے دے کر اس کو گرماہٹ پہنچائی، جب وہ حرکت کرنے لگا محلہ والوں سے فرمایا کہ اگر تم لوگ اس کی نگرانی اور دووقت روٹی کا انتظام کرتے ہوتو ہم اس کو یہاں چھوڑتے ہیں ورنہ ہم ساتھ لے جاتے ہیں؛ محلہ والوں نے ذمہ لیا تو آپ وہاں سے چل دئے۔

اس قصہ کے بعد شاہ صاحب ایک مرتبہ ایک چھوٹی سی پگڈنڈی (تنگ راستہ) پر جا رہے تھے جس کے دونوں طرف کیچڑ بھرا تھا، سامنے سے کتا آگیا شاہ صاحب تو منتظر تھے کہ کتا اترے تو میں آگے چلوں اور کتا اس کا منتظر تھا کہ شاہ صاحب اتریں، جب کھڑے کھڑے دیر ہوگئی تو شاہ صاحب نے اس کی اصطلاح میں فرمایا کہ: نیچے اتر! کتے نے کہا میرے نیچے اترنے کی وجہ کیا ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا کہ: میں مکلف ہوں اگر میں اترا تو میرے کپڑے اور بدن ناپاک ہوجائیں گے اور ناپاک کپڑوں میں نماز نہیں ہوگی اور تو مکلف نہیں تو اگر آلودہ ہوجائے گا تو پھر سوکھ نے کے بعد ٹھیک ہوجائے گا، کتے نے کہا کہ: یہ تو حیلہ شرعی ہے؛ لیکن یاد رکھو! اگر میں اتروں گا تو تمہارے اندر عجب پیدا ہوگا اور وہ ایسی نجاست ہے کہ ہفت قلزم سے صاف نہ ہوگی، شاہ صاحب پر ایک حالت طاری ہوئی اور فوراً پگڈنڈی سے اتر پڑے اور کتا چلا گیا، اسی وقت الہام ہوا کہ: اے عبدالرحیم! خبر بھی ہے کہ ہم نے تم کو اس کتے سے جو ایک علمی فائدہ پہنچایا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ یاد کرو تم نے فلاں دن اس

کے بنی نوع کے ساتھ احسان کیا تھا، ہم نے چاہا کہ اس پر تمہارا احسان رہے اس کے بھائی سے تم کو یہ فائدہ پہنچا دیا، اس رحم کے باوجود ان سب بزرگوں نے ’’فاذ بحوا البقرۃ‘‘ (گائے ذبح کرو) پر عمل کیا۔(۱)

سید احمد کبیر رفاعی الحسینی قدس اللہ سرہ کا رحم

آپؒ کا نام مبارک ابوالعباس محی الدین سید احمد کبیر رفاعی حسینی شافعی ہے، مادرزاد ولی تھے، حضور اکرم ﷺ نے ان کی پیدائش کی اطلاع یا خوشخبری ولادت سے چالیس دن قبل دی اور فرمایا کہ اس کا نام احمد رکھنا، اولیاء میں اس کا رتبہ ایسے ہوگا، جیسے میرا انبیاء میں یعنی سردار اولیاء ہوگا، ٹھیک چالیس دن بعد ولادت ہوئی محترمہ ہمشیرہ آپ کے بارے میں فرماتی تھیں کہ دوران رمضان سید صاحب زمانہ شیر خوارگی میں دودھ نہ پیتے تھے؛ مگر جیسے مغرب کا وقت ہو جاتا تو دودھ پی لیتے تھے، علوم ظاہر و باطنی کے منبع تھے، جوق در جوق لوگ استفادہ کے لیے آتے، خانقاہ ام عبیدہ میں دس ہزار سے ایک لاکھ کا مجمع ہوتا اور قیام وطعام کا انتظام حضرت خود فرماتے۔

آپؒ کی کرامات ان گنت ہیں مگر مشہور کرامت وہ ہے جب آپ ۵۵۵ھ میں روضہ اقدس ﷺ پر حاضر ہوئے اور روضہ اقدس کے قریب با آواز بلند فرمایا۔ ’’السلام علیك یا جدي‘‘ فوراً روضہ اطہر سے ندا آئی ’’و علیك السلام یا ولدي‘‘۔

(مسجد نبوی کے احاطہ میں جہاں سے سلام وغیرہ عرض کیا جائے حضور اکرم ﷺ خود سنتے ہیں اور دور سے فرشتہ پہنچاتا ہے عام و مشہور یہی ہے) یہ سنتے ہی وجد طاری ہوا اور اس آواز کو تمام لوگوں نے سنا، پھر توقف کے بعد یہ شعر پڑھے:

في حالة البعد روحي كنت ارسلها
تقلب الارض عني وهي نائبتي

---

(۱) سنت ابراہیمی، از: تھانویؒ

وهذه دولة الاشباح قد حضرت

فامدد يمينك كي تحظى بها شفتي

ترجمہ: دوری کی حالت میں، میں اپنی روح کو دربار میں بھیجتا تھا، آپ کی بارگاہ میں خود حاضر ہوا ہوں آپ اپنا ہاتھ مبارک دیجئے کہ میں اسے بوسہ دے کر عزت حاصل کروں۔

یہ کہنا تھا کہ روضہ اقدس سے دست مبارک نکلا۔ آپ نے اس کو بوسہ دیا، اس وقت نوے ہزار عاشقان جمال محمدی ﷺ موجود تھے، جن کو یہ زیارت نصیب ہوئی۔

ان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مشہور بزرگ موجود تھے۔ ۵۷۸ھ میں وصال ہوا اور فرشتہ غیبی نے ندادی، دور دور سے لوگ جنازہ کے لیے آئے، ۹؍لاکھ کا مجمع تھا، خانقاہ ام عبیدہ میں ہی مزار بنایا گیا۔ (یہ بلند درجہ اتباع سنت اور بہائم کے حق کی ادائیگی کی وجہ سے ملا)

سید کبیر احمد رفاعیؒ کے حالات میں لکھا ہوا ہے، ان کا معمول تھا کہ اذان ہوتے ہی مسجد جانے کی تیاری کرتے۔ اذان عموماً پندرہ بیس منٹ یا آدھا گھنٹہ پہلے شروع ہو جاتی ہے، ایک دن کچھ کام کر رہے تھے، ان کا عربی کرتہ بڑا تھا، اس کا دامن پھیلا ہوا تھا، اس پر بلی آکر بیٹھ گئی اور سو گئی، اتنے میں اذان شروع ہو گئی، اب کیا کریں، اذان شروع ہو گئی ہے اور مسجد جانا ہے، اگر بلی کی رعایت کرتے ہیں تو مسجد پہنچنے میں دیر ہوگی جو کہ معمول کے خلاف ہے اور اگر جاتے ہیں تو بلی کی آنکھ کھل جائے گی، جس سے بلی کو تکلیف ہوگی، چنانچہ انہوں نے یہ کیا کہ گھر سے قینچی منگوائی اور اپنا دامن کاٹ دیا، بلی سوتی رہی، آپ مسجد چلے گئے، اپنی نماز پڑھ لی، جب واپس آئے تو بلی اُٹھ کر جا چکی تھی، اس کٹے ہوئے دامن کو اٹھایا اور پھر کرتے کے ساتھ سی لیا۔(۱)

---

(۱) طبقات کبری، امام شعرانی: ۲۹۴

ایثار کا صلہ (کتے کا حق ادا کرنے پر)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ ایک مرتبہ جنگل میں تشریف لے جارہے تھے۔ راستہ میں ایک باغ پر گزر ہوا۔ وہاں ایک حبشی غلام باغ میں کام کر رہا تھا، اس کی روٹی آئی اور اس کے ساتھ ہی ایک کتا بھی باغ میں چلا آیا اور اس غلام کے پاس آ کر کھڑا ہوگیا، اس غلام نے کام کرتے کرتے ایک روٹی اس کتے کے سامنے ڈال دی، اس کتے نے اس کو کھالیا اور پھر کھڑا رہا، اس نے دوسری اور پھر تیسری روٹی بھی ڈال دی، کل تین ہی روٹیاں تھیں، وہ تینوں کتے کو کھلا دیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ غور سے کھڑے دیکھتے رہے جب وہ تینوں ختم ہوگئیں تو حضرت جعفرؓ نے اس غلام سے پوچھا کہ تمہاری کتنی روٹیاں روزانہ آتی ہیں؟ اس نے عرض کیا: آپ نے تو ملاحظہ فرمالیا ہے، تین ہی آیا کرتی ہیں، حضرت نے فرمایا کہ پھر تینوں کا ایثار کیوں کر دیا؟ غلام نے کہا: حضرت یہاں کتے نہیں رہتے ہیں، یہ غریب بھوکا کہیں دور سے مسافت طے کر کے آیا ہے، اس لئے مجھے اچھا نہیں لگا کہ اس کو ویسے ہی واپس کر دوں، حضرت نے فرمایا کہ پھر تم آج کیا کھاؤ گے؟ غلام نے کہا: ایک دن فاقہ کرلوں گا، یہ تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنے دل میں سوچا کہ لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں کہ تو بہت سخاوت کرتا ہے، یہ غلام تو مجھ سے بہت زیادہ سخی ہے، یہ سوچ کر شہر میں واپس تشریف لے گئے اور اس باغ کو اور غلام کو اور جو کچھ سامان باغ میں تھا، سب کچھ اس کے مالک سے خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ باغ بھی اس غلام کی نذر کر دیا۔ (۱)

شاہ ابرارالحق صاحبؒ اور چیونٹیاں

ابرار بندے کون ہیں؟ اس لئے کہ وعدہ ہے۔ ''ان الابرار لفی نعیم'' نیک بندے

(۱) الترغیب والترہیب، ص: ۲۹۰، شعب الایمان: ۴۲۷/۴

جنت میں جائیں گے۔خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر علامہ بدرالدین عینیؒ عمدۃ القاری شرح بخاری میں نقل فرماتے ہیں:

''قال الحسن البصری فی تفسیر الابرار .... الذین لا یؤذون الذرۃ''۔

ترجمہ: (یعنی ابرار وہ بندے ہیں) جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہ دیں۔

اف کتنا تاریک ہے گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

حکیم محمد اختر صاحب فرماتے ہیں کہ میرے شیخ شاہ ابرارالحق صاحبؒ نے ایک مرتبہ وضو کا ارادہ فرمایا تو ایک جگہ بیٹھ کر وضو شروع کیا، پھر وہاں سے اُٹھ کر دوسری جگہ چلے گئے، پھر تیسری جگہ چلے گئے، وہاں جا کر وضو مکمل کیا،کسی نے عرض کیا کہ حضرت کیا ہوگیا،آپ نے جگہ جگہ وضو کیوں کیا؟ فرمایا،جہاں وضو کرتا ہوں وہاں چیونٹیوں کا مرکز ملتا ہے،ان کی آپس میں رشتہ داری ہوتی ہے،اگر پانی کے دھارے سے یہ رشتہ داری ٹوٹ گئی،کوئی ادھر بہہ گئی کوئی اُدھر بہہ گئی تو میرا دل زخمی ہوگا کہ یہ چیونٹیاں بھی اللہ کی مخلوق ہیں،میں انہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا۔

اب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سنئے :

''قال الحسن البصری فی تفسیر الابرار .... الذین لا یؤذون الذرۃ''

جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہیں دیتے،ہاں میرا مرشد ابرار بھی ایسا ہی ہے،شاہ ابرارالحق صاحبؒ کو دیکھئے کہ چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہیں دیتے اور آج خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پر میرے شیخ کا مقام دیکھئے۔

کیڑے کے قتل کی سزا

مجدد الف ثانیؒ (شیخ احمد سرہندی) فرماتے ہیں کہ جن دنوں میں جیل میں تھا (اللہ والوں نے دین کی خاطر کیا کیا مصائب نہیں جھیلے) تو اس دوران دو اشخاص کو کسی قتل کے

الزام یا جرم میں جیل لایا گیا، دونوں میں سے ایک شخص واقعی قاتل تھا، جب کہ دوسرا ناحق پکڑ کر لایا گیا تھا، فرماتے ہیں کہ یہ دونوں اللہ سے مناجات کرتے.. اور قاتل یہ کہتا کہ اے اللہ مجھے بخش دے میں گناہ گار ہوں، جبکہ دوسرا (جو ناحق پکڑا گیا تھا) کہتا : اے اللہ میرے ساتھ انصاف کرو، کچھ دنوں کے بعد عدالت (قاضی) نے عجیب وغریب فیصلہ کیا عدالت نے قاتل کو بری قرار دیا اور ناحق پکڑے ہوئے کو سزائے موت (پھانسی) کا حکم سنایا، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مجھے تعجب ہوا کہ یہ کیسا فیصلہ ہوا؟ میں بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہوا کہ اے اللہ حقیقت حال منکشف فرما۔

فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ میں نے ان کی دعا کے مطابق فیصلہ کیا ہے اور جس کو سزائے موت ملی اس کے ساتھ عین انصاف کیا۔ وہ اس طرح کہ ایک دن اس نے ایک کیڑے کو راستے میں دیکھا تو کانٹا (سوئی) اس کے جسم میں چبھو کر اسے حقیر جانتے ہوئے مار کر پھینک دیا تھا، میں نے اس کے بدلے میں اس کو سزائے موت دی کہ اس نے میری مخلوق پر ظلم کیا اور ناحق اس کو اذیت دے کر مار ڈالا۔

دیکھیں! ایک کیڑے کے قتل پر اس شخص کو یہ سزا ملی، اللہ غفار بھی ہے لیکن منتقم بھی ہیں، اس لئے ڈرتے رہنا چاہیے، اس سے ''حقوق البھائم'' کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے۔

انسان کا دل دردمند ہوتا ہے

حضرت سید احمد کبیر فاطمیؒ کی حکایت لکھی ہے کہ آپ نے کتے کو دیکھا کہ خارش میں ہے، آپ کو اس کی حالت دیکھ کر رنج ہوا اور طبیب کے پاس تشریف لے گئے اور دوائی لکھوا کر اپنے ہاتھ سے اس کتے کے بدن پر ملی، یہاں تک کہ وہ جب بالکل تندرست ہو گیا تو آپ خوش ہوئے۔

فائدہ : جو قوم کتے پر رحم کرے جبکہ وہ ناپاک وحرام جانور ہے، تو گائے بیل پر رحم نہیں کرے گی جبکہ وہ حلال جانور ہے؟۔

تیسرا اعتراض۔قربانی خلاف عقل ہے؟

قربانی پر تیسرا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ قربانی عقل کے خلاف ہے، کیونکہ (قربانی کے ذریعہ) خدا تعالیٰ خرچ کرا کر گوشت وغیرہ لیتے بھی نہیں پھر کیا چیز مطلوب ہے؟ کیوں خرچ کرواتے ہیں؟ اس کا مقصد کیا ہے؟

پہلا جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ جناب من ہے تو فحش بات لیکن سمجھانے کیلئے عرض ہے کہ اگر تمہاری عقل میں کسی شئی کا نہ آنا خلاف عقل ہونے کی دلیل ہے تو ہمارا آپ کا پیدا ہونا جس طریقہ سے ہوا ہے، وہ بھی عقل کے خلاف ہے، اور اس کا امتحان یہ ہے کہ ایک بچہ ایسا تجویز کیا جائے کہ تہ خانہ (کوٹھری) میں اس کی پرورش کی جائے اور اس کے سامنے کبھی اس کا تذکرہ نہ کیا جائے کہ آدمی کس طرح پیدا ہوتا ہے حتی کہ جب بیس برس کا ہو جائے تو اس سے اچانک کہا جائے کہ آدمی اس طریقہ سے پیدا ہوتا ہے، تو ہرگز اس کی عقل میں نہ آئے گا۔ اور ہم چونکہ رات دن دیکھتے اور سنتے ہیں کہ اس طریقہ سے انسان پیدا ہوتا ہے اس لئے ہم کو خلاف عقل نہیں معلوم ہوتا، تو جناب ہم تو جب سے پیدا ہوئے ہیں ہمارے تمام حالات ہی خلاف عقل ہیں، ہماری عقل تو بس کھانے کمانے کی ہے ایسے ہی جیسے کسی نے کسی بھوکے سے پوچھا تھا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؟ کہا کہ چار روٹیاں، ایسے ہی ہماری عقل صرف اس قدر ہے کہ کھالو اور پی لو اور باتیں بنالو، جب اتنی عقل ہے تو شریعت کے اسرار کہاں سے سمجھ میں آئیں گے۔

اسی طرح قربانی کی حکمت اگر ہماری عقل میں نہ آئے تو قابل انکار کیسے ہوگئی؟ اسلئے ہمارے ذمہ ضروری نہیں ہے کہ اس حکمت کو بیان کریں لیکن تبرعا بتائے دیتے ہیں۔(۱)

(۱) ترغیب الاضحیۃ: ۱۲۸

اعلی کاادنی پرقربان ہونے کی مثالیں

دوسرا جواب: جولوگ قربانی کوعقل کے خلاف کہتے ہیں وہ سن لیں کہ پوری دنیا میں قربانی کارواج ہے(خلاف عقل کام پوری دنیامیں کیسے رائج) اورقوموں کی تاریخ پرنظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ادنی چیز اعلیٰ کے بدلہ میں قربان کی جاتی ہے اور یہ سلسلہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سی بڑی چیزوں میں پایا جاتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں دنیا کے مذاہب اورقوموں میں جانوروں کے بارے میں ایک خاص قسم کاافراط وتفریط ہے۔ ایک طرف وہ لوگ ہیں جو حیوان کے غذائی استعمال کو بے رحمی اور جیوہتیا تصور کرتے ہیں اوراس کومطلق منع کرتے ہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو ہرجانورکوانسانی خوراک قرار دیتے ہیں ااوراس باب میں کوئی امتیاز روانہیں رکھتے۔ یہ دونوں ہی اعتدال سے دوراورقانون فطرت کے باغی ہیں۔

مثال : جنگل میں شیر جو باقی جانوروں سے اعلی اوراشرف ہے اسکاخوراک اللہ نے اخس اورادنی جانوروں ہی کو بنایا ہے، جنگل کا شیر اپنے سے ادنی اوراخس جانوروں کاہی شکار کرتاہے۔

مثال: کسی کو زہریلا سانپ کاٹے تو وہ انگلی کاٹ دی جائے تاکہ پورا جسم زہریلے اثر سے محفوظ رہے۔گویا انگلی پورے جسم کے لئے قربان کی گئی ہے۔

مثال: پھرایک اورقدرتی نظارہ سطح زمین پر دیکھوکہ چیونٹی کھانے والا جانور کیسے زبان نکالے پڑا رہتا ہے، جب بہت سی چیونٹیاں اس کی زبان کی شیرینی کی وجہ سے اس کی زبان پر چڑھ جاتی ہیں تو جھٹ زبان کھینچ کرسب کونگل جاتا ہے۔

دوسری مثال: ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی دوست آجائے تو جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کی خوشی کے لئے قربان کرنا پڑتا ہے، گھی، آٹا، گوشت وغیرہ قیمتی اشیاء اس پیارے کے سامنے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

تیسری مثال: اگر اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغے مرغیاں حتی کہ بھیڑیں اور بکرے قربان کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر گائے اور اونٹ بھی عزیز مہمان کے لئے قربان کر دیئے جاتے ہیں۔

چوتھی مثال: ڈاکٹری میں دیکھا گیا ہے کہ مخصوص قسم کے بیکٹیریا کم ہو جائیں تو انسان بیمار ہو جاتا ہے، پھر مستقل علاج کے ذریعہ اُن بیکٹیریا کو پیدا کیا جاتا ہے جو جسم کے دوسرے بیکٹیریا کو ختم کرے تا کہ انسان صحت مند رہے۔

پانچویں مثال: ہندو جانور کا دودھ نکال لیتے ہیں اور پھر اس سے اور اس کی اولاد سے سخت کام لیتے ہیں یہاں تک کہ اپنے کاموں کے لئے انہیں مار مار کر درست کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

چھٹویں مثال: ادنی سپاہی اپنے افسر کے لئے اور وہ افسر اپنے اعلیٰ افسر کے لئے اور وہ اعلیٰ افسر اپنے بادشاہ کے بدلہ میں قربان ہوتا۔

ساتویں مثال: اس سے اوپر چلو تو ہم دیکھتے ہیں کہ ادنی لوگوں کو اعلیٰ کے لئے قربان کیا جاتا ہے، مثلاً بھنگی ہیں، گو تمام قوموں کی عید ہی کا دن ہو مگر ان بیچاروں کے سپرد وہی کام ہوتا ہے بلکہ ایسے ایام میں ان کو زیادہ تاکید ہوتی ہے کہ لوگوں کی آسائش اور آرام کے خاطر کوئی گندگی کسی راستہ میں نہ رہنے دیں گویا ادنی کی خوشی اعلیٰ کی خوشی پر قربان ہوئی، تو خدا نے بھی اس فطرتی مسئلہ کو برقرار رکھا، اور اس قربانی میں تعلیم دی کہ ادنی اعلیٰ کے لئے قربان کیا جائے۔ (۱)

کیا ادنی کا اعلی پر قربان ہونا خلافِ عقل ہے؟

اب بتلاؤ کہ اس نظارۂ عالم کو دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے یہ قانونِ ذبح جو عام طور پر جاری ہے یہ کسی ظلم کی بنا پر ہے۔ ہر گز نہیں، پھر انسان پر (جو کہ اشرف اور اعلیٰ ہے) حیوان (جو کہ

(۱) المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ، ص: ۱۶۴

ادنیٰ ہے) کے ذبح کرنے کو خلاف عقل ظلم کا الزام کیا مطلب رکھتا ہے؟ انسان کے جوئیں پڑ جاتی ہیں یا کیڑے پڑ جاتے ہیں، کیسے بے باکی سے ان کی ہلاکت کی کوشش کی جاتی ہے، کیا اس کا نام بھی ظلم رکھا جاتا ہے؟ جب اسے ظلم نہیں کہتے تو ذبح پر اعتراض کیوں کر ہوسکتا ہے؟

جانور ادنیٰ ہے، انسان اعلی ہے، تو جانور کو جو ادنی ہے اعلیٰ یعنی انسان کے لئے ذبح کیا جاتا ہے، عین فطرت ہے، پوری کائنات میں یہ اصول کام کر رہا ہے کہ ادنیٰ کو اعلی کے لئے قربان کر دیا جاتا ہے، اگر حیوانات کو بھی انسان کے لئے قربان کر دیا جائے تو یہ فطرت کے مطابق ہے، بلکہ گوشت خوری نہ کرنا اللہ کی محبت کی کمی کی دلیل ہے کہ اللہ تو کہہ رہے ہیں کھاؤ! مگر بندہ نہیں کھاتا ہے اور انکار کر دیتا ہے، یہ اللہ سے محبت کی کمی ہے۔

سالانہ لاکھوں وہیل مچھلیوں کا قتل

ڈنمارک کے جزائر فیرو میں سالانہ لاکھوں وہیل مچھلیاں ماری جاتی ہیں، اور یہ ایک قدیم روایت ہے جو 1,000 سال سے زیادہ عرصے سے چلی آرہی ہے۔ قاتل کشتیوں کے ذریعے نکلتے ہیں اور ساحل پر ایک تنگ جگہ پر وہیل مچھلیوں کو گھیر لیتے ہیں، پھر ذبح اور سر کاٹنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور سمندر کا پانی خون کا رنگ اختیار کر جاتا ہے۔ ملحد اور جانوروں کے ''حقوق'' کے دعویداروں کو یہ نظر نہیں آتا؛ مگر عید الاضحی آتے ہی یہ جانوروں پر نوحہ خوانی شروع کر دیتے ہیں، ان کو اصل تکلیف اسلام سے ہے۔

اس موضوع پر سیر و اطمینان بخش بحث کے لئے حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ اور اسی طرح سے مولانا عبد الکریم باریکؒ نے مدلل عقلی دلائل کی روشنی میں کتابیں ہیں، جس کو دیکھنا چاہیے۔

خادم کا مخدوم کے لئے قربان ہو جانا خلاف عقل نہیں ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مخدوم اور دیگر تمام مخلوقات کو انسان کا خادم بنایا ہے، ان خادموں

میں جاندار بھی ہیں اور بے جان بھی ہیں، بے جان چیزوں سے تو آدمی نفع اٹھاتا ہی ہے اور جانداروں سے بھی انتفاع اس کے لئے جائز کیا گیا ہے، مگر ان سے انتفاع کی شکلیں مختلف ہیں، کسی کو سواری کے کام میں لیا جاتا ہے، کسی پر بوجھ لادا جاتا ہے، بعض جانوروں کے بالوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے، انہی فوائد میں سے ایک اہم فائدہ گوشت کھانے کا بھی ہے؛ کیوں کہ طبعی طور پر انسان گوشت خور واقع ہوا ہے، تاہم شریعت نے ایسے جانوروں کے گوشت کو حرام کر دیا ہے جن میں ظاہری یا باطنی خبث پایا جاتا ہو، چنانچہ خنزیر اور سباع بہائم وغیرہ خبث کی وجہ سے حرام کئے گئے، جب کہ غیر اللہ پر بھینٹ چڑھائے جانے والے جانوروں کو باطنی خبث کی بناء پر حرام کیا گیا ہے، اب دنیا میں پرانی قوموں سے دستور رہا ہے کہ جانوروں کے خون بہانے کو تقرب کا ذریعہ سمجھا گیا اور حضرت ابراہیم واسمعیل علیہما السلام کے واقعہ میں اللہ کی رضا جوئی کی خاطر جنتی مینڈھے کی قربانی کرا کر عملاً اس دستور کو صحیح رخ دے دیا گیا اور اسلام میں بھی یہ طریقہ نہ صرف یہ کہ مشروع؛ بلکہ مطلوب ومحمود قرار پایا اور وسعت والوں پر خاص دنوں میں متعینہ جانوروں میں سے قربانی پیش کر کے تقربِ خداوندی کے حصول کو واجب قرار دیا گیا۔(۱)

خلاف عقل کسے کہتے ہیں؟ تعریف!

حقیقت یہ ہے کہ خلاف عقل وہ ہوتا ہے جس میں کوئی محال لازم آئے وہ خلاف عقل ہے، جیسے خدا کا دو ہونا، اجتماع ضدین کا واقع ہونا، دور تسلسل کا صادق آنا، تو ذبح کرنے میں یا مارنے کوٹنے میں کون سی بات عقل کے خلاف محال ہونے کی لازم آئی جو بات خلاف عقل ہوتی ہے وہ تو واقع ہی نہیں ہوئی۔ معترضین ایسے بے عقل ہیں کہ غیر ممتنع الوقوع (یعنی جن کا واقع ہونا محال ہے) اس کو عقل کے خلاف کہتے ہیں، ذبح تو واقع ہوتا ہے (یعنی ذبح کرنے سے ذبح ہو جاتا ہے تو) وہ عقل کے خلاف کیسے ہوا؟

(۱) کتاب المسائل ۲/ ۲۹۳

بلکہ ان کا یہ کہنا خود ان کی اصطلاح کے مطابق خلاف عقل ہے۔

ترحّمِ طبعی کا نام خلافِ عقل رکھدیا

بات یہ ہے کہ یہ لوگ علوم عقلیہ پڑھتے نہیں جو چیز ترحم طبعی کے خلاف ہے، (یعنی طبعا رحم کے خلاف ہے) اسے عقل کے خلاف کہتے ہیں (جانور ذبح کرنے) کو ترحم طبعی کے خلاف کہو تو البتہ ہم مانتے ہیں کہ واقعی ذبح طبعی رحم کے خلاف ہے۔

لیکن اے صاحبو! یہی تو بڑی عبدیت ہے کہ (قربانی کرنا) گو طبعی رحم کے خلاف ہے، لیکن طبیعت اور نفس کے خلاف اپنے مالک کے حکم کی بجا آوری دل پر پتھر رکھ کر ہی کیوں نہ؛ مگر ادا کرتے ہیں۔

جلّاد کی مثال سے سبق

چنانچہ جلاّد کی مثال سے سمجھیں کہ اگر جلاد کا بیٹا کسی جرم میں پکڑا گیا، ذرا غور کریں اور بتلائیں کہ اگر بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا کہ ایک درجن بید لگاؤ اس وقت باپ سے پوچھئے کہ دل کی کیا حالت ہوگی؛ مگر اس کے ساتھ ہی یہ سوال ہے کہ سرکار کی خیر خواہی، آیا جاںثاری یہ ہے کہ جلاد یہ کہہ دے کہ مجھ سے نہیں ہوسکتا، یہ آپ کی نوکری رکھی ہے یا یہ ہے کہ بادل نخواستہ سر مر بید لگا رہا ہے، دل اندر سے لوٹ پوٹ ہو رہا ہے؛ لیکن حکم کی تعمیل کئے جارہا ہے، ایمان سے بتاؤ یہ ہے جاںثاری اور خیر خواہی یا وہ؟

اگر حاکم کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اس کا بیٹا تھا اور اس سے محبت ہونے کے باوجود پھر بھی اس نے میرا حکم بلا چوں و چرا مانا تو اس کی نظر میں اس شخص کی کتنی قدر ہوگی؟ اسی طرح جانور پر انسان کو طبعی رحم ہے؛ مگر جب حکمِ الٰہی کو ترجیح دیا اپنے طبعی رحم پر تو اللہ کو بھی کتنی خوشی ہوگی۔

کیا دیش کے لئے جان دینے والے فوجی کا عمل خلافِ عقل ہے؟

ہر ملک کی باڈر پر ملک کی حفاظت کے لئے کتنے فوجی مشقت برداشت کرنے

سے ساتھ وقت آنے پر ملک کی خاطر جان دے دیتے ہیں ،اور ملک کی خاطر شہید ہونے والے کی کیسی عزت کی جاتی ہے،اس کے جنازہ پر کیسا پرٹوکول رہتا ہے،انکی تعریف کی جاتی ہے کہ ملک کے بڑے خیر خواہ تھے، اس جاں نثاری کی ضرورت ہی کیوں ہے؟ کہا جائے گا ملک کی حفاظت ہے! بالکل اسی طرح مذہب کی حفاظت کے لئے بھی جان دینا خلاف عقل نہیں ہے، اگر خلافِ عقل ہے تو دونوں بھی خلاف عقل ہوں گے۔

کیا جانور کو مارنا خلاف عقل نہیں؟

ہم کہتے ہیں کہ اگر ذبح کرنا عقل کے خلاف ہے تو جانوروں کو مارنا پیٹنا بھی عقل کے خلاف ہے بلکہ یہ تو ساری عمر مارتا ہے، ذبح میں تو ایک ساتھ کام تمام کر دیا جاتا ہے، بہ یک لمحہ جان نکل جاتی ہے اس میں ذراسی دیر تکلیف ہے جو ہوئی اور گزر گئی، اور سچ تو یہ ہے کہ نہ یہ (ذبح کرنا) عقل کے خلاف ہے اور نہ وہ (یعنی مارنا) ہم تو تحقیق کے تابع ہیں، ہم ان کی طرف سے بھی کہتے ہیں کہ جانورں کو مارنا عقل کے خلاف نہیں اور اپنی طرف سے بھی کہتے ہیں کہ ذبح عقل کے خلاف نہیں۔

جانوروں کے ذبح کرنے کی عقلی دلیل،قلبِ موضوع لازم آتا ہے

عقل اور سمجھ سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جانوروں کا ذبح کرنا عقل کے موافق ہے؛ چنانچہ جن لوگوں نے ذبح کو عقلاً مستحسن (یعنی پسندیدہ) ثابت کرنا چاہا ہے انہوں نے اس طرح استدلال کیا ہے کہ اگر جانور ذبح نہ کئے جائیں، تو چند روز بعد جانور بوڑھے ہو جائیں گے اور پھر بالکل معذور ہو کر مر جائیں گے،اس سے انسان کو بھی تکلیف ہوگی کہ وہ تھا تو مخدوم مگر اب جانور کے بڑھاپے اور معذوری میں اس کی خدمت کرنی پڑے گی، اور یہ بالکل قلبِ موضوع ہے،اس لئے مناسب یہی ہے کہ وہ وقت آنے سے پہلے ہی اس کو کام میں لے

آئیں تاکہ انسان خادمیت سے اور جانور بڑھاپے اور معذوری کی تکلیف سے محفوظ رہے۔(۱)

خلافِ عقل اعتراض وجواب کا حاصل

خلاصہ یہ ہے کہ عقل اور سمجھ سے کام لیا جائے تو جانوروں کا ذبح کرنا بالکل عقل کے موافق ہے، (کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے اور) مسلمانوں کو اس محبوب حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) سے ایسی محبت ہے کہ اس کے سامنے سب محبتیں گرد وغبار ہیں، جانور سے مسلمانوں کو بھی محبت ہے اور اندر سے ان کا دل دکھتا ہے لیکن عقل اور دین کا تقاضا ایسا ہوتا ہے کہ اس پر وہ غالب آجاتا ہے۔(۲)

عقل اور تجربہ کا فرق، اہل باطل کبھی عقلمند نہیں ہو سکتے

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ قربانی کو خلاف عقل کہنے والے کوئی بے وقوف نہیں بلکہ وہ لوگ خود بھی تعلیم یافتہ اور عقلمند لوگ ہیں، جب اِن عقلمندوں کی نظر میں قربانی خلاف عقل ہے تو آپ اسے موافق عقل کیسے مانتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ اہل باطل معترضین کا اعتراض کرنا خود (قربانی کی) حقانیت کی دلیل ہیں، کیونکہ بے وقوف جس بات پر اعتراض کریں وہ عین حق ہوتا ہے، اگر کوئی کہے کہ یہ معترضین بے وقوف تو نہیں بلکہ (پڑھے لکھے) فلاسفر اور مہذب قوم، اور لیڈر سمجھے جاتے ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے زیادہ بے وقوفی نہیں کہ اپنے مالک کو بندہ بھول جائے، جس کو اتنی فکر نہ ہو کہ میرا مالک کس بات سے خوش ہوگا اور کونسی کی بات سے ناخوش، وہ خواہ علم میں ارسطاطالیس ہو لیکن وہ بے وقوف ہی ہے،

(۱)روح الحج والنج، ص:۳۹۵ سنت ابراھیم

(۲)الضحایا ص:۱۵۶تا۱۵۷

کیونکہ اپنے مالک کے خلاف جانا کوئی عقلمندی نہیں جیسے ملکی قانون کے خلاف جانا خود ان کی نظر میں عقلمندی نہیں۔

یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اگر کسی شخص کو کسی فن میں تجربہ ہو جائے تو اس تجربہ کی وجہ سے اس کو عقلمند نہیں کہا جائے گا، مثلاً بلڈنگ اور عمارات بنانا آگیا، یا علاج و معالجہ کا ہنر آگیا، زخموں کا (آپریشن کرنے) میں کمال پیدا کرلیا اس سے عقلمند نہیں ہوسکتا، عقل اور چیز ہے تجربہ اور چیز ہے، صنعتوں میں کمال پیدا کر لینے والے کو تجربہ کار کہلائے گا مگر عقلمند ہونا ضروری نہیں، خدا تعالیٰ سے جو شخص جس قدر دور ہے اسی قدر اس کی عقل بھی منسوخ ہے، آج کل بڑا عاقل وہ سمجھا جاتا ہے جو بڑا لسّان (بہت بولنے والا) ہو اور ہر دعوی پر اپنے گمان کے مطابق عقلی دلیل رکھتا ہو گو وہ دلیل بالکل لچر (کمزور) اور غیر مقبول ہو۔(۱)

علاوہ ازیں جو قربانی موافق عقل ہونے کی دلائل دینے والے بھی تو عقلمند ہیں، ان کے دلائل پر خالی الذہن ہو کر تعصب کا چشمہ نکال کر کیوں غور نہیں کیا جاتا؟

بے عقلوں کی عقلی دلیل کا حال!!

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس پر مجھ کو دو حکایتیں یاد آئیں:

۱۔ایک شخص تھا وہ پاگل پن میں پاخانہ کھایا کرتا تھا اگر اس سے کوئی کچھ کہتا تو جواب دیتا تھا کہ اسمیں کیا برائی ہے یہ میرے ہی اندر سے تو نکلا ہے اگر پھر میرے ہی اندر چلا جائے تو کیا حرج ہے، تو دیکھو عقلی دلیل یہ بھی تو ہے مگر مردود ہے۔

۲۔ایک اور شخص تھا وہ پاگل پن میں اپنی ماں سے برا کام کرتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا کہ میں جبکہ سب کا سب (یعنی میرا پورا جسم اس میں تھا تو اگر میرا جزء (میرے بدن کا ایک حصہ) اس کے اندر چلا جائے تو کیا حرج ہے، پس ایسے ہی دلائل آج کل عقل

(۱) الضحایا ملحقہ سنت ابراہیم ص: ۱۴۶

پرستوں اور تہذیب یافتہ قوم کے ہیں''۔

۳۔تیسرا قصّہ حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے لکھا ہے کہ'' ایک سائنسدان کہتا تھا کہ شادی کے بعد جو کام اجنبی لڑکی سے ہوسکتا ہے وہ اپنی بہن سے بدرجۂ اولای ہوسکتا ہے، پھر اجنبی لڑکی کو اپنے گھر کی فرد بنانے کے بجائے اپنی بہن سے ہی نکاح کیوں نہیں کر لیتے''؟

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں بقسم کہتا ہوں کہ اہل باطل کے پاس کسی مدعا پر کوئی صحیح دلیل نہیں، اہل باطل کبھی عاقل ہو ہی نہیں سکتے، میں اکثر یہی کہا کرتا ہوں کہ وہ جس بات کو ناپسند کریں گے وہ پسندیدہ ہوگی اور جس کو پسند کریں گے وہ ناپسند ہوگی''۔

اگر قربانی کی حکمتیں اور مصلحتیں سمجھ میں نہ آئیں!

اگر قربانی کی حکمتیں کسی طرح سمجھ میں نہ آئیں تو اس طرح سمجھ لو کہ بعض دواؤں میں خصوصی تاثیر ہوتی ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ نصوص سے ثابت ہوگیا ہے کہ اعمال صالحہ میں بھی تاثیر ہوتی ہے، ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے سے معلوم ہوا ہے کہ قربانی ہمارے لئے نافع ہے، اس میں یہ تاثیر اور خصوصیت پائی جاتی ہے، اس کی وجہ اور علت ہم کو نہیں معلوم۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طبیب اگر کہہ دے کہ فلاں دوا میں یہ خاصہ ہے تو اس کے کہنے پر تو ایسا یقین رکھتا ہے کہ اس میں شبہ ہی نہیں ہوتا، اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کسی فعل کا خاصہ بیان فرمادیں تو اس میں تجھ کو شبہ ہوتا ہے۔ (۱)

اگر بیٹا ذبح کرنے کا حکم ہوتا تو؟

(۱) ترغیب الاضحیة ملحقه سنت ابراهیم ص: ۱۲۹

حضرت ابراہیم علیہ السلام کوحکم دیا گیا تھا کہ اپنا بیٹا ذبح کرو؛ حالانکہ! دوسری طرف خود قرآن کا اعلان ہے کہ قتل کی سزا ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنا ہے، نیز! بچوں کو تو جہاد کی حالت میں بھی قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے، الغرض عقل کبھی بچے اور بالخصوص اپنے معصوم بچے کے قتل کو تسلیم نہیں کرسکتی؛ لیکن قربان جائیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر کہ انہوں نے اللہ سے یہ نہیں پوچھا کہ اے اللہ! جو بچہ مجھے برسہا برس دعائیں مانگنے کے بعد ملا، آخر اس کا قصور کیا ہے؟! اور اگر قصور ہے بھی تو اس کو مارنے سے کیا حاصل ہوگا؟! نہیں، اس لیے کہ جہاں اور جس کام میں اللہ کا حکم آجاتا ہے وہاں چوں و چرا کی گنجائش نہیں رہتی، چاہے نفع نظر آئے یا نقصان۔ قربانی کے جانور پر آنے والے اخراجات کا جائزہ لیجیے، آج کے اس مہنگائی والے دور میں بڑے جانور میں حصہ لینے کے لیے آٹھ یا نو ہزار روپے کافی ہیں اور اگر چھوٹا جانور لینا چاہیں تو بارہ سے پندرہ ہزار روپے میں کام چل جاتا ہے۔ اس جائزے کے بعد سوچے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں حکم ہو کہ تمہیں اختیار ہے کہ تم اپنا بیٹا قربانی کے لیے ذبح کرو، یا اس کے بجائے (بارہ سے پندرہ ہزار روپے کا) جانور ذبح کرو۔

تو بتلائیے کہ کون کس کو ترجیح دے گا، یقیناً بیٹے کے ذبح کے مقابلہ میں ہر عقل مند جانور ذبح کرنے کو ترجیح دے گا۔ اب ایک نظر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف بھی ڈالیے کہ جب ان کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم ملا (اور حکم بھی صراحتاً نہیں ملا؛ بلکہ خواب میں اشارۃً بتلایا گیا) تو انہوں نے ایک لمحے کے لیے بھی رُک کر یہ نہ پوچھا کہ یا اللہ! اس میں میرے لیے کیا نفع ہے؟ اور ایک ہم ہیں کہ معمولی سا جانور ذبح کرنے کا حکم دیا گیا اور ہم پوچھتے پھرتے ہیں کہ اس میں میرا کیا نفع ہے؟ اس کے بجائے یہ ہوجائے، وہ جائے، وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عمل میں اشارہ کیا ہے کہ ﴿فَلَمَّآ أَسۡلَمَا﴾ جب انہوں نے سرِتسلیم خم کردیا الخ۔ قربانی محض رسم یا دل لگی نہیں ہے؛ بلکہ اس کے ذریعے ایک ذہنیت دینا مقصود ہے، جسے فلسفۂ قربانی کا نام دیا جاتا ہے، وہ یہی ہے کہ جب اللہ رب العزت کی طرف سے کوئی حکم آجائے تو ہم اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے کی

بجائے اللہ کے حکم کی پیروی کریں، اس کے حکم کے سامنے اپنا سرِ تسلیم خم کریں۔(۱)

خدا کو احکم الحاکمین ماننے کے بعد حکم نہ ماننا بغاوت ہے

اسلام کے اصول (توحید ورسالت وغیرہ) عقلی ہیں، باقی فروع کا عقلی ہونا ضروری نہیں، اس کی مثال ایسی ہے کہ وقت کے بادشاہ کا بادشاہ ہونا عقلی طور پر ثابت کیا جائے گا، باغی شخص کو مباحثہ سے سمجھایا جائیگا، پھر جب اس کو صاحب سلطنت مان لیا پھر ہر حکم میں حکمتیں تلاش کرنا بغاوت کا شعبہ ہے، اگر کسی کو چوری میں سزا دی گئی اور اس نے کہنا شروع کیا کہ فوج داری کی دفعہ سرقہ (چوری کی سزا) میری سمجھ میں نہیں آئی، آیا دس روپے کی چوری بھی کوئی جرم ہے؟ تو کیا جج اس کو علت سمجھ کر سزا دے گا؟ یا یوں کہہ دے گا کہ بادشاہ وقت کا یہی قانون ہے اگر ضد کرے گا تو ڈانٹ دے گا کہ بکواس مت کرو اور۔۔۔توہین عدالت کی بھی سزا بڑھا دے گا اور کہہ دے گا کہ ہم جج کی بات سمجھا چکے کہ بادشاہ وقت کا یہی قانون ہے۔

اسی طرح توحید ورسالت عقلی طور پر سمجھ لو پھر قَالَ اللہ وَقَالَ الرَّسُول کافی ہے، نصرانی، آریہ، یہودی، ہندو جو کوئی پوچھے یہی جواب ہے کہ خدا کا حکم ہے، قرآن میں ہے، قرآن کا اللہ تعالی کا کلام ہونا دلیل عقلی سے ثابت کردیں گے بس۔

حکمتیں بتانے کا راستہ تنگ ہے

سنار کی کھٹ کھٹ اور لوہار کی ایک میں ساری شریعت کی حفاظت کا سامان بتلا رہا ہوں ورنہ اگر حکمتیں بتلانے پر آئے تو آخر کہیں تو عاجز ہو جاؤ گے، مثلاً پوچھا گیا کہ نماز کیوں فرض ہوئی؟ کہا کہ عبدیت کا اظہار ہے، پانچ وقت کیوں مقرر ہوئے؟ تاکہ پابندی میں سہولت ہو یہاں تک چلتا رہا۔رکعتیں کیوں مختلف تعداد میں مقرر کی گئیں، ظہر میں چار

---

(۱) ماهنامه دار العلوم، شماره 10، جلد 98 :، ذی الحجه 1435 هجری مطابق اکتوبر 2014ء

فجر میں دو مغرب اور وتر میں تین کیوں مقرر ہوئیں؟ پس یہاں آ کر تھک گئے جو یہاں آ کر کہو گے وہ پہلے ہی کیوں نہ کہہ دو جس راہ پر دو کوس چل کر بالآخر آنا ہے اسے ابھی سے کیوں نہ اختیار کرو، خواہ مخواہ اتنا تعب کیوں اپنے سر لیا۔(۱)

جنگ کے میدان سے بھاگنا جرم کیوں ہے؟

ایک صاحب نے پوچھا کہ طاعون سے بھاگنا کیوں ناجائز ہے؟ حالانکہ وہاں رہنا عقل کے خلاف ہے، میں نے کہا کہ لڑائی سے بھاگنا کیوں جرم ہے؟ حالانکہ وہاں طاعون سے بھی زیادہ ہلاکت کا خوف ہے یہاں (جنگ) تو خلاف عقل اور وہاں (طاعون) عقل کے خلاف نہیں، وہ سمجھ گئے، میں نے کہا کہ ”بادشاہ چند روپے تنخواہ دے کر جان کا مالک ہو جائے اور حق تعالیٰ جان کو پیدا کر کے بھی جان کا مالک نہ ہو اور اس میں تصرف اور اپنے قانون کو نافذ نہ کر سکے“؟ جب رب مان لیا تو احکام سے بھاگنا کیوں؟ وہ صاحب یہ جواب سن کر کھل گئے۔

شاندار مولویوں کے جواب نہیں ہیں خاکسار غریبوں کے جواب ہیں، سچی بات سیدھی سادی قناعت (اور اطمینان) دلانے والی ہوتی ہے۔

مذہب اسلام کے آسمان سے نازل ہونے کی ایک عقلی دلیل

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ: میرے بھائی سے ایک آریہ نے کہا کہ ہمارے مذہب میں یہ خوبی ہے کہ اس کی ہر تعلیم عقل کے موافق ہے اور تمہارے یہاں یہ بات نہیں اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا مذہب صحیح ہے، بھائی نے کہا یہی دلیل ہے اس بات کی کہ ہمارا مذہب سماوی ہے (یعنی آسمان سے اترا ہے) اور تمہارا ارضی۔ دیکھو بہت سی باتیں اپنے خانگی انتظام کے متعلق ایسی ہوتی ہیں کہ ہم تم تو سمجھتے ہیں مگر

(۱) روح الارواح ص: ۴۷۵

ہمارے نوکر نہیں سمجھتے، اس واسطے کہ ہماری عقل انکی عقل سے بالاتر ہے، اسی طرح خدائی احکام کی یہی علامت ہے کہ کہیں ہماری سمجھ میں آئے اور کہیں نہ سمجھ میں آئے، اور جب تمہاری سب مذہبی تعلیمات عقل کے موافق ہیں تو معلوم ہوا کہ تم جیسوں نے اس کو اپنی عقل و ذہانت سے گڑھ لیا ہے، آسمانی نہیں ہے، واقعی خوب (عقلی) لطیفہ ہے۔(۱)

ہاں! ذبح کی حلت خلافِ قیاس ہو سکتی ہے

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "عقلِ انسانی تو یہی کہتی ہے کہ کسی جاندار کو ذبح نہیں کرنا چاہئے، چنانچہ اس مسئلہ میں بھی انسانی عقول کا ہی اختلاف ہوا ہے، مگر وحی الہی کے سامنے عقل انسانی طفل مکتب کی طرح ہے، اس لئے حکم الہی کے آگے عقلِ انسانی کو ترک کر دیا گیا اسی کو حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے "حجۃ اللہ البالغۃ" اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی حجۃ الاسلام نے اسلامی ذبیحہ کی حکمت اور اس کے آداب وشرائط پر بصیرت افروز تحقیقات فرمائی ہیں یہاں ان کو پورا نقل کرنے کا موقع نہیں، ان میں سے ایک بات بنیادی اہمیت رکھتی ہے کہ:

"جانوروں کا معاملہ عام نباتاتی مخلوق جیسا نہیں۔ کیوں کہ ان میں انسان کی ہی طرح روح ہے، انسان کی طرح دیکھنے، سننے، سونگھنے اور چلنے پھرنے کے آلات واعضا ہیں، انسان کی طرح ان میں احساس وارادہ اور ایک حد تک ادراک بھی موجود ہے، اس کا سرسری تقاضا یہ تھا کہ جانور کا کھانا مطلقا حلال نہ ہوتا لیکن حکمت الہی کا تقاضا تھا کہ اس نے انسان کو مخدوم کائنات بنایا، جانوروں سے خدمت لینا، ان کا دودھ پینا اور بوقت ضرورت ذبح کر کے ان کا گوشت کھالینا بھی انسان کے لئے حلال کر دیا۔

مگر خلافِ قیاس کو خلافِ عقل سمجھ لینا کیا یہ کم عقلی نہیں ہے، درحقیقت قربانی کا حکم

(۱) روح الارواح ص: ۳۹۶ ملحقہ سنت ابراہیم

موافق ہونا سمجھ نہ آئے تو اسے مافوق العقل کہا جاسکتا ہے۔"(۱)

خلافِ قیاس اور خلاف عقل کا فرق

"خلاف قیاس" اور "خلاف عقل" دونوں اصطلاحات بظاہر ایک جیسی محسوس ہوتی ہیں، لیکن ان کے مفہوم اور استعمال میں ایک اہم فرق ہے، ان دونوں کو الگ الگ سمجھتے ہیں:

خلاف قیاس:

ا۔"قیاس" کا مطلب ہے اندازہ، تخمینہ یا عقلی اندازپر مبنی نتیجہ۔

۲۔"خلاف قیاس" اس بات کو کہتے ہیں جو ہمارے اندازے یا توقع کے برخلاف ہو، لیکن ضروری نہیں کہ وہ غیر عقلی یا ناممکن ہو، یعنی یہ ایسی بات یا واقعہ ہوسکتا ہے جو غیر متوقع ہو، لیکن ممکن ہو۔

مثال: اگر کوئی نابینا شخص شطرنج جیت جائے، تو یہ خلاف قیاس ہوگا، یعنی ہم نے یہ توقع نہیں کی تھی، مگر ایسا ممکن ہے، اسی طرح غریب شخص نے لاٹری جیت لی، یہ خلاف قیاس وخلاف توقع یا اندازہ۔

خلاف عقل:

ا۔"عقل" کا تعلق سوجھ بوجھ، منطق اور فطری اصولوں سے ہے۔

۲۔"خلاف عقل" ایسی بات کو کہتے ہیں جو عقل وفہم کے بالکل خلاف ہو، یعنی جو ناممکن یا ناقابل یقین ہو، جسے کوئی معقول انسان قبول نہ کرے، یہ اصطلاح زیادہ شدت رکھتی ہے۔

مثال: اگر کوئی کہے کہ سورج میں گرمی کے بجائے ٹھنڈک ہے، تو یہ خلاف عقل ہے؛ کیونکہ یہ طبعی اور سائنسی اصولوں کے خلاف ہے، یا انسان بغیر آکسیجن کے چاند پر

(۱) رسالہ الحمیہ

زندہ رہا، یہ عقل و منطق کے خلاف ۔

خلافِ قیاس وہ بات ہے، جو ہمارے گمان و اندازے کے خلاف ہو، لیکن ممکن ہو، جیسے خزاں میں پھول کھل جائیں یا اندھیرے میں کسی نے راستہ پالیا، یہ تعجب خیز ضرور ہے، مگر ناقابلِ یقین نہیں ۔

جبکہ خلافِ عقل وہ دعویٰ ہے جو عقل، منطق، تجربے اور فطرت کے اصولوں کو روند ڈالے جیسے کوئی کہے کہ آگ میں جلنے والا بچ گیا بغیر کسی ذریعے کے، یا کوئی بغیر کھائے پیے برسوں زندہ رہا، تو یہ باتیں عقل کو گوارا نہیں ۔

خلافِ قیاس وخلاف عقل اشعار میں

خلافِ قیاس ہے وہ حالِ دل کا پیچ وخم
جو نہ سوچا تھا، وہی نقشِ جاں بن گیا۔

خلافِ عقل ہے وہ دعویٰ زمانے کا، مگر
جو نہ ممکن ہو، وہی خوابِ خزاں بن گیا۔

قیاس کہتا تھا خزاں میں گل نہ کھلیں گے
مگر عقل ہار گئی جب بہار آ گئی ۔

عقل کہتی ہے زمیں پر اڑ نہیں سکتے
قیاس کہتا ہے شاید ہو، اگر پر آ گئے ۔

قربانی بظاہر خلافِ قیاس کیسے لگتی ہے؟

۱۔ کیونکہ عام انسان جب کسی جانور کو ذبح کرتا ہے تو اس کا مقصد گوشت یا کاروبار ہوتا ہے۔

۲ ۔مگر قربانی کا اصل مقصد محض اللہ کی رضا ہے، نہ کہ گوشت یا فائدہ ۔

۳۔اس لیے یہ عمل عام انسانی "قیاس" سے مختلف ہے یعنی عام دنیاوی اندازِ فکر سے ہٹ کر ہے؛ لہٰذا : یہ ''خلاف قیاس'' ہے، مگر ممکن، قابل فہم، اور اپنے دائرے میں معنی خیز ہے؛ لیکن قربانی خلافِ عقل نہیں ہے۔

۱۔عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ انسان اپنی وفاداری، عقیدت، یا کسی بلند مقصد کے لیے کچھ قربان کرسکتا ہے۔

۲۔دنیا میں لوگ قوم، نظریے یا عزت کے لیے بھی جان دے دیتے ہیں تو اللہ کی رضا کے لیے جانور دینا خلافِ عقل نہیں۔

البتہ اگر کوئی یہ کہے کہ ''اللہ کو گوشت یا خون کی ضرورت ہے'' تو یہ عقلاً غلط ہوگا، جیسا کہ قرآن خود کہتا ہے: "نہ ان کا گوشت اللہ کو پہنچتا ہے، نہ ان کا خون، بلکہ تمہاری پرہیز گاری (تقویٰ) پہنچتی ہے۔" (سورہ حج: ۳۷)

۳۔اسلام میں قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، جو اللہ کی رضا کے لیے اپنی عزیز ترین چیز (بیٹے) کو قربان کرنے پر تیار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جذبے کو سراہا اور جانور کی قربانی کو اس کی یادگار بنا دیا۔

۴۔یہ عمل عقیدے کی بنیاد پر ہے، نہ کہ عقلی تجربے یا سائنسی منطق پر عبادت کی نوعیت رکھتا ہے، جس کا مقصد روحانی اطاعت اور تقربِ الٰہی ہے۔

۵۔قربانی خلافِ قیاس ہے کیونکہ دنیاوی اندازِ فکر سے ہٹ کر ہے، خلافِ عقل نہیں کیونکہ اس کا مقصد روحانی ہے، اور عقل اس نوعیت کی وفاداری کو تسلیم کرتی ہے۔

۶۔خلافِ قیاس ہے؛ کیونکہ عام انسانی منطق اسے صرف جانور کاٹنا سمجھے گی، خلافِ عقل نہیں؛ کیونکہ عقل جانتی ہے کہ انسان اپنی محبوب شے کو ایک اعلیٰ مقصد کے لیے چھوڑ سکتا ہے۔

۷۔روحانیت کا پُل ہے، جو عقل کو عشق تک لے جاتا ہے، اور قیاس کو ایمان میں ڈھالتا ہے۔

قربانی خلافِ عقل نہ ہونے کا فلسفہ

علمی و فکری انداز: قربانی دراصل ایک علامتی عمل (symbolic act) ہے جو انسان کے اندرونی جذبوں، ترجیحات، اور روحانی وابستگی کو ظاہر کرتا ہے، یہ محض جانور کو ذبح کرنا نہیں، بلکہ اپنی خواہشات، دنیاوی لالچ، اور انانیت کو ذبح کرنا ہے۔

فلسفۂ عبادت کے لحاظ سے: قربانی کا تعلق عبادت سے ہے، اور عبادت عقل کے تابع نہیں ہوتی، بلکہ وہ ایمان اور وحی کے تابع ہوتی ہے۔ عبادت کے افعال بسا اوقات خلاف قیاس ہوتے ہیں، مگر وہ خلاف عقل نہیں ہوتے کیونکہ ان کے پیچھے روحانی مقاصد اور الہامی حکمت ہوتی ہے۔

قیاس کی حدود: قیاس دنیاوی تجربات، مشاہدات اور مفادات پر مبنی ہوتا ہے۔ قربانی ان سب سے بلند تر ہے۔

اگر ہم یہ قیاس کریں کہ "جانور ذبح کرنا ظلم ہے"، تو یہ اس وقت درست ہوگا جب نیت صرف گوشت خوری ہو۔ مگر جب نیت روحانی قربت، اللہ کی رضا، اور ایک سنت کی یاد ہو، تو یہ قیاس کمزور پڑ جاتا ہے۔

فلسفیانہ زاویہ: فلسفہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ معنی ظواہر سے بلند ہوتے ہیں۔ قربانی کی اصل حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے اندر کے اس "ابراہیم" کو جگائے، جو اپنے "اسماعیل" کو اللہ کے حضور پیش کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو۔

یہاں "اسماعیل" صرف بیٹا نہیں بلکہ:

تمہاری انا ہے۔

تمہارا غرور ہے۔

تمہارا مال، تمہاری عادتیں، تمہارے نفس کی محبوب چیزیں، سو قربانی عقل سے بالاتر ہے، مگر عقل کے منافی نہیں۔

خلافِ قیاس وخلافِ عقل کی مزید توضیح

بظاہر دیکھا جائے تو قربانی میں ایک جانور ذبح کیا جاتا ہے، خون بہایا جاتا ہے، گوشت تقسیم ہوتا ہے۔

ایک دنیادار انسان یہ سوچ سکتا ہے: یہ کیا ہے؟ جانور کو ذبح کر دینا؟ کیا خدا کو گوشت چاہیے؟ کیا یہ ظلم نہیں؟ یہ سوچ ''قیاس'' پر مبنی ہے، قیاس یعنی انسانی اندازہ، دنیاوی تجربہ، مادی پیمانہ ہے لہذا یہ عمل "خلافِ قیاس" ہے، نہ کہ "خلافِ عقل"؛ کیونکہ کسی بڑے مقصد کے لیے، کوئی بڑی قربانی دینا یہ انسان کی فطرت ہے، قوم کے لیے سپاہی جان دیتا ہے، ماں بچے کے لیے خود کو بھول جاتی ہے تو اللہ کی رضا کے لیے جانور دینا کیسے خلافِ عقل ہو سکتا ہے؟

قربانی گوشت کھانے کا نام نہیں ہے بلکہ قربانی دل میں اس شعور کو جگانے کا نام ہے کہ:

ہم نے کس ذات کو سب سے زیادہ عزیز سمجھ رکھا ہے؟

کیا ہم اللہ کے لیے اپنی محبوب ترین چیز کو قربان کر سکتے ہیں؟

کیا ہمارا مال، وقت، انا، شہرت سب اللہ کے سامنے جھکنے کو تیار ہیں؟

حضرت ابراہیمؑ نے بیٹے کی قربانی دے کر ہمیں یہی سکھایا کہ محبت اگر خالص ہو، تو سب کچھ قربان کیا جا سکتا ہے۔

قربانی ایک علامت ہے، ایک زبان ہے، ایک یادگار ہے جو ہمیں ہر سال یہ یاد دلاتی ہے کہ اصل قربانی جانور کی نہیں، بلکہ نفس کی، خودی کی، غرور کی ہے۔

قربانی ہمیں سکھاتی ہے کہ جب ہم اللہ کی رضا کے لیے اپنی "خواہش" کا گلا گھونٹتے ہیں، تب ہم واقعی "قربانی" ادا کرتے ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم سب سے مقدم ہے!

اس معاملے میں اصولی نکتہ یاد رکھیں! کہ قربانی اور اس جیسی دیگر عبادات سے متعلق یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ایک مؤمن کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم سب سے زیادہ اہم چیز ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم ہر چیز سے مقدم ہے، ان کے حکم کے مقابلے میں کسی دلیل، کسی تاویل اور کسی عقلی توجیہ کی کوئی حیثیت نہیں، ان کا حکم بلا چون و چرا ماننا چاہیے، یہی اللہ اور اس کے رسول ہم سے سچی محبت کی علامت ہے اور یہی ان کی عظمت اور بندے کی بندگی کا تقاضا ہے کہ ان کے حکم کے مقابلے میں کسی قسم کے عقلی گھوڑے نہ دوڑائے جائیں، بلکہ ان کے آگے سر تسلیم خم کیا جائے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا لیا، تبھی تو وہ کامیاب ہو گئے، ذرا غور تو کیجیے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے پیارے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم ہوتا ہے تو کیا وہ اللہ سے پوچھتے ہیں کہ اس معصوم بیٹے کو ذبح کرنے میں حکمت اور مصلحت کیا ہے؟ ان کے دل میں یہ بات کیوں نہ آئی کہ بھلا بیٹا بھی کوئی ذبح کرتا ہے؟ آخر اس نے جرم ہی کیا کیا ہے؟ یہ سارے سوالات ایک طرف کر کے ابراہیمؑ نے اپنے رب اور مالک کا حکم پورا کرنے کے لیے کمر کس لی، کیوں کہ بیٹا بھی اللہ ہی نے دیا ہے اور حکم بھی اسی کا ہے اور چوں کہ وہ حکیم رب ہے اس لیے اسے حق ہے کہ وہ ایسا حکم دے، بندے کا کام یہی ہے کہ وہ اس کو خوشی خوشی بجالائے۔ بقول شاعر

جان دی، دی ہوئی اس کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اس سے ہر مسلمان کو یہ عظیم سبق مل جاتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول اسلام کا جو بھی حکم آئے اسے بلا چوں و چرا تسلیم کر لیا جائے چاہے وہ عقل میں آئے یا نہ آئے، چاہے اس میں کوئی مصلحت نظر آئے یا نہ آئے! وہی غلام اور نوکر قابل تعریف اور لائق انعام ہوتا ہے جو آقا اور مالک کے حکم کے آگے سر جھکا دے اور اس کو اپنی کسی عقلی توجیہ کے پیش نظر ترک نہ

کرے، بلکہ جونوکر مالک سے اس کے حکم کی حکمتیں پوچھتا پھرتا ہے تو وہ جلد ہی ملازمت سے نکال باہر کر دیا جاتا ہے! اور یہ بات بھی اہم ہے کہ ایک محدود عقل کا مالک بندہ اپنے اللہ کے ہر حکم کی حکمت اور مصلحت کب سمجھ سکتا ہے کہ وہ تو اس کی محدود عقل میں آنا ہی مشکل ہوتی ہے، یہ تو ایسا ہے جیسے کہ سونا چاندی تولنے کے ترازو سے لوہا تولنے کی کوشش کی جائے!!

مؤمن کی نظر اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہوتی ہے!

مسلمانوں کا اس بات پر یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی حکم حکمتوں اور فوائد سے خالی نہیں، وہ حکیم ذات جب کسی کام کے کرنے کا حکم دیتی ہے تو یہ حکم دینا ہی اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ وہ کام اپنی ذات میں بے پنا خوبیاں لیے ہوئے ہے۔ جتنا ہم اس کام کی خوبیوں اور حکمتوں پر غور کرتے جائیں گے اتنا ہی اس کے فوائد کھلتے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت دلوں میں بڑھتی ہوئی محسوس ہوگی، آج سائنس حضور اقدس ﷺ کی سنتوں پر جب تحقیقات کرتی ہے تو ان کے فوائد اور حکمتوں کو دیکھ کر دھنگ رہ جاتی ہے۔

لیکن ایک مسلمان کے لیے یہ ساری حکمتیں اور فوائد ایک ضمنی اور ثانوی حیثیت رکھتے ہیں، وہ اللہ اور اس کے رسول ملی یا اسلام کے کسی حکم کو محض فوائد اور مصلحتوں کی بنیاد پر ہرگز تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان کے لیے سب سے بڑی بات یہی ہوتی ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول علی مہم کا حکم ہے بس! کیوں کہ محض فوائد اور مصلحتوں کی بنیاد پر حکم کو تسلیم کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تقاضا نہیں ہوتا، بلکہ اللہ کی عظمت کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے کسی حکم پر صرف اس بنیاد پر عمل کیا جائے کہ وہ اس عظیم ذات کا حکم ہے بس! اس کا حکم اپنی ذات ہی میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔(۱)

(۱) قربانی شریعت کے مطابق کیجئے ۱: ۴۵

حقیقتِ قربانی وشاعرانہ انداز

قرباں کیا جو ذبح گہہ میں وہ تھا فقط بدن
باطن میں ذبح ہوگئی اک خودپرستی کی لگن۔

خنجر اگرچہ گلے پہ چلا زخم لگا دل کے فخر و فنا
ابراہیمؑ نے کی جو ادا اک عشق کی عظیم ابتدا
نہ گوشت، نہ خون، ہے مطلوبِ حق بس تقویٰ کا نکھرا ہوا رنگ و ذوق
نہ گوشت، نہ خون ہے مطلوب چاہیے اُس کو دل کا خالص اظہار
قرباں ہوا جو، وہ بھیجا گیا ابراہیمؑ کا عشق تھا، جو جیت گیا

چوتھا اعتراض ۔کیا قربانی مال کا ضیاع ہے؟

ایک بات عوام کو فریب دینے کے لیے بڑی وزنی سمجھ کر بار بار پیش کی جاتی ہے کہ قربانی پر ہر سال لاکھوں روپیہ ''ضائع'' ہوتا ہے، اسے جانوروں کی قربانی کی بجائے رفاہِ عام یا قومی ترقی کے کاموں پر صرف ہونا چاہئے ۔لیکن یہ بات کئی وجوہ سے غلط ہے ۔

اوّل: یہ کہ جس چیز کا قرآن اور سنت سے حکمِ خدا رسول ہونا ثابت ہو اس کے بارے میں کوئی مسلمان ...... اگر وہ واقعی مسلمان ہے ...... یہ خیال نہیں کرسکتا کہ اس پر مال یا وقت یا محنت صرف کرنا اسے ضائع کرنا ہے، ایسی بات جو شخص سوچتا ہے وہ ان سب سے زیادہ قیمتی چیز، یعنی اپنا ایمان ضائع کرتا ہے ۔

دوسرے: یہ کہ اسلام کی نگاہ میں رفاہِ عام اور قومی ترقی کے کاموں کی بھی ایک قیمت ہے، مگر ان سے بدرجہا زیادہ قیمت اس کی نگاہ میں اس بات کی ہے کہ مسلمان شرک سے ہر طرح محفوظ ہوں، توحید پر ان کا عقیدہ ہر لحاظ سے خیال اور عمل میں مستحکم ہو، اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی کبریائی کا اعتراف اور اس کی عبادت و بندگی بجالانے کی عادت ان کی زندگی میں پوری طرح جڑ پکڑے رہے، اور وہ اللہ کی رضا پر اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لیے مستعد رہیں، ان مقاصد کے لیے جن کاموں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ضروری قرار دیا ہے ان میں سے ایک یہ قربانی بھی ہے، اس پر مال کا صرف رفاہِ عام اور قومی ترقی کے ہر کام سے بہت زیادہ قیمتی کام پر صرف ہے، اسے ضیاع صرف وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس کی قدریں اسلام کی قدروں سے اصلاً مختلف ہو چکی ہیں ۔

تیسرے: یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جس عبادت کی جو شکل مقرر کر دی ہے، کوئی چیز اس کا بدل نہیں ہوسکتی ، الاّ یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ برحق نے خود ہی دو یا تین متبادل صورتیں تجویز کر کے ہمیں ان میں سے کسی کا اختیار دے دیا ہو، ہمارا فرض ہر حکم کو اسی صورت میں بجالانا ہے جو شارع نے اس کے لیے مقرر کی ہے، ہم خود مختار بن کر اس کا

بدل اپنے ہی آپ تجویز نہیں کر سکتے، نماز کی بجائے اگر کوئی شخص اپنی ساری دولت بھی خیرات کردے تو وہ ایک وقت کی نماز کا بدل بھی نہیں ہو سکتی، اسی طرح قربانی کی بجائے آپ خواہ کوئی بڑی سے بڑی نیکی بھی کر ڈالیں، وہ عیدالاضحی کے تین دنوں میں جان بوجھ کر قربانی نہ کرنے کا معاوضہ ہرگز نہ بن سکے گی، بلکہ اگر یہ حرکت اس نظریے کی بنا پر کی جائے کہ اس عبادت کے لیے ہم نے خدا اور رسول ﷺ کی مقرر کردہ صورت سے بہتر صورت تجویز کی ہے تو یہ نیکی کیسی، ایک بدترین معصیت ہوگی۔

اجتماعی نقطۂ نظر سے جائزہ

پھر ذرا دینی نقطۂ نظر سے بھی اس ''ضیاع'' کے عجیب تصور پر غور کیجیے! دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہے جو اپنی تقریبات پر، اپنے میلوں پر، اور اپنے قومی اور بین الاقومی تہواروں پر لاکھوں کروڑوں روپیہ صرف نہ کرتی ہو، ان چیزوں کے تمدنی واجتماعی اور اخلاقی فوائد اس سے بہت زیادہ ہیں کہ کوئی قوم محض دولت کے گز سے انہیں ناپے اور روپے کے وزن سے انہیں تولے۔

آپ یورپ اور امریکا کے کسی سخت مادہ پرست آدمی کو بھی اس بات کا قائل نہیں کر سکتے کہ ''کرسمس'' پر ہر سال جو بے شمار دولت ساری دنیائے عیسائیت مل کر صرف کرتی ہے یہ روپے کا ضیاع ہے، وہ آپ کی اس بات کو آپ کے منہ پر مار دے گا اور بلا تامل یہ کہے گا کہ دنیا بھر میں بٹی ہوئی بے شمار فرقوں اور سیاسی قومیتوں میں تقسیم شدہ مسیحی ملت کو اگر ایک بین الاقوامی تہوار بالاتفاق منانے کا موقع ملتا ہے تو اس کے اجتماعی اور اخلاقی فوائد اس کے خرچ سے بہت زیادہ ہیں۔

ہندوؤں جیسی زر پرست قوم تک اپنے میلوں اور تہواروں کو اس مال کی میزان میں تولنے کے لیے تیار نہیں ہے جو ان تقریبات پر صرف ہوتا ہے؛ اس لیے کہ یہ چیز ان کے اندر وحدت پیدا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے، یہ نہ ہو تو ان کے تفرقے اور اختلافات اور

طرح طرح کے باہمی امتیازات اتنے زیادہ ہیں کہ وہ کبھی جمع ہو کر ایک قوم نہ بن سکیں۔

یہی معاملہ ان دوسری اجتماعی تقریبات کا ہے جو دنیا کے مختلف قومیں وقتاً فوقتاً مشترک طور پر مناتی ہیں، ہر ایک تقریب اپنی ایک محسوس صورت چاہتی ہے اور اس صورت کو عمل میں لانے پر بہت کچھ صرف ہوتا ہے؛ مگر کوئی قوم بھی یہ حماقت کی بات نہیں سوچتی کہ بس ہسپتال، مدرسے اور کارخانے ہی ایک چیز ہیں جن پر سب کچھ لگ جانا چاہیے اور یہ تہوار اور تقریبات سب فضول ہیں؛ حالانکہ دنیا کی کسی قوم کی تقریبات اور تہواروں میں وہ بلند اور پاکیزہ روحانی، اعتقادی اور اخلاقی روح موجود نہیں ہے جو ہماری عیدالاضحی میں پائی جاتی ہے، اور کسی تہوار اور تقریب کے منانے کی صورت ہر طرح کے شرک وفسق اور مکروہات سے اس درجہ خالی نہیں ہے جتنی ہماری عیدیں ہیں اور کسی تہوار کے متعلق کسی قوم کے پاس خدا کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کا حکم موجود نہیں ہے جیسا ہمارے پاس ہے، اب کیا ہم مادہ پرستی میں سب سے بازی لے جانے کا عزم کر چکے ہیں؟

ضائع کا آخر مطلب کیا ہے؟

قربانی پر روپیہ ''ضائع'' ہونے کا آخر مطلب کیا ہے؟ یہ کہاں ضائع ہوتا ہے؟ قربانی کے لیے جو جانور خریدے جاتے ہیں ان کی قیمت ہماری ہی قوم کے ان لوگوں کی جیبوں میں تو جاتی ہے جو ان جانوروں کو پالتے اور ان کی تجارت کرتے ہیں، اسی کا نام اگر ضائع ہونا ہے تو اپنے ملک کے سارے بازار اور سب دکانیں بند کر دیجیے! کیوں کہ ان سے مال خریدنے پر کروڑوں روپیہ روز ضائع ہو رہا ہے۔

پھر جو جانور خریدے جاتے ہیں کیا وہ زمین میں دفن کر دیے جاتے ہیں یا آگ میں جھونک دیے جاتے ہیں؟ ان کا گوشت انسان ہی تو کھاتے ہیں، یہ اگر ضیاع ہے تو سال بھر انسانی خوراک پر جو کچھ صرف ہوتا رہتا ہے اس کے بند کرنے کی بھی کوئی سبیل ہونی چاہیے۔

اب کچھ لوگوں نے یہ محسوس کرکے کہ یہ ضائع ہونے کی بات چلتی نظر نہیں آتی، یہ افسانہ تراشا ہے کہ بقرعید میں بہت سا گوشت سڑ کر پھینک جاتا ہے؛ حالانکہ ہم بھی اس ملک میں ایک مدت سے جی رہے ہیں، ہمیں تو کبھی سڑے ہوئے گوشت کے ڈھیر نظر نہیں آئے، وہ بتائیں انہیں کہاں سے ان کا دیدار میسر ہوا ہے؟۔(۱)

قربانی سے ہمارے جانور جانے کا دکھ ہوتا ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر یہ کہا جائے کہ جانور کے ذبح ہونے سے جی دکھتا ہے، کیونکہ اس میں ہماری چیز (جانور) کی جان جارہی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تمہاری شئی آئی کہاں سے؟ تم خود مملوک ہو، غلام کسی شئی کا مالک نہیں ہوا کرتا، اگر کوئی کہے کہ ہم مملوک نہیں ہیں، اول تو یہ کہ کون ایسا ہوگا جس کا یہ اعتقاد ہو کہ ہم اللہ کے مملوک نہیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس کی دلیل بھی ہے وہ یہ کہ دیکھو خودکشی حرام ہے اگر تم اپنے مالک ہوتے تو اپنے اندر جو چاہے تصرف کرسکتے تھے پس آپ بھی خدا کے ہیں اور جانور بھی خدا کے۔

اس وجہ سے کہ مال خرچ کرنے سے تو دل تنگ نہیں ہوتا بلکہ اس سے دل دکھتا ہے کہ جانور کی جان ضائع ہوتی ہے۔

کہ مال خرچ کرنے سے تو دل تنگ نہیں ہوتا بلکہ اس سے دل دکھتا ہے کہ جانور کی جان ضائع ہوتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ بے فکر رہیں، جب خود مالک ہی ضائع کرائے تو آپ کون بڑے دردمند نکل کر آئے ہیں ''ہر عیب کہ سلطان بہ پسند ہنر ست'' یعنی جس عیب کو بھی بادشاہ پسند کرے وہ ہنر ہے۔(۲)

---

(۱) قربانی پر احمقانہ اعتراضات، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

(۲) ترغیب الاضحیۃ ماحقہ سنت ابراھیم، ص: ۱۲۹

خواہشات کیوں قربان نہیں کئے جاسکتے ؟

حضرت مولانا خالد سیف للہ رحمانی صاحب دامت برکاتھم لکھتے ہیں کہ’’ مالی واجبات کو رفاہی کاموں میں خرچ کرنے کی سوچ نہایت ہی مریضانہ سوچ ہے اگر اس کے بجائے یہ تحریک چلائی جاتی کہ:

۱۔ آئندہ تین ماہ میں جتنی شادیاں ہوں لوگ ان میں سے دس فیصد اخراجات کم کرکے اس فنڈ میں دے دیں۔

۲۔ یا یہ کہا جاتا کہ ہر شخص خواہ وہ سرکاری ملازم ہوں یا پرائیویٹ یا بزنس مین یا مزدور اپنی ایک دن کی آمدنی اس فنڈ میں دے دیں۔

۳۔ جوڑ جہیز، سالگرہ، برتھ ڈے، اور دیگر رسومات موقوف کرکے وہ رقم غرباء میں تقسیم کردی جائے۔

۴۔ آئندہ چارسال تک شراب خانے بند کردئے جائیں، جواخانوں پر پابندی لگ جائے، یا ان سے حاصل ہونے والا ٹیکس غرباء پر تقسیم کیا جائے۔

۵۔ خواہشات کی خاطر مہنگے مکانات، مہنگی گاڑیاں، نسلوں کے لئے بنائے جانے والے وینچر اور فنکشن ہالوں کی آمدنی اور قیمت کا دسواں حصہ غرباء پر تقسیم کیا جائے تو کیا بہتر بات ہوتی۔

قومی دن قربان کیجئے

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں: غور کیجئے ہر ملک میں قومی دن منائے جاتے ہیں، خود ہمارے وطن عزیز میں 15 اگست اور 26 / جنوری قومی دن ہیں تو ان دنوں میں جو تقریبات ہوتی ہیں جو جھنڈے بنائے اور لہرائے جاتے ہیں اور ملک کے تمام شہریوں کی خصوصی تعطیل رہتی ہے؛ ان پر کیا کچھ خرچ نہ ہوتا ہوگا؟ اگر اس

سلسلہ میں تمام اخراجات کا حساب کیا جائے تو بہت سے عوامی کام اس رقم سے کیے جاسکتے ہیں؛ لیکن کیا ہمارا ملک یا کوئی بھی ملک اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ وہ ان تقریبات کو روک دے اور جو بچت ہو اس سے غریبوں کے لیے کھانے اور کپڑے کا انتظام کرے؟ نہیں اور ہرگز نہیں! کیوں کہ یہ تقریبات حب الوطنی کے جذبہ ابھارتی ہیں۔

ان پروگراموں کے ذریعہ ملک سے وفاداری کے عہد کی تجدید ہوتی ہے، قومی بھائی چارہ پروان چڑھتا ہے، لوگ اپنے بزرگوں کی قربانی کو یاد کرتے ہیں، خود اپنے اندر ناموس وطن کے لیے قربانی کا جذبہ ابھرتا ہے، یہ اتنے عظیم مقاصد ہے کہ کچھ لوگوں کو کھانا کھلانے اور کپڑے پہنانے سے کہیں زیادہ ان کی اہمیت ہے۔(۱)

قومی ایوارڈز پر خرچ ہونے والا پیسہ قربان کریں!

ہندوستان میں مختلف شعبوں میں متعدد قسم کے ایوارڈ دیے جاتے ہیں تاکہ مختلف میدانوں میں نمایاں کارکردگی کا اعتراف کیا جاسکے، ان ایوارڈز میں سے کچھ اہم ترین اور معروف ترین ایوارڈز شامل ہیں، جن میں بعض غیر ضروری اور پوری قوم کا مال ضائع کرنا ہمگر جب ملکی قانون کی روشنی میں یہ درست ہے تو شرعی قانون کی روشنی قربانی پر خرچ ہونے والا پیسہ کیوں درست نہیں ہے، یہاں چند ایوارڈز کا ذکر کیا جاتا ہے، اس سے آپ خود اندازہ لگالیں:

قومی ایوارڈز (National Awards)

۱۔ بھارت رتن (Bharat Ratna): یہ ہندوستان کا سب سے بڑا شہری اعزاز ہے جو قومی خدمت کے میدان میں غیر معمولی کارکردگی کے لیے دیا جاتا ہے۔

۲۔ پدم ایوارڈز (Padma Awards): یہ تین درجات میں دیے جاتے ہیں:

---

(۱) جدید فکری مسائل: ۱/ ۳۰۳

[۱] پدم وبھوشن(Padma Vibhushan) : دوسرے درجے کا اعزاز۔
[۲] پدم بھوشن(Padma Bhushan) : تیسرے درجے کا اعزاز۔
[۳] پدم شری(Padma Shri) : چوتھے درجے کا اعزاز۔

فلمی ایوارڈز(Film Awards)

۱۔نیشنل فلم ایوارڈز(National Film Awards) : یہ مختلف کیٹیگریز میں بھارتی سینما کی بہترین فلموں، اداکاروں، ہدایتکاروں وغیرہ کو دیے جاتے ہیں۔
۲۔فلم فیئر ایوارڈز (Filmfare Awards) : یہ بھارتی سینما کی بہترین کارکردگی کے اعتراف میں دیے جاتے ہیں۔

کھیلوں کے ایوارڈز(Sports Awards)

۱۔راجیو گاندھی کھیل رتن(Rajiv Gandhi Khel Ratna) : کھیلوں میں بہترین کارکردگی کے لیے دیا جاتا ہے۔
۲۔ارجنا ایوارڈ(Arjuna Award) : کھیلوں میں نمایاں کارکردگی کے لیے دیا جاتا ہے۔
۳۔دھیان چند ایوارڈ(Dhyan Chand Award) : کھیلوں میں عمر بھر کی خدمات کے لیے دیا جاتا ہے۔

ادب اور ثقافتی ایوارڈز(Literature and Cultural Awards)

۱۔ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ(Sahitya Akademi Award) :ادب میں نمایاں کارکردگی کے لیے دیا جاتا ہے۔
۲۔گیانپیت ایوارڈ (Jnanpith Award) :ادب کے میدان میں سب سے بڑے اعزازات میں سے ایک ہے۔

سائنسی اور تحقیقی ایوارڈز (Scientific and Research Awards)

۱۔شانتی سوروپ بھٹناگر ایوارڈ (Shanti Swarup Bhatnagar Award) : سائنس اور ٹیکنالوجی میں نمایاں تحقیق کے لیے دیا جاتا ہے۔

۲۔بھارت اٹمی ایوارڈ (Bharat Atomic Energy Award) : جوہری سائنس کے میدان میں کارکردگی کے لیے دیا جاتا ہے۔

دیگر اہم ایوارڈز

۱۔گاندھی پیس پرائز (Gandhi Peace Prize) : عالمی امن اور ہم آہنگی کے لیے دیا جاتا ہے۔

۲۔درون اچاریہ ایوارڈ (Dronacharya Award) : کھیلوں کے بہترین کوچز کے لیے دیا جاتا ہے۔

یہ صرف چند اہم ایوارڈز کی مثالیں ہیں۔ہندوستان میں مختلف ریاستی،علاقائی،اور ادارہ جاتی سطح پر بھی متعدد ایوارڈز دیے جاتے ہیں۔ان میں کھیلوں کا اور فلموں کا ایوارڈ کیا معقول ہے؟اس سے قوم کو فائدہ پہنچ رہا ہے،فلمی دنیا سے جہاں تشدد پھیل رہے،قوم کا سرمایہ ویسے بھی فلمی دنیا لوٹ رہی ہے وہیں ملکی پیمانہ پر یہ لوگ انعام کے حقدار بنیں گے؟ کیا یہ رقم فضول خرچی نہیں ہے؟۔

ایک ایوارڈ کا خرچ ہی ہوش اڑا دے تو باقی کا کیا ہوگا؟

نیشنل فلم ایوارڈز پر حکومت ہند کی جانب سے ایک سال میں کتنا خرچ ہوتا ہے اگرچہ اس کا درست اعداد وشمار عام طور پر سرکاری طور پر دستیاب نہیں ہوتا،لیکن نیشنل فلم ایوارڈز کا انعقاد اور اس کے ساتھ منسلک تمام اخراجات حکومت کے وزارت اطلاعات ونشریات کے

بجٹ سے پورے کیے جاتے ہیں، ممکنہ اخراجات جیسے کہ:

۱۔ایوارڈز کی تیاری: ٹرافیاں، سرٹیفکیٹس، اور میڈلز کی تیاری۔

۲۔نقد انعامات: مختلف کیٹیگریز میں دیے جانے والے نقد انعامات۔

۳۔تقریب کاانعقاد: ایوارڈ تقریب کے مقام کی بکنگ، سجاوٹ، اور تکنیکی سہولیات۔

۴۔انتظامی اخراجات: تقریب کے انتظام کے لیے عملے کی تنخواہیں اور دیگر لاجسٹکس۔

۵۔پروڈکشن اخراجات: تقریب کی ریکارڈنگ، لائیو براڈکاسٹ، اور میڈیا کوریج۔

اگرچہ درست اعداد وشمار دستیاب نہیں ہیں، لیکن نیشنل فلم ایوارڈز کی تقریب پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔نقد انعامات، تقریب کے انتظامات، اور دیگر لاگتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ خرچ کچھ کروڑ روپے تک پہنچ سکتا ہے اور مقصد کیا ہوتا ہے؟ حکومت کی طرف سے فراہم کردہ مالی وسائل نیشنل فلم ایوارڈز کی تقریب کے کامیاب انعقاد کو یقینی بناتے ہیں۔ان ایوارڈز کا مقصد بھارتی فلمی صنعت کی حوصلہ افزائی کرنا اور بہترین فلموں، ہدایتکاروں، اداکاروں، اور تکنیکی ماہرین کو تسلیم کرنا ہے۔کیا اس سے ملک کی غریبی ختم ہوجائے گی؟۔

مسلمانوں کا مال سب سے زیادہ کہاں ضائع ہورہا ہے؟

اگر مسلمان قربانی کو مال کا ضیاع سمجھتا ہے تو انہیں بھی غور کرلینا چاہئے کہ مسلمانوں کا مال کہاں خرچ ہورہا ہے؟ قوم مسلم کا مال کئی مختلف طریقوں سے ضائع ہورہا ہے، اور اس کا انحصار مختلف عوامل پر ہے جیسے کہ جغرافیائی علاقہ، ثقافتی روایات، معاشرتی اور معاشی حالات، اور ذاتی عادات۔کچھ عمومی طریقے جن سے قوم مسلم کا مال ضائع ہورہا ہے، میں شامل ہیں:

۱۔فضول خرچی: شادی بیاہ، تقریبات، اور دیگر مواقع پر غیر ضروری اور بے جا اخراجات

۲۔رسم ورواج: بعض روایات اور رسمیں جو کہ مال و دولت کے غیر ضروری استعمال کی باعث بنتی ہیں، جیسے کہ مہنگے تحائف کا تبادلہ۔

۳۔نامناسب سرمایہ کاری: غیر دانشمندانہ سرمایہ کاری اور غیر منافع بخش کاروبار میں

مال کا ضیاع۔

۴۔قرض کی عادت: غیر ضروری اشیاء خریدنے کے لیے قرض لینا اور سود کی ادائیگی میں مال کا ضیاع۔

۵۔غیر ضروری سفر: غیر ضروری اور فضول اسفار میں مال خرچ کرنا،لوگ گھومنے دبئی، اوٹی،لندن، امریکہ، چائنا وغیرہ کہاں کہاں نہیں جاتے ہیں،کیا یہ سب سائنسدان ہیں؟ کیا سب ضرورت کی بناء پر سفر کررہے ہیں؟۔

۶۔بری عادتیں: تمباکو نوشی ،منشیات،اور دیگر بری عادتیں جن پر مال خرچ ہوتا ہے۔

۷۔تعلیمی اور صحت کی کمی: تعلیم اور صحت پر مناسب توجہ نہ دینا،جس سے مال غیر ضروری بیماریوں اور علاج پر خرچ ہوتا ہے۔

یہ تمام عوامل مختلف مسلم ممالک اور کمیونٹیز میں مختلف ہوتے ہیں اور ان کا اثر بھی مختلف ہوتا ہے، مال کا صحیح استعمال کے لیے معاشرتی شعور،تعلیم،اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے تاکہ مال کا ضیاع کم سے کم ہو اور قوم کی فلاح و بہبود میں بہتری آئے۔

کیا یہ فضول خرچی نہیں ہے؟

حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں: ”دنیا میں ہونے والی دوسری اور اصل فضول خرچیاں (جن کا شریعت نے حکم بھی نہیں دیا) ان لوگوں کو نظر نہیں آتیں؛ جب کہ اصل میں تو ان کے ختم کرنے اور مٹانے کی ضرورت ہے:

۱۔ملک کی کتنی بڑی تعداد ایسی ہے جو سگریٹ نوشی۔

۲۔منشیات۔

۳۔کرکٹ،ہاکی اور دوسرے کھیل پر خرچ۔

۴۔جوئے بازی۔

۵۔گھوڑ دوڑ۔

۶۔ناچ گانا۔
۷۔فحش پروگرام۔
۸۔انٹرنیٹ،ٹی وی،کیبل،وی سی آر،سینما
۹۔فضول تصویر سازی۔
۱۰۔مووی بازی۔
۱۱۔فحش میڈیائی پروگرام۔
۱۲۔فحش اخبارورسائل۔
۱۳۔دیگر ناول اورڈائجسٹ۔
۱۴۔بسنت۔
۱۵۔عیدکارڈ،شادی کارڈ،۔
۱۶۔گانوں اور دیگر غلط پروگراموں کی آڈیو وویڈیو کیسٹیں اور سی ڈیز۔
۱۷۔ویڈیو گیمز۔
۱۸۔آتش بازی۔
۱۹۔شادی بیاہ کا خرچ۔
۲۰۔مرگ وموت اور غمی خوشی کی رسومات،مختلف فیشن۔
۲۱۔غیر شرعی بیوٹی پارلر وغیرہ جن کو چھوڑے اور توبہ کیے بغیر دنیا وآخرت کی فلاح اور کامیابی ملنا مشکل ہے اور یہی پیسہ اگر قومی اور رفاہی مفادات پر خرچ کیا جائے تو بہت جلد ترقی حاصل کی جا سکتی ہے۔"(۱)

ہندوستان میں سالانہ نشہ پر کتنا خرچ ہوتا ہے؟

ہندوستان میں سالانہ تمباکو اور نشہ آور مواد پر خرچ کی جانے والی رقم بہت زیادہ ہے۔

(۱) ذوالحجہ اور قربانی کے مسائل واحکام ص:۱۶۷

مختلف تحقیقاتی رپورٹوں اور مطالعات کے مطابق، ہندوستان میں تمباکو نوشی اور دیگر نشہ آور مواد کے استعمال پر سالانہ اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔

تمباکو نوشی پر خرچ: ایک تحقیق کے مطابق، ہندوستان میں تمباکو کے استعمال سے متعلق صحت کے مسائل پر ہونے والا سالانہ خرچ تقریباً 1.04 /لاکھ کروڑ روپے (تقریباً 14 بلین امریکی ڈالر) ہے۔ اس میں براہ راست طبی اخراجات اور بیماریوں کے باعث پیدا ہونے والی معاشی نقصان شامل ہیں۔

شراب نوشی پر خرچ: شراب نوشی پر ہونے والے اخراجات بھی بہت زیادہ ہیں، ایک رپورٹ کے مطابق، ہندوستان میں سالانہ شراب نوشی پر خرچ کی جانے والی رقم تقریباً 2 لاکھ کروڑ روپے (تقریباً 27 /بلین امریکی ڈالر) ہے۔

مجموعی خرچ: اگر تمباکو اور شراب نوشی پر ہونے والے اخراجات کو یکجا کیا جائے تو ہندوستان میں نشہ آور مواد پر سالانہ خرچ کی جانے والی کل رقم تقریباً 3 /لاکھ کروڑ روپے (تقریباً 41 /بلین امریکی ڈالر) تک پہنچ سکتی ہے، یہ اعداد وشمار ظاہر کرتے ہیں کہ ہندوستان میں تمباکو اور نشہ آور مواد پر خرچ کی جانے والی رقم کتنی زیادہ ہے، اور یہ نہ صرف مالی بلکہ صحت اور سماجی پہلوؤں پر بھی بڑے پیمانے پر منفی اثرات ڈالتی ہے۔(۱)

اقتصادی استحکام کے لئے قربانی ضروری ہے

اقتصادی استحکام کے لئے یہ امر بے حد ضروری ہے کہ امراء کی دولت غرباء کو منتقل ہوتی رہے، اگر یہ اصول ٹھیک ہے تو پھر ملک میں لاکھوں افراد کا ذریعہ معاش یہی ہے کہ وہ ریوڑ پالیں اور عید الاضحیٰ کے موقعہ پر ان کو مہنگے داموں فروخت کریں۔ پھر لاکھوں قصاب ہیں جو ان ایام میں ذبح کرنے کی معقول اجرت پاتے ہیں۔ پھر لاکھوں غریب خاندان ہیں جو کم از

---

(۱)Economic Burden of Tobacco Use in India-

)https://www.ncbi.nlm.nih.gov/pmc/articles/PMC6341206(/

کم تین دن عمدہ غذا سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور چرمہائے قربانی سے بیسیوں ضرورتیں پوری کرتے ہیں پھر ہزاروں یتیم خانے اور رفاہی ادارے ہیں جن کا سالانہ بجٹ قربانی کی کھالوں سے مستحکم ہوتا ہے۔ پھر ہزاروں خاندان ایسے ہیں جن کا ذریعہ معاش چمڑے کی رنگائی ہے۔ ذرا ان سے پوچھئے کہ ان کی معاش میں قربانی کی کتنی اہمیت ہے اور ان کی اقتصادی پوزیشن کے استحکام میں قربانی کو کتنا دخل ہے۔ پھر کتنے افراد وہ ہیں جو ہڈی وغیرہ کا کاروبار کرتے ہیں۔ پھر ذرا اپنی حکومت کے شعبۂ تجارت سے معلوم فرمائیے کہ قربانی کی کھالوں، ہڈیوں اور اون وغیرہ سے کس قدر زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے، پھر اندرونِ ملک کتنی مصنوعات ہیں جن کا انحصار چمڑے، ہڈی، سینگ اور انتڑیوں پر ہے، قرآن کا اعجاز ہے کہ اس نے ان تمام فوائد کو لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ کے جملہ میں سمیٹ لیا ہے۔(۱)

---

(۱) ارتقائے حیات، اکتوبر 2012 ,26، قربانی کی مشروعیت اور منکرین سنت کا موقف

پانچواں اعتراض

کیا قربانی جانوروں کی نسل کشی ہے؟

اللہ کا یہ نظام ہے کہ انسانوں یا جانوروں کو جس چیز کی ضرورت جتنی زیادہ ہوتی ہے، اس کی پیداوار اتنی بڑھا دیتے ہیں اور جس چیز کی جتنی ضرورت کم ہوتی ہے تو اس کی پیداوار بھی اتنی ہی کم ہو جاتی ہے، آپ پوری دنیا کا سروے کریں اور جائزہ لیں کہ جن ممالک میں قربانی کے اس عظیم حکم پر عمل کیا جاتا ہے، کیا ان ممالک میں قربانی والے جانور ناپید ہو چکے ہیں ؟ آپ کہیں سے بھی یہ نہیں سنیں گے کہ دنیا سے حلال جانور ختم ہو گئے ہیں یا اتنے کم ہو گئے ہیں کہ لوگوں کو قربانی کرنے کے لیے جانور ہی میسر نہیں آئے، جب کہ اس کے برعکس کتے اور بلیوں کو دیکھ لیں، ان کی نسل ممالک میں کتنی ہے؟ ان کی تعداد بمقابل حلال جانوروں کے بہت کم نظر آتی ہے، حالاں کہ اسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ؒ قرآن پاک کی آیت "**وماانفقتم من شیء فھویخلفه**" کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "اس آیت کے لفظی معنی یہ ہیں کہ تم جو چیز خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اپنے خزانۂ غیب سے تمہیں اس کا بدل دے دیتے ہیں؛ کبھی دنیا میں کبھی آخرت میں اور کبھی دونوں میں، کائنات عالم کی تمام چیزوں میں اس کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ آسمان سے پانی نازل ہوتا ہے، انسان اور جانور اس کو بے دھڑک خرچ کرتے ہیں، کھیتوں اور درختوں کو سیراب کرتے ہیں، وہ پانی ختم نہیں ہوتا کہ دوسرا اس کی جگہ اور نازل ہو جاتا ہے، اسی طرح زمین سے کنواں کھود کر جو پانی نکالا جاتا ہے، اس کو جتنا نکال کر خرچ کرتے ہیں اس کی جگہ دوسرا پانی قدرت کی طرف سے جمع ہو جاتا ہے۔ انسان غذا کھا کر بظاہر ختم کر لیتا ہے؛ مگر اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسری غذا مہیا کر دیتے ہیں، بدن کی نقل

وحرکت اور محنت سے جو اجزا تحلیل ہو جاتے ہیں، ان کی جگہ دوسرے اجزا بدل بن جاتے ہیں ۔غرض انسان دنیا میں جو خرچ کرتا ہے اللہ تعالی کی عام عادت یہ ہے کہ اس کے قائم مقام اس جیسی دوسری چیز دے دیتے ہیں، کبھی سزا دینے کے لیے یا کسی دوسری تکوینی مصلحت سے اس کے خلاف ہو جانا اس ضابطہ الہیہ کے منافی نہیں ۔

اس آیت کے اشارہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے جو اشیاء صرف انسان اور حیوانات کے لیے پیدا فرمائی ہیں، جب تک وہ خرچ ہوتی رہتی ہیں، ان کا بدل منجانب اللہ پیدا ہوتا رہتا ہے، جس چیز کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اللہ تعالی اس کی پیداوار بھی بڑھا دیتے ہیں ،لہذا یہ اعتراض بھی اللہ تعالیٰ کی عادت اور قانونِ فطرت سے بے خبری کی دلیل ہے ۔

جانوروں میں بکرے اور گائے کا سب سے زیادہ خرچ ہوتا ہے کہ ان کو ذبح کر کے گوشت کھایا جاتا ہے اور شرعی قربانیوں اور کفارات و جنایات میں ان کو ذبح کیا جاتا ہے، وہ جتنے زیادہ کام آتے ہیں، اللہ تعالی اتنی ہی زیادہ اس کی پیداوار بڑھا دیتے ہیں، جس کا ہر جگہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ بکروں کی تعداد ہر وقت چھری کے نیچے رہنے کے باوجود دنیا میں زیادہ ہے، کتے بلی کی تعداد اتنی نہیں، اللہ کا قانون ہے کہ جس چیز کو لوگ زیادہ خرچ کرتے ہیں اور وہ ضرورت کی چیز ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ بہت کثرت سے پیدا کرتے ، جیسے پانی ،ہوا، آگ کو لوگ بے حساب خرچ کرتے ہیں اور بے حساب اللہ تعالیٰ پیدا کرتے ہیں ۔

حالاں کہ کتے بلی کی نسل بظاہر زیادہ ہونی چاہئے کہ وہ ایک ہی پیٹ سے چار پانچ بچے تک پیدا کرتے ہیں، گائے بکری زیادہ سے زیادہ دو بچے دیتی ہے ۔گائے بکری ہر وقت ذبح ہوتی ہے، کتے بلی کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا؛ مگر پھر بھی یہ مشاہدہ ناقابل انکار ہے کہ دنیا میں گائے اور بکروں کی تعداد بہ نسبت کتے بلی کے زیادہ ہے ۔

کسی زمانہ میں بعض ممالک میں بکثرت اونٹوں کو پالتے تھے اور ذبح کرتے تھے، بعد میں ان ممالک میں یہ سلسلہ کم ہو گیا اور اونٹوں کی افزائش نسل بھی کم ہوگئی بعض جگہ گھوڑوں سے کام لینا لوگوں نے بند کر دیا تو گھوڑے کم ہو گئے، پہلے زمانہ میں لوگ حافظہ سے کام لیتے

تھے تو لوگوں کے عمدہ حافظے ہوتے تھے، اب کاپیوں اور کمپیوٹروں کا زمانہ آ گیا تو پرانے حافظے نہیں رہے الا ماشاء اللہ، اللہ فرماتے ہیں: ''وما انفقتم من شی فهو یخلفه'' (سورہ سبا) جو تم خرچ کرتے ہو اللہ تعالی اس کا خلیفہ اور بدل عطا کریگا، نیز جانور ضائع نہیں ہوتے بلکہ کھائے جاتے ہیں، پھر تو جو جانور روزانہ ذبح کیے جاتے ہیں شاید وہ بھی معترضین کے نزدیک اسراف کے زمرے میں آتے ہوں گے یہ اعتراض تو ہندو بھی کرتے ہیں کہ تم روزانہ بے حساب جانوروں کو ذبح کرکے ان پر ظلم کرتے ہو، یا کوئی کہے لوگ روزانہ کروڑوں انڈے کیوں کھاتے ہیں یہ بھی ضائع ہوتے ہیں، لیکن جو چیز کھائی گئی وہ ضائع نہیں ہوئی۔

جب سے ہندوستان میں گائے کے ذبیحہ پر پابندی لگی ہے، اس وقت سے یہاں گائے کی پیداوار گھٹ گئی ہے، ورنہ ہر بستی اور ہر گھر گایوں سے بھرا ہوتا جو ذبح نہ ہونے کے سبب بچی رہیں، اس سے اس ملحدانہ شبہ کا ازالہ ہوگیا، جو احکام قربانی کے مقابلہ میں اقتصادی اور معاشی تنگی کا اندیشہ پیش کرکے کیا جاتا ہے۔''(۱)

کیا قربانی سے نسل کشی کا ہونا علم الہی میں نہیں تھا؟

حضرت مولانا سرفراز خاں صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''منکرین قربانی نے اپنی عقل نارسا سے کام لیتے ہوئے بزعم خود قربانی کے نقصانات اور ترک قربانی کے فوائد بیان کیے ہیں، مثلاً یہ کہا ہے کہ قربانی کی وجہ سے جانوروں کی نسل کشی ہوتی ہے اور لوگوں کی رقمیں بلا وجہ ضائع ہوتی ہیں، اگر یہ رقوم رفاہ عامہ کے کسی مفید کاموں میں صرف کی جائیں تو کیا ہی اچھا ہو، وغیرہ وغیرہ، مگر یہ نادان یہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالی کے حکم کو محض ان طفل تسلیوں سے کیوں کر رد کیا جاسکتا ہے؟ کیا اس کو قربانی کا حکم دیتے وقت یہ معلوم نہ تھا کہ قربانی سے جانوروں کی نسل کشی ہوتی ہے اور اس کے یہ نقصانات ہیں؟ رب تعالی کے صریح احکام

(۱) معارف القرآن سورۃ السباء: ۳۹، ۳۰۳/ ۷

میں معاذ اللہ کیڑے نکالنا کون سا ایمان ہے؟ اور پھر جناب خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ کے صحیح اور صریح قول وفعل اور امت مسلمہ کے عمل کو جو تواتر سے ثابت ہوا ہے، خلاف عقل یا مضر بتانا کون سا دین ہے؟"(۱)

پوری دنیا خصوصاً مسلم دنیا میں قربانیوں کی حیرت انگیز رپورٹ

پوری دنیا میں خصوصاً مسلم دنیا میں کتنی قربانیاں ہوتی ہیں، آئیے! ایک رپورٹ کے مطابق اس کا بھی جائزہ لیتے ہیں:

۱۔ مسلم دنیا کی آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک انڈونیشیا ہے، اس کی ساڑھے ۲۵ کروڑ آبادی میں سے ۱ کروڑ ۸ لاکھ ۴۰ ہزار لوگ ہر سال قربانی کرتے ہیں۔

۲۔ پاکستان کی تقریباً ۲۰ کروڑ آبادی میں سے ہر سال ۱ کروڑ ۲۲ لاکھ لوگ قربانی کرتے ہیں۔

۳۔ بنگلہ دیش کی آبادی ۱۵ کروڑ ۱۴ لاکھ میں سے ۸۰ لاکھ ۲۷ ہزار بنگالی ہر سال قربانی کرتے ہیں۔

۴۔ مصر کی آبادی ۸ کروڑ ۵ لاکھ ۲۴ ہزار آبادی میں سے ۶۲ لاکھ ۲۳ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔

۵۔ ترکی کی آبادی ۷ کروڑ ۶۴ لاکھ میں سے ۴۸ لاکھ ۲۰ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔

۶۔ ایران کی آبادی ۷ کروڑ ۸۳ لاکھ اور ۲۱ لاکھ لوگ قربانی کرتے ہیں۔

۷۔ مراکو ۳ کروڑ ۲۳ لاکھ آبادی اور ۸ لاکھ ۴۰ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔

۸۔ عراق ۳ کروڑ ۱۱ لاکھ آبادی اور ۴ لاکھ ۲۷ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔

۹۔ الجیریا ۳ کروڑ ۸۴ لاکھ آبادی اور ۴ لاکھ ۲۱ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔

---

(۱) مسئلہ قربانی مع رسالہ سیف یزدانی، ص: ۱۲، بحوالہ: ماہنامہ بینات، فلسفۂ قربانی اور ملحدین کے شکوک وشبہات

۱۰۔سوڈان ۳ کروڑ ۸ لاکھ آبادی اور ۲ لاکھ ۵۴ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
۱۱۔سعودی عرب کی آبادی ۲ کروڑ ۵۴ لاکھ ہے مگر یہاں حج کی وجہ سے سب سے زیادہ قربانی ہوتی ہے،تقریباایک کروڑ ۵۰ لاکھ ۳۰ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
۱۲۔افغانستان ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ آبادی اور ۲ لاکھ ۱۰ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
۱۳۔ازبکستان ۲ کروڑ ۶۸ لاکھ آبادی اور ایک لاکھ ۶۰ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
۱۴۔شام ۲ کروڑ ۸ لاکھ آبادی اور ایک لاکھ لوگ قربانی کرتے ہیں۔
۱۵۔کویت کی ۵ لاکھ آبادی اور ۹۸ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
۱۶۔ملائیشیاایک کروڑ ۷۰ لاکھ آبادی اور ۹۵ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
۱۷۔تونیسیاایک کروڑ ۳۴ لاکھ آبادی اور ۸۷ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔
۱۸۔یمن ۲ کروڑ ۸ لاکھ آبادی اور ۸۰ ہزار لوگ قربانی کرتے ہیں۔

یہ وہ بڑے بڑے مسلم ممالک ہیں جن میں قربانیوں کی تعداد دوسرے ممالک کی نسبت زیادہ ہے تاہم دیگر مسلم ممالک جیسے فلسطین،لیبیا،اردن، جبوتی،موریطانیہ،گیمبا ، تاجکستان، آذر بائجان، ترکمانستان، قازقستان ، کرغستان،قطر،بحرین،عمان اور متحدہ عرب امارات جیسے درجنوں ممالک ہیں جن میں قربانی ہوتی ہے اسی طرح بھارت کے ۱۷ کروڑ مسلمانوں میں سے ایک کروڑ سے زائد لوگ قربانی کرتے ہیں۔

اب آپ درج بالا ممالک میں قربانیوں کے اعداد وشمار کا مجموعہ ملاحظہ کیجئے! یہ ۶ کروڑ ۲۰ لاکھ ۹۳ ہزار قربانی کرنے والے افراد بن جاتے ہیں ،اگران دیگر تمام مسلم ممالک کے صرف ۵۰ لاکھ اور بھارت کے مسلمانوں کو شامل کرلیاجائے تو یہ مجموعہ ۷ کروڑ ۷۰ لاکھ ۹۳ ہزار بن جاتا ہے۔ہم فرض کریں کہ یہ پونے ۸ کروڑ لوگ مل کر ۳ کروڑ جانور ذبح کرتے ہیں ۔اس کے باوجود ہمیں کسی ملک سے یہ خبر نہیں ملتی کہ حلال جانور ختم ہو گئے یا لوگوں کو قربانی کے جانور ہی میسر نہیں آئے۔(۱)

(۱) مضامین ومقالات،عبدالرافع رسول،عنوان: مسلم دنیا کا جذبہ قربانی لیکن مغلوب کیوں؟ جولائی 31, 2020

جانوروں کا ذبح روکنے کا جرم

مذکورہ تفصیل سے واضح ہوا کہ قربانی سے نسل کشی نہیں ہوتی، اگر ہوتی تو اب تک کیوں نہیں ہوئی؟ جبکہ اتنے سالوں سے قربانی کا عمل جاری ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا نظام کچھ ایسا ہے کہ جانوروں میں شرح پیدائش انسانوں سے بہت زیادہ ہوتی ہے، اگر یہ تعداد کنٹرول سے باہر ہوجائے تو اس سے نہ صرف انسانی آبادی کو بلکہ خود جانوروں کو بہت نقصان ہوتا ہے، یہ راستوں میں ٹریفک کے نظام کو درہم برہم کردیتے ہیں، یہ ہری بھری کھیتیوں کو کھا جاتے ہیں اور جب ان کو ضرورت کے مطابق غذا فراہم نہیں ہوتی ہے تو بیمار پڑتے ہیں اور کوئی ان کی دیکھ ریکھ کرنے والا نہیں ہوتا، یہاں تک کہ بہت سارے جانور پلاسٹک کی تھیلیاں کھا لیتے ہیں اور سخت تکلیف کے ساتھ ان کی موت ہوتی ہے، یہ محض فرضی باتیں نہیں ہیں؛ بلکہ دن رات مشاہدہ میں آتی ہیں، ٹریفک نظام میں خلل، کھیتیوں کی بربادی اور جب جانور دودھ دینے کے لائق باقی نہ رہے تو اس کی غذا سے محرومی، ان گوشالوں میں دیکھی جاسکتی ہے جو بظاہر گائے کو آرام پہنچانے کے لئے بنائے گئے ہیں؛ لیکن حقیقت میں وہ ان کے لئے تکلیف کا، بھکمری کا اور اذیت ناک موت کا سبب بن جاتے ہیں۔(۱)

اگر جانور یونہی چھوڑ دیے جائیں!

جو جانور دودھ دینے کے لائق باقی نہ رہے اور جن کو سواری کے لیے استعمال نہ کیا جائے، سوائے گوشت اور چمڑے کے حصول کے ان کا کوئی مصرف نہیں رہ جاتا، عرصہ پہلے اندازے کے مطابق ہندوستان میں روزانہ ایک لاکھ گائیں ذبح ہوتی تھیں، بیل کی تعداد اس کے علاوہ ہے، اگر ان کو بھی اس کے برابر مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر سفید جانور پر مکمل پابندی لگادی جائے تو روزانہ دو لاکھ جانور بچتے چلے جائیں گے، اور مہینے میں ان

---

(۱) جدید فکری مسائل: ۱/ ۶۷۶

کی تعداد ساٹھ لاکھ ہو جائے گی، اس سے اندازہ کر لیں کہ سال بھر میں بے مصرف گائے بیل کتنی بڑی تعداد میں ہو جائیں گے، عجب نہیں کہ چند سالوں میں ان کی آبادی انسانوں کی آبادی سے بھی تجاوز کر جائے، اور یہ بات محتاج اظہار نہیں کہ عام طور پر جب یہ جانور دوسرے فائدے کے لائق باقی نہیں رہتے ہیں، جب ہی ان کو کھانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، غور کیجیے کہ جب اتنی بڑی تعداد میں گائے بیل بچے رہ جائیں گے تو انسان کے لیے یہ صورت حال کس قدر تکلیف دہ ہو جائے گی، شاید انسان کو سڑکوں سے اس لیے دست بردار ہو جانا پڑے گا کہ گائے بیل اپنی مرضی کے مطابق وہاں چل پھر سکیں اور انسان کو اپنی کھیتیوں سے اس لیے ہاتھ دھولینا ہوگا کہ وہ ان جانوروں کے چارے کے کام آئیں، سوچیے کہ وہ منظر کتنا عجیب ہوگا جب سڑکوں پر گائے بیلوں کے جھنڈ کے جھنڈ مٹرگشتی کرتے ہوں گے، اور کھیتوں میں ان کی جوق در جوق فوج اتر کر پیداوار کو تہس نہس کر رہی ہوگی، بے مصرف ہونے کے ساتھ ساتھ ان جانوروں میں تیز رفتار نسلی افزائش کا قدرتی نظام انسان کے لیے تباہ کن ہو جائے گا، اس لیے یہ حقیقت ہے کہ ان جانوروں کا ذبح کیا جانا اور ان کو اپنی خوراک بنانا فطرت کی آواز ہے اور فطرت سے بغاوت ہمیشہ انسان کو نقصان پہنچاتی ہے، یہ غذائی اعتبار سے نقصان کا پہلو ہے۔

قربانی پر پابندی سے جانوروں کی قحط سالی ہوگی

جہاں تک جانوروں کی کمی کا تعلق ہے، اسے بڑھا کر قحط کی حد تک نوبت پہنچا دینے کا غالباً اس سے زیادہ کارگر نسخہ اور کوئی نہیں ہوسکتا کہ ان کی کھپت روز بروز کم کی جاتی رہے؛ کیوں کہ جانور پالنے والے بھی اس کے ساتھ ساتھ ہی روز بروز گلہ بانی کے پیشے سے دست کش ہوتے چلے جائیں گے۔ جب ان کے مال کی مانگ اس قدر کم ہو جائے کہ سال بھر میں ویسے ہی اس کی فروخت بند رہے، اور سال کے وہ تین دن بھی، جن کی امید میں وہ ہزارہا جانور پورے سال پالتے رہتے تھے، ان کے لیے کساد بازاری کی نذر ہو جائیں، تو ظاہر ہے کہ

ان کے لیے اس کام میں کوئی کوشش باقی نہیں رہ سکتی۔ وہ اپنی روزی کسی اور کام میں تلاش کرنے پر مجبور ہوں گے اور جانور پالنا کم کرتے چلے جائیں گے۔ پھر جب جانوروں کی فراہمی میں مزید کمی واقع ہوگی اور ہمارے ضرورت سے زیادہ عقل مند مدبرین ہفتہ میں مزید چند روز گوشت بند کرکے اور بقرعید کی قربانی بالکل ممنوع کرکے اس کا مداوا فرماتے رہیں گے تو ایک روز اپنے آپ یہ ملک اہنسا کا گہوارہ اور جین مت کی جنت بن کر رہے گا۔ نہ معلوم ان حضرات کو کس حکیم نے یہ مشورہ دیا ہے کہ جانوروں کی کمی علاج ان کی افزائش نسل کے لیے سہولتیں بہم پہنچانے اور گلہ بانی کی ہمت افزائی کرنے کے بجائے بازار میں اس جنس کی مانگ کم کرتے چلے جانا ہے۔(۱)

قلّتِ حیوانات کا یہ بھی علاج ہے

پہلے تو جانوروں کی قلت کا بہانہ بھی غیر مناسب ہے، حکومت اگر مویشیوں کی قلت دور کرنا چاہتی ہے تو اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ افزائش نسل کی کوشش کی جائے، مویشی فارم کھولے جائیں، مویشی پالنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے، چراگاہیں عام ہوں اور سبزیوں کو ترقی دے کر عام ایام ذبیحہ پر مناسب پابندی عائد کرکے قربانی کے لئے جانور محفوظ کئے جائیں کہ ہفتہ میں پورے سات دن گوشت کا ناغہ ہونے لگے تو یہ بہتر ہے بمقابل اس کے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت (قربانی) کو مستقل طور پر ختم کر دیا جائے، کیونکہ قربانی قرآنی الفاظ میں شعائر اللہ میں داخل ہے، مسلمانوں کا فرض ہے کہ شعائر اللہ کے احترام میں ہر ممکن قربانی کریں، جس میں عام دنوں میں جانوروں کے ذبح کو کم کریں تاکہ اضحیہ کی سنت ادا ہو۔

---

(۱) قربانی پر احمقانہ اعتراضات، مولانا ابوالاعلی مودودی صاحب

چھٹا اعتراض

کیا گائے کشی معاشی نقصان کا سبب ہے؟

ایک اعتراض یہ بھی ہوتا ہے کہ قربانی سے ملک کی معیشت کو نقصان پہنچتا ہے، اس لئے قربانی پر پابندی ہونی چاہئے؟

قربانی سے معیشت کیسے مستحکم ہوتی ہے؟

مفتی محمد شبیر انور صاحب قاسمی نائب قاضی شریعت، واستاذ مدرسہ بدرالاسلام بیگو سرائے لکھتے ہیں کہ ”قربانی پر ایک یہ اعتراض کرتے ہیں کہ بقرعید میں کروڑوں جانور ذبح ہوتے ہیں اس سے معیشت متاثر اور برباد ہوتی ہے۔ شریعت تو معیشت کو مضبوط کرتی ہے، خراب نہیں کرتی۔ یہ کیسا حکم شرعی ہے کہ جس سے معیشت خراب ہوتی ہے۔ لہٰذا قربانی نہیں ہونی چاہئے۔

ایسے افراد یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ ایک دن میں لاکھوں کروڑوں جانور ذبح ہونے سے معیشت تباہ نہیں ہوتی بلکہ مستحکم ہوتی ہے۔ ایک دن کو نہ دیکھیں، ذرا اس سے پیچھے جائیں، پس منظر اور احوال کو دیکھیں، اندازہ ہوگا کہ صرف قربانی کی وجہ سے معیشت کتنی مستحکم ہوتی ہے۔

☆ جانور پالنے ہوں گے۔ بکرا بکری، بھیڑ یا دنبہ ہے تو ایک سال، اونٹ ہے تو پانچ سال اور گائے بھینس ہے تو دو سال، تو مویشی پروری میں کتنے لوگ مصروف ہوں گے۔

☆ چارا کاشت کرنا یا خریدنا ہے تو چارا منڈی میں آئے گا، ٹرانسپورٹ استعمال ہوگا، اس میں کتنے لوگ لگیں گے۔

☆ مویشی پروری کے لئے ملازم بھی رکھے جاسکتے ہیں۔

☆ بڑے جانور کی قربانی سے پہلے اس کا دودھ بھی ہے اور پھر اس کی مصنوعات گھی، مکھن وغیرہ۔

☆ قربانی کے موقع پر جانور کا منڈی آنا یا دیہات سے شہر آنا، اس میں بھی ٹرانسپورٹ اور افراد کا کام ہوگا۔

☆ جانور بیچنے کے نتیجے میں کس قدر زر مبادلہ ہوگا۔

☆ قربانی کا گوشت بنانے پر قصائی کو اجرت ملے گی اور آلات کی بھی خرید وفروخت ہوگی۔

☆ قربانی کی کھال غریبوں یا مدارس کو دیں تو انہیں بھی فائدہ ہوگا۔

☆ جانور کی کھال سے چمڑے کی مصنوعات تیار ہوں گی ،اس سے کارخانے اور فیکٹریاں چلیں گی اور بزنس کے لئے لوگ میدان میں آئیں گے۔خلاصہ یہ کہ قربانی معاشی تباہی کا ذریعہ نہیں ہے۔(۱)

ہر سال بقرعید میں ملک کی اکانومک بڑھنے کی رپورٹ

قربانی میں ایک سال میں بھارت میں پچاس کروڑ لوگوں کے گذارے کا انتظام ہوتا ہے، بھارت کی اکانومک میں ایک دن میں لاکھ پچاس کروڑ کا اضافہ ہوتا ہے، صرف یہ تہوار ایسا ہے جس کا فائدہ کسی ودیسی کمپنی کو فائدہ پہنچنے سے زیادہ بھارت کے عام آدمی کو ہوتا ہے، بھارت میں درحقیقت ۴۵ ر کروڑ کی آبادی ہے، جن میں بیس فیصد لوگ قربانی کرتے ہیں یعنی سات کروڑ لوگ اوسطاً پندرہ ہزار کی قیمت پر بکرے قربانی دیتے ہیں، اس طرح ایک دن میں ایک لاکھ کروڑ کا اضافہ ہو جاتا ہے، گاؤں دیہات کے غیر مسلموں کو جانور بیچنے پر اتنا منافع مل جاتا ہے جس سے ان کے سال بھر کا گذارہ ہو جاتا ہے، تحقیق یہ ہے کہ بقرعید سے ستر لاکھ خاندانوں کو روزگار مہیا ہوتا ہے، شاستروں کے مطابق مسلمان تین ٹرلین سے زیادہ خرچ جانور خریدنے پر خرچ کرتا ہے، گوشت کے تین حصوں میں ایک حصہ غریبوں کو دیا جاتا ہے جس کی تعداد ۳۵ ر کروڑ ہے، اتنی بڑی مقدار لوگوں کو مفت گوشت مہیا ہوتا ہے، بقرعید کی تجارت سے کئی غریب بچوں کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے، ہندوستان میں حلال جانوروں

(۱) بصیرت آن لائن، جولائی 29, 2020، عنوان، قربانی: حقائق اور غلط فہمیاں، ازقلم: مفتی محمد شبیر انور قاسمی

کی پیداوار اس قدر ہے کہ ہر سال بھارت بقرعید کے موقع پر پچاس لاکھ جانور بنگلہ دیش کو فراہم کرتا ہے، اور قربانی کے بعد مصالحہ جات کی خریداری ہوتی ہے، صرف بنگلہ دیش میں سو ملین کی کمائی ہوتی ہے، اس سے اندازہ کرلیں کہ بقرعید ملک کے حق میں کس قدر نافع ہے، بقرعید کے موقع پر ایک دن میں ساٹھ ہزار ٹن نمک کا استعمال ہوتا ہے، جو گوشت کی حفاظت کے لئے استعمال ہوتا ہے، جس سے غیر مسلموں کو کافی فائدہ ہوتا ہے، سعودیہ عربیہ میں بقرعید کے بچے ہوئے گوشت کو پھینکنے کے بجائے فریزر میں حفاظت کر کے ۲۴ / غریب ملکوں میں بھیجا جاتا ہے، جو اس قربانی کی مخالفت کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ پچھلے دس سالوں میں بھارت بیف سپلائی میں دنیا کا نمبر ون ملک ہے، اور بیف کے جتنے سلاٹر ہاوس ہیں سب غیر مسلموں کے ہیں ۔(۱)

قربانی معاشی فوائد

اگر قربانی کی رسم کو خالصتا معاشی نقطہ نظر سے بھی دیکھا جائے تو اس پر اعتراض صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس نے علم معاشیات کبھی نہ پڑھی ہو ۔مثلاً“

(۱) اس کے نتیجے میں آپ کے ملک میں فارمنگ (farming) اور کیٹل انڈسٹری (cattle industry) نمو حاصل کرتی ہے جس سے بالعموم چھوٹا کسان یا غریب طبقہ ہی منسلک ہوتا ہے اور عید قربان پر اسے اپنی محنت کا اچھا مول مل جاتا ہے جو عام مارکیٹ میں نہیں مل پاتا یوں یہ رسم تقسیم دولت پر مثبت اثرات ڈالتی ہے ۔

(۲) جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام رقم ویسے ہی غریبوں کو دے دی جائے وہ یہ جانتے ہی نہیں کہ غربت کا علاج پیسے بانٹنا نہیں بلکہ غریب طبقے کیلئے معاشی ایکٹیویٹی (activity) کا پہیہ چلانا ہوتا ہے اور قربانی کا عمل اس کا بہترین ذریعہ ہے ۔

(۳) پھر ان جانوروں کا گوشت دنیا بھر کے غریبوں میں بانٹا جاتا ہے اور معاشرے کا

---

(۱) محدث فورم، قربانی پر ملحدوں کے اعتراض کے جوابات، تاریخ آغاز ستمبر 21، 2015ء

وہ طبقہ بھی گوشت کھاتا ہے جو پورا سال صرف اس کا خواب ہی دیکھتا ہے۔

(۴) پھر ان جانوروں سے جو کھال حاصل ہوتی ہے اس سے لیدر پراڈکٹس (leather products) بنتی ہیں جس سے لاکھوں لوگوں کا روزگار وابستہ ہوتا ہے۔

(۵) پھر ذرائع نقل و حمل کے ذرائع سے منسلک لوگ بھی ان دنوں کے دوران جانوروں کی ترسیل کے کاروبار کے ذریعے آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ الغرض عید قربان چند دنوں کے دوران اربوں روپے کی خطیر مگر بے کار سیونگ (saving) کو سیال مادے (liquid) میں تبدیل کر کے معاشی پہیہ تیز کرنے کا باعث بنتی ہے۔

جو لوگ علم معاشیات میں کینز (Keynes) کے ملٹی پلائیر (multiplier) کے تصور سے واقف ہیں کم از کم وہ تو عید قربان پر معاشی نقطہ نگاہ سے لب کشائی کی جرات نہیں کر سکتے۔(۱)

ان پہلوؤں پر بھی غور کیجیے!

اس جدید ذہن کی حالت یہ ہے کہ اسے غریبوں کا خیال صرف عید قربان پر خرچ ہونے والی رقم کے وقت ہی آتا ہے جو کہ ہر لحاظ سے غریب دوست رسم ہے۔

ان کھربوں روپے کا ضیاع دکھائی نہیں دیتا جو ہر روز امیر لوگ پیزوں اور برگروں پر اڑا دیتے ہیں۔

ایسے لاکھوں جانوروں کا کٹ جانا نظر نہیں آتا جو پوری دنیا کے ہوٹلز کے لیے کاٹے جاتے ہیں۔

ان کھربوں ڈالرز کے ضیاع پر یہ کبھی انگلی نہیں اٹھاتے جو یورپ اور امریکہ میں پیٹس (pets) کے کھلونے بنانے میں خرچ ہوتے ہیں۔

ان کھربوں ڈالر کے ضیاع پر کسی کو تکلیف نہیں ہوتی جو ہر سال کاسمیٹکس انڈسٹری

---

(۱) محدث فورم، قربانی پر ملحدوں کے اعتراض کے جوابات، تاریخ آغاز ستمبر 21، 2015ء

(cosmetics industry) میں جھونک دیئے جاتے ہیں اور جن کا مقصد اس کے سواء اور کچھ نہیں کہ میں زیادہ طویل دنوں تک جوان نظر آؤں۔

الغرض آپ اپنے ارد گرد غور کیجیے کہ ٹریلین ڈالرز کے ان بیش قیمت ذرائع کے بے دریغ ضیاع پر تو یہ ملحد کبھی اعتراض نہیں کریں گے جو اپنی نوعیت میں غریب کے جذبات کچل دینے والے اخراجات ہیں؛ مگر عید قربان کے موقع پر یہ غریب کے کچھ ایسے حمایتی بن جاتے ہیں گویا ان سے بڑا غریب پرور آج تک پیدا ہی نہیں ہوا، ان لوگوں کا اصل مسئلہ غریب پروری نہیں بلکہ مذہب دشمنی ہے جس کے لیے یہ ہر موقع کے بے موقع استعمال کرنے سے بھی نہیں چوکتے نہیں۔(۱)

(۱) محدث فورم، قربانی پر ملحدوں کے اعتراض کے جوابات، تاریخ آغاز ستمبر21، 2015ء

ساتواں اعتراض

کیا قربانی میں گوشت کا ضیاع ہے؟

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ قربانی میں بے شمار جانوروں کو ضائع کیا جاتا ہے سعودیہ میں ان کے گوشت کو دبایا جاتا ہے، اور مسلمانوں کے کڑوں ڈالر ضائع ہوجاتے ہیں۔

یہ اعتراض اگر کچھ مدت پہلے کیا جاتا تو ممکن ہے کہ بعض سادہ لوح اس اعتراض کے جال میں پھنس جاتے؛ لیکن آج کل فریج اور فریز اور برف خانوں کا زمانہ ہے کسی کے ہاں گوشت ضائع نہیں ہوتا بلکہ میں مزاحاً کہتا ہوں کہ آج کل فقراء اور مساکین کی جگہ بھی فریج اور فریزر نے لے لی لوگ مسکینوں کو کم دیتے ہیں اور فریج کا حصہ زیادہ ہوتا ہے۔

لیکن پہلے زمانہ میں بھی یہ اعتراض بے حقیقت اور بے کار تھا، سابقہ زمانہ میں لوگ گوشت کھاتے تھے اور مسکینوں کو کھلاتے تھے اور گوشت کو چیر کر نمک لگا کر سکھاتے تھے اور مہینوں تک کھاتے تھے۔

اور اگر کسی ملک میں گوشت کو ضائع کرتے ہوں گے یا دباتے ہوں گے تو یہ اس ملک کے نظام کا نقص ہے اس میں شریعت کیا قصور ہے، بعض ممالک میں گاڑیوں میں کچھ خرابی آتی ہے تو اس کو پھینکتے ہیں اور جگہ جگہ پرانی گاڑیوں کے قبرستان نظر آتے ہیں تو اس معاملے میں اگر کوئی جاپان اور جرمنی پر اعتراض کرے کہ کیوں تم اتنی گاڑیاں بناتے ہو کہ اس کے قبرستان بنے ہوئے ہیں تو یہ اعتراض لایعنی اور ''ہباءً منثورا'' ہے، تم کیوں اچھے میکنکوں کو کام پر لگا کر مرمت نہیں کرتے یا غریب ممالک میں نہیں بھیجتے ہو۔

نیز اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کا وعدہ فرمایا اس کے باوجود بہت سارے قحط سالی کی وجہ سے مرجاتے ہیں تو اس کے متعدد جوابات میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ سب کے لیے رزق پیدا کرتے ہیں، رزق پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور رزق پہنچانا ہمارا کام۔ کبھی ایک جگہ غلہ زیادہ پیدا ہوتا ہے کبھی دوسری جگہ، اگر ہم رزق نہیں پہنچاتے تو ہمارا قصور ہے نظام قدرت کا قصور نہیں۔(۱)

ہر سال حج پر کتنے جانوروں کی قربانی ہوتی ہے؟

ہر سال حج کے موقع پر سعودی عرب میں بڑے پیمانے پر سنتِ ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے لاکھوں کی تعداد میں جانور ذبح کیے جاتے ہیں۔ ہر سال یہ تعداد حجاج کرام کی تعداد کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ہر سال اوسطاً ۱۲/لاکھ جانور قربان کیے جاتے ہیں جن میں دنبے، بکرے، بیل اور اونٹ شامل ہیں، ہر حاجی ایک بھیڑ یا بکرے کی قربانی کرسکتا ہے جب کہ ایک گائے یا اونٹ کی قربانی ۷/حجاج کرام مل کر قربان کرسکتے ہیں۔

سنہ 2016 میں عید الاضحیٰ کے موقع پر حجاج کرام نے سعودی عرب میں ۱۲/لاکھ جانور قربان کیے تھے جب کہ 2017، 2018، اور 2019 میں یہی تعداد بالترتیب 14، 16 اور 18 لاکھ تھی، یعنی قربان کیے جانے والے جانوروں کی تعداد میں سالانہ ۲/لاکھ کا اضافہ دیکھنے میں آیا۔

2020 میں کورونا وبا کے پھیلاؤ کی وجہ سے حج کی ادائیگی محدود ہونے کی وجہ سے صرف ایک لاکھ جانور قربان کیے گئے تھے۔ 2021 میں بھی کورونا سے جڑی پابندیاں عائد رہیں اور حجاج کرام کی تعداد میں معمولی اضافے کے ساتھ کل }3 لاکھ جانور قربان ہوئے، وبا کے بعد گزشتہ عید الاضحیٰ کے موقع پر حجاج کرام نے سعودی عرب میں ۸/لاکھ جانور قربان کیے تھے۔

سعودی وزارتِ حج کے مطابق امسال حج کے موقع پر }20 لاکھ سے زیادہ حجاج کرام

(۱) فتاوی دار العلوم زکریا جلد ششم

کم وبیش ۱۵ر لاکھ جانور قربان کریں گے۔

2024ء میں قربانی کے گوشت کی تقسیم

2024ء میں، اضاحی منصوبے کے تحت 802,925 جانور ذبح کیے گئے، اور ان کا گوشت سعودی عرب کے اندر اور باہر مستحقین میں تقسیم کیا گیا۔ بین الاقوامی سطح پر، یہ گوشت 27 سے زائد ممالک میں تقسیم کیا گیا، جن میں شامل ہیں :

۱۔ افریقہ: الجزائر، مالی، موزمبیق، چاڈ، گیمبیا، جبوتی، صومالیہ، سوڈان، سیرالیون، گنی، برکینا فاسو، نائجیریا، بینن، کوموروس، آئیوری کوسٹ، موریطانیہ، سینیگال، سیرالیون، یوگنڈا، اور موزمبیق۔

۲۔ ایشیا : پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان، انڈونیشیا، آذربائیجان، اور یمن۔

۳۔ یورپ : البانیا، بوسنیا اور ہرزیگووینا۔

۴۔ دیگر : فلسطین، لبنان، اور دیگر مستحق مسلم کمیونٹیز۔

یہ گوشت سعودی عرب کے سفارت خانوں اور مقامی خیراتی اداروں کے تعاون سے تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ یقینی بنایا جاسکے کہ مستحقین تک بروقت اور منصفانہ طریقے سے پہنچے، یہ منصوبہ نہ صرف قربانی کے گوشت کو ضائع ہونے سے بچاتا ہے بلکہ دنیا بھر کے مستحق مسلمانوں کی مدد بھی کرتا ہے، جو اسلامی اخوت اور ہمدردی کی بہترین مثال ہے، مزید معلومات کے لیے "اضاحی" کی سرکاری ویب سائٹ (https://www.adahi.org/) پر بھی جا سکتے ہیں۔

حاجی قربانی کے جانور کہاں سے لاتے ہیں؟

دم شکر یا بقرعید کی قربانی کے لیے حاجیوں کو اپنے طور پر جانور تلاش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی، سعودی عرب میں عازمین حج کے لیے قربانی کے جانوروں کا بندوبست

کرنے کے ۳؍طریقے رائج ہیں۔

ٹریول ایجنٹ کے ذریعے : بہت سے ٹریول ایجنٹ ایسے پیکیجز پیش کرتے ہیں جن میں قربانی کے جانور کی خریداری بھی شامل ہوتی ہے،حاجیوں کے لیے قربانی کا جانور خریدنے کا یہ ایک آسان طریقہ ہے، کیوں کہ ٹریول ایجنٹ تمام انتظامات سنبھالے گا اور حاجی خشوع سے مناسکِ حج کی ادائیگی کرتے ہیں۔

لائسنس یافتہ مذبح خانے میں : مکہ اور منیٰ میں متعدد لائسنس یافتہ مذبح خانے ہیں جو قربانی کے جانور فروخت کرتے ہیں۔حجاج کرام ان میں سے کسی ایک مذبح خانے میں جا کر جانور خرید سکتے ہیں۔

اسلامی ترقیاتی بینک کے ذریعے : یہ بینک اپنے پروگرام کے تحت حجاج کو ایک کوپن کے ذریعے قربانی کے جانور خریدنے کی اجازت دیتا ہے۔حجاج کرام اس بینک کی ویب سائٹ یا سعودی عرب میں موجود اس کی کسی بھی برانچ یا دفتر سے کوپن خرید سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ اسلامی ترقیاتی بینک نے مکہ مکرمہ اور منیٰ کے اطراف میں بوتھ بنا رکھے ہیں جہاں سے حجاج کرام قربانی کے جانور خریدنے، ذبح کرنے اور تقسیم کرنے کے لیے کوپن خرید سکتے ہیں۔

گوشت کی تقسیم کا طریقہ کار

سعودی حکومت نے قربانی کا گوشت غریبوں اور ضرورت مندوں تک پہنچانے کے لیے بہترین اقدامات کر رکھے ہیں۔عموماً عازمین حج کی طرف سے کی گئی قربانی کا گوشت ۳؍ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ایک حصہ غربا اور مساکین کے لیے،ایک چھوٹا حصہ حجاج کرام کے لیے اور ایک حصہ قصابوں اور دیگر کارکنوں کے لیے۔

جب کہ سب سے زیادہ حصہ غریبوں اور ضرورت مندوں کو دیا جاتا ہے۔ایک اندازے کے مطابق تقریباً دو تہائی گوشت ان میں تقسیم کیا جاتا ہے۔حجاج کرام کو گوشت کا ایک چھوٹا سا

حصہ اپنے لیے رکھنے کی اجازت ہے، لیکن عام طور پر وہ گوشت خود رکھنے کے بجائے سارا بانٹ دینے پر زور دیتے ہیں۔

قربانی سعودی حکومت کی نگرانی میں ہوتی ہے، جو اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ یہ سارا عمل حفظانِ صحت کے اصولوں کے عین مطابق ہو اور گوشت کی تقسیم بھی منصفانہ ہو۔

ملکی سطح پر گوشت ضرورت مند خاندانوں، یتیم خانوں اور دیگر خیراتی اداروں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کا استعمال ان حاجیوں کو کھانا کھلانے کے لیے بھی کیا جاتا ہے جو اپنا گوشت خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

یہ عمل کیسے ہوتا ہے؟

۱۔ حاجی قربانی کا "کوپن" خرید تا ہے (حکومتی یا IDB سسٹم کے تحت)

۲۔ جانور ذبح کیا جاتا ہے۔

۳۔ گوشت کو محفوظ (فریز) کر کے پیک کیا جاتا ہے۔

۴۔ پھر خصوصی کنٹینرز کے ذریعے ان ممالک میں بھیجا جاتا ہے جہاں ضرورت ہو۔

یہ ایک بہترین اسلامی و انسانی خدمت ہے تاکہ گوشت ضائع نہ ہو اور امتِ مسلمہ کے مستحق افراد اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

حج کے دوران قربانی کے جانوروں کا گوشت ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ سعودی عرب کی حکومت اور اسلامی ترقیاتی بینک (IsDB) کے تحت چلنے والے "اضاحی" (Adahi) منصوبے کے ذریعے دنیا بھر کے مستحق مسلمانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ منصوبہ 1983 میں شروع کیا گیا تھا اور اب تک لاکھوں افراد کو فائدہ پہنچا چکا ہے۔

کیا ملک سے باہر بھی گوشت بھیجا جاتا ہے؟

حالیہ برسوں میں سعودی حکومت نے قربانی کے گوشت کو دنیا بھر کے ممالک میں بھی

تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس مقصد کے لیے 'اضاحیٔ' کے نام سے ایک خصوصی پروجیکٹ شروع کیا گیا ہے جس کا مقصد حج کے دوران کی گئی قربانی کے گوشت کو مختلف مسلم ممالک کے ضرورت مندلوگوں تک پہنچانا ہے۔

'اضاحیٔ' پراجیکٹ کی ویب سائٹ کے مطابق قربانی کا گوشت ایشیا اورافریقہ کے 27 مسلم ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ ان ممالک میں افغانستان، بنگلہ دیش، برکینا فاسو، چاڈ، کوموروس، جبوتی، مصر، ایتھوپیا، گیمبیا، گھانا، گنی، گنی بساؤ، انڈیا، انڈونیشیا، کینیا، لبنان، مالی، موریطانیہ، مراکش، نائجریا، پاکستان، سینیگال، صومالیہ، سوڈان اور دیگر ممالک شامل ہیں۔

اس پراجیکٹ کی نگرانی اسلامی ترقیاتی بینک کرتا ہے۔ گوشت تیار کرنے کا سارا عمل مشینی ہے۔ بیرونِ ملک بھیجنے سے پہلے گوشت کو پروسیس کر کے پیک کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد گوشت کو منجمد کر کے دیگر مسلم ممالک میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں پر اس کو غربا اور مساکین میں مختلف تنظیموں کے ذریعے تقسیم کیا جاتا ہے۔(۱)

ایامِ حج میں قربانی کے گوشت کا نظام

حج کے دوران جو قربانی (عموماً مکہ مکرمہ میں کی جاتی ہے) کا گوشت ہوتا ہے، وہ ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ بین الاقوامی سطح پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ کام سعودی حکومت اور مخصوص ادارے جیسے اسلامی ترقیاتی بینک (IDB) کے ذریعے منظم طریقے سے کیا جاتا ہے۔

یہ گوشت اُن ممالک میں بھیجا جاتا ہے جہاں:

۱۔ لوگ غربت اور فاقہ کشی کا شکار ہیں۔

۲۔ قدرتی آفات یا جنگ کی وجہ سے غذائی قلت ہے۔

۳۔ اسلامی ممالک کے مستحق افراد موجود ہیں۔

عام طور پر قربانی کا گوشت درج ذیل خطوں میں بھیجا جاتا ہے:

(۱) عدنان یوسف، faridi@awazthevoice.in-06-29-2023

۱۔افریقہ کے غریب ممالک (جیسے نائیجر،مالی،صومالیہ،سوڈان وغیرہ)
۲ ۔ایشیا کے غریب یا متاثرہ ممالک (جیسے پاکستان،بنگلہ دیش،انڈونیشیا،افغانستان)
۳۔مشرق وسطیٰ کے بعض پسماندہ علاقے۔
۴۔بعض اوقات یورپ یا دیگر خطوں میں مقیم مستحق مسلم کمیونٹیز کو بھی دیا جاتا ہے (خاص مواقع پر)

قربانی کا گوشت ضائع کرنا درست نہیں

قربانی کے گوشت کو دفن کرنا ضیاعِ مال کی وجہ سے جائز نہیں ہے،اگر خود ضرورت نہ ہو تو گوشت غرباء،مساکین یا دیگر مسلمانوں میں تقسیم کر دینا چاہیے،اگر ایک علاقے میں ضرورت نہ ہو تو دوسرے علاقے میں بھیج دیا جائے اور وہاں ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

فتاوی رحیمیہ میں ہے: ’’۔۔۔گوشت کا دفن کر دینا جائز نہ ہو گا کہ اضاعتِ مال ہے‘‘۔(۱)

(۱) فتاوی رحیمیہ،کتاب الاضحیۃ: ۱۰/ ۳۳،ط: دارالاشاعت

آٹھواں اعتراض

کیا قربانی کرنے والے دہشت گرد ومتشدّد ہوتے ہیں؟

سائنس بتاتی ہے کہ انسان جو کچھ کھاتا ہے اس کا اثر اُس کے رویے پر پڑتا ہے، پھر اسلام مسلمانوں کو غیر نباتاتی خوراک، یعنی گوشت وغیرہ کھانے کی اجازت کیوں دیتا ہے؟ جبکہ جانوروں کا گوشت کھانے سے ایک شخص ظالم اور متشدد ہوسکتا ہے۔

پہلا جواب:

اس بات سے اتفاق کیا جاسکتا ہے کہ انسان جو کچھ کھاتا ہے اس کا اس پر اثر پڑتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام درندوں اور چیر پھاڑ کرنے والے جانوروں کا گوشت کھانے سے منع کرتا ہے اور ان کے گوشت کو حرام قرار دیتا ہے، مثلاً: شیر، چیتا وغیرہ جو پُرتشدد اور خونخوار جانور ہیں، ان جانوروں کا گوشت کھانے سے ایک شخص متشدد اور ظالم ہوسکتا ہے، اسلام صرف چرندوں یا سبزی خور جانوروں کا گوشت استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے، جیسے گائے، بھیڑ، بکری وغیرہ جو کہ پُرامن اور فرمانبردار ہوتے ہیں۔

مسلمان پُرامن اور سدھائے جانے والے جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں کیونکہ وہ خود امن پسند اور صلح جو لوگ ہیں۔ "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا"، رسول تمھیں جو کچھ دیں، وہ لے لو اور جس سے روکیں، اس سے رُک جاؤ۔(۱)

ایک مسلمان کے لیے نبی ﷺ کا یہ فرمان کافی ہے کہ اللہ چاہتا ہے انسان وہ گوشت

(۱) الحشر: ۵۹/۷

کھائیں جس کی اللہ نے انھیں اجازت دی ہے اور وہ مت کھائیں جس کی اجازت نہیں دی۔

درندوں کا گوشت حرام ہونے کی احادیث

صحیحین کی بعض مستند حدیثوں میں نبی کریم ﷺ نے درج ذیل دو قسموں کے جانور حرام قرار دیے ہیں:

ذی ناب: وہ جنگلی جانور جن کے دانت نوکیلے ہوں، یعنی گوشت خور درندے اور جو بلی کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً: شیر، چیتا، کتا، بلی اور بھیڑیا وغیرہ۔ کترنے والے جانور، جیسے چوہیا، چوہا وغیرہ، رینگنے والے جانور، مثلاً: سانپ اور مگر مچھ وغیرہ۔ (یہ سب ''ذی ناب'' یعنی نوکیلے دانتوں والے جانور ہیں)

ذی مخلب: پنجوں سے شکار کرنے والے تمام پرندے، جیسے گدھ، عقاب، کوے اور اُلّو وغیرہ۔

دوسرا جواب: ایسی کوئی سائنسی شہادت موجود نہیں جو ثابت کرتی ہو کہ غیر نباتاتی خوراک، یعنی گوشت کھانے سے انسان متشدد ہو جاتا ہے۔

تیسرا جواب: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ ''کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ گوشت خوری سے انسان میں تشدد اور ہنسا (violence) کا مزاج بنتا ہے اور یہ انسان پر منفی اخلاقی اثر ڈالتا ہے؛ لیکن دنیا کی تاریخ اور خود ہمارے ملک کا موجودہ ماحول اس کی تردید کرتا ہے، آج ہندوستان میں جہاں کہیں ہندو مسلم فسادات ہوئے ہیں اور جن لوگوں نے میرٹھ اور بھاگلپور میں ظلم وستم کا ننگا ناچ کیا ہے، وہ سب کچھ ان لوگوں کے ہاتھوں ہوا ہے جو سبزی خور ہیں اور گوشت خوری کے مخالف ہیں۔

راہنمایانِ عالم میں شری گوتم بدھ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو عدم تشدد اور رحم دلی کا سب سے بڑا داعی اور نقیب تصور کیا جاتا ہے؛ لیکن کیا یہ برگزیدہ شخصیتیں گوشت نہیں کھاتی تھیں؟ یہ سبھی گوشت خور تھے، گوتم بدھ نہ صرف گوشت خور تھے، بلکہ دمِ آخر میں بھی گوشت کھا کر ہی ان

کی موت ہوئی تھی۔

اور ہٹلر سے بھی بڑھ کر کوئی تشدد، جوروستم اور بے رحمی کا نقیب ہوگا؟ لیکن ہٹلر گوشت خور نہیں تھا، صرف سبزی کو اپنی غذا بناتا تھا، اس لیے یہ سمجھنا کہ ہنسا اور اہنسا کا تعلق محض غذاؤں سے ہے، بے وقوفی اور ناسمجھی ہی کہی جاسکتی ہے، جب تک دلوں کی دنیا تبدیل نہ ہو، انسان انسانیت سے محبت کرنا نہ سیکھے، خدا کا خوف نہ ہو اور آخرت میں جواب دہی کا احساس نہ ہو تو محض غذائیں انسان کے مزاج ومذاق کو تبدیل نہیں کرسکتیں"۔(۱)

گائے کے گوشت کے شبہ میں دہشت گردی کے واقعات

چوتھا جواب:

۱۔اکبر خان میوات کے ایک گاؤں کا رہنے والا تھا، اُسکے تین بچے تھے اور ایک گائے، جولائی 2018 کی ایک صبح وہ دو اور گائیں لینے شہر کیطرف نکلا، چند گھنٹوں بعد خون میں لت پت جھاڑیوں میں کراہتا ہوا ملا، آنکھ بگڑی ہوئی، ناک اور گردن، بازو اور ٹانگیں متعدد مقامات سے ٹوٹے ہوئے، پولیس پہلے گائے کو گوءشالہ چھوڑ آئی اور کوئی تین گھنٹے بعد اکبر کو ہسپتال، جہاں پہنچتے ہی اُسنے دَم توڑ دیا، محض کیس درج کروانے میں ڈیڑھ مہینہ لگا، بقول اُسکی بیوہ کے" گایوں کی محبت اکبر کو لے ڈوبی"

۲۔اَنبوہ گردی یا گِروہی قتل کا یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں تھا، اِس سے پہلے اپریل سترہ میں پہلُو خان کو بھی میوات ہی میں گائے سمگلنگ کے شُبہ میں گھسیٹ گھسیٹ کر سڑک پر ہی مار ڈالا گیا تھا۔

۳۔دہلی کے دہانے پر بلند شہر، دَدری گاؤں کے اخلاق کو بھی ستمبر 2015 میں گائے کاٹ کر فریز کرنے کی اَفواہ پھیلا کر مار ڈالا گیا تھا جبکہ اُسکا اَدھ موًا نوجوان پسر مہینوں بعد جانبر ہوا۔

(۱) جدید فکری مسائل: ۱/ ۱۸۳

۴۔عید سے صرف ایک ہفتہ پہلے مَدھیہ پردیش میں دو بھائیوں اور ایک عورت کو بھی گوشت لیجانے کے شُبہ میں درخت سے باندھ کر بہیمانہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔تمام واقعات میں دہشت کا دائرہ بڑھانے کیلئے ویڈیوز بھی وائیرل کردی گئی۔

یہ اور اِس نوعیت کے دُوسرے وحشیانہ واقعات گِنے چُنے نہیں بلکہ پنج سالہ مُودی سرکار میں تقریباً ۱۲۷ مسلمانوں اور کچھ دلِتوں کو گائے لانے لیجانے یا ماس خوری کی پاداش میں گاؤ رکشکوں (محافظوں) نے بھیڑ بھاڑ اور شور شرابا کر کے لرزا دینے والی لٹھ بازی کا نشانہ بنایا۔

جن میں ۸۷؍افراد دم توڑ گئے اور باقی ناقابل بیان حد تک ذخمی، عورتیں بھی اس بربریت سے بچ نہ سکیں ڈنڈا برداری اور گالم گلوچ کی گُونج میں وہ مظلوم مسلمانوں کو ''جے شری رام'' کی صدائیں لگانے پر مجبور کرتے ہیں اور بعضوں کو پانی مانگنے پر گائے کا مُوت پیش کرتے ہیں،کئی مضروب ومقتول ایسے ہیں جنکے گھروالوں کو بھی طرح طرح سے ہراساں کیا جاتا ہے۔

کانگریس کے دانشور نیتا ششی تھرُور کے الفاظ میں ''ہندوستان میں گائے کا جیؤن ایک مسلمان سے زیادہ محفوظ ومحترم ہے'' دراصل گائے کا تقدُس بہانہ ہے،مسلمان نشانہ ہے۔(۱)

ششی تھرُور کی رائے میں اگر ویوک آنند زندہ ہوتے تو راشٹریہ گر اُنکو بھی بھیڑ ہنسا میں قتل کرواڈالتے۔

یہ غنڈہ گردی تو گوشت خوری کے خلاف لوگوں کی ہے،اور اُن لوگوں پر ہے جو گوشت کھاتے ہیں۔

دیش ماساہاری اور شاکاہاری؟

معاملہ یہاں تک لے آیا گیا ہے کہ پورا دیش ''ماساہاری اور شاکاہاری'' دو قوموں میں

(۱) تحریر: امجد نذیر، 11 Jun, 2019

بَٹ چُکا ہے اور در پردہ مقصد بھی یہی ہے گائے نہ صرف ہندؤں،مسلمانوں،دلِتوں،میحیوں، سکھوں اور بُودھیوں کے درمیان افقی اور عمودی تفریق کا ہتھیار ہے بلکہ حقوقِ انسانی کی تحقیر کا دھرمی ذریعہ اور طریقہ بھی بشمول اور حربوں کے گائے بھی اقلیتوں پر خوف کی چھایا قائم رکھنے کا حوالہ ہے، پولیس، پسماندہ خیال ہندُ وتوا گردینیا، رکشکوں کی رکشا کرتے ہیں بال ٹھاکرے کی شیوّ سَینا جیسی کٹر ہندو تنظیمیں تشدد کی تربیت دیتی ہیں،قتل کے بعدوہ جلسے جلوسوں میں دھمکیاں دیتے ہیں کہ ''جس دن ہمارا سَر گھوم گیا ہم گاؤ ماتا کی آن میں رام دھرتی سے موسلوں کا صفایا کردیں گے''۔(۱)

خوف کے نعرہ کی حقیقت

ہندوستان میں ہر آئے دن ہندو مذہب اور ہندبھائی خطرے میں ہونے کے نعرہ لگتے ہیں،جس سے جذباتی لوگوں میں تشدد کا روّیہ پیدا ہونا شروع ہوجاتا ہے،اس ایسے سمجھیں کہ پاکستان میں تحفظِ اسلام کے لئے کئی ایک قوانین ترتیب دیے جاچکے ہیں،بھلا ایک ایسا مُلک جسمیں ۹۶ رفیصد سے ذائدلوگ مسلمان ہوں وہاں اسلام کو کیا خطرہ ہوسکتا ہے؟ یا پھر قلیل اور منتشر اقلیت سے کیا خوف ہوسکتا ہے؟ لیکن مسئلہ اقلیت کا یا کسی متوقع خطرے کو روکنا نہیں بلکہ ہندوتواء پسند راشٹریہ کی طرح طاقت تک رسائی اور اپنی دھاک بٹھانا ہے ،اسی طرح بھارت کی اعسکری طاقت ،سیاسی طاقت ،مالی طاقت ،ہر اعتبار سے ہندوغالب ہیں پھر بھی ہندومذہب کو کیا خطرہ،گائے کشی کے نام سے لگنے والے الزامات کے اعداد وشُمار گواہ ہیں کہ اقلیتوں کی تعداد محض فیصد ۱۵ر ہے مگر اُن پر لگنے والے الزامات کی شرح ۶۵ رفیصد کے قریب ہے۔(۲)

---

(۱) بحوالہ: نیادور، 11 Jun, 2019، امجدنذیر صاحب

(۲) بحوالہ: نیادور، 11 Jun, 2019، امجدنذیر صاحب

تشدّد تحفظ پر ختم نہیں ہوتا

حقیقت یہ ہے کہ تشدد تحفظ پر ختم نہیں، بلکہ شروع ہوتا ہے، دنیا میں متفرق تنازعات نے ثابت کیا ہے کہ تشدد، تشدد کو جنم دیتا ہے، جب کسی اقدام کو روکنے کے لئے کُھلے عام بربریت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے تو ویسا ہی ردِعمل جڑ پکڑتا ہے اور پُرتشدد رجحانات عام ہوکر معاشرتی نفسیات کا حصہ بن جاتے ہیں۔ ہندوستان ہو یا پاکستان، مقدس گائے کا مسئلہ ہو یا حرمتِ اسلام کا، بات آگے بڑھتی ہے اور ہر دوسرے معاملے میں لوگ ہاتھا پائی اور دنگا فساد کے ذریعے خود ہی مسائل سے نمٹنا شروع کر دیتے ہیں اور ریاستی ادارے تعاقب کرتے رہ جاتے ہیں، مشتعل انبوہ گردی سراسر مذہبی جذبات پر مبنی خودکار اقدامات نہیں ہوتے بلکہ کہیں نہ کہیں اُنہیں سیاستدانوں یا نیتاؤں کی حمائت یا سہولت ہوتی ہے۔

کیا ماضی کے تمام لوگ دہشت گرد تھے؟

پانچواں جواب: مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی لکھتے ہیں: ”اکثر مذاہب میں اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق قربانی کا تصور رہا ہے، یہودیوں کے مختلف تہواروں میں قربانی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اور بائبل میں متعدد مواقع پر اس کا ذکر موجود ہے، یہاں تک کہ بعض وہ قومیں جو اپنے آپ کو 'ذبح حیوان' کا مخالف کہتی ہیں، وہ بھی مذہبی قربانی کی قائل ہیں، جیسے ہندو بھائی، کہ ان کے یہاں بعض تہواروں میں اور بعض استھانوں پر جانور کی قربانی دی جاتی ہے، عربوں میں اسلام سے پہلے اُن باطل دیویوں اور دیوتاؤں کے نام پر قربانی دی جاتی تھی، جن کو وہ خدائی میں شریک تصور کرتے تھے، حج کے موقعہ پر بھی قربانی کی قدیم روایت چلی آرہی ہے اور اسلام سے پہلے بھی منیٰ میں قربانیاں کی جاتی تھیں، اسلام نے ان غلط تصورات اور اعتقادات کی تردید کی، جو قربانی سے وابستہ کر لئے گئے تھے، اور طریقہ کار کی بھی اصلاح کی، فکر وعقیدہ کی اصلاح سے مراد یہ ہے کہ لوگوں نے قربانی کو ایک مشرکانہ عمل بنا رکھا

تھا،اسلام نے اس کوعقیدۂ توحید کا مظہر بنادیا،اورطریقۂ کار کی اصلاح یوں فرمائی کہ قربانی کے جانورکو ذبح کرنے کے سلسلہ میں جو تکلیف دہ اوراذیت رساں طریقے مروج تھے،ان سے منع فرمادیا گیا'' ۔اب اس عمل کو اسلام کا احسان سمجھنے کے بجائے تشدد سمجھنے والوں سے سوال ہے کہ کیا ماضی اورحال کے یہ تمام لوگ دہشت گرد تھے یانہیں؟(۱)

ایک انسان کو ہفتہ میں کتنا گوشت کھانا چاہئے؟

چھٹواں جواب:

شریعت کی بالفرض نہ مانیں سائنس کی تومانیں گے،سائنس کیا کہتی ہیں دیکھ لیں!

گوشت انسانی خوراک کاایک اہم جزو ہے ۔اس سے انسانی صحت پرکئی اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں ۔گوشت سے جسم کو پروٹین، لحمیات ،آئرن ،وٹامن بی وغیرہ حاصل ہوتی ہیں جوایک صحت مند جسم کے لئے ضروری ہیں تاہم گوشت کی حد سے زیادہ مقدار کااستعمال کسی بھی انسان کے لئے سودمند کے بجائے مصیبت بن جاتا ہے ۔کیوں کہ ہرقسم کی غذا کے اپنے فوائداورنقصانات ہوتے ہیں اس لئے عام روٹین میں ضرورت کے مطابق کھانا چاہئے اورایک مخصوص حد سے زیادہ استعمال نہیں کرنا چاہئے ۔ برطانوی نشریاتی ادارہ بی بی سی میں شائع رپورٹ کے مطابق بالغ افراد کو یومیہ 70 گرام جب کہ ہفتے میں 500 گرام یعنی سات دنوں میں صرف نصف کیلو گوشت کھانا چاہئے جسے برطانیہ کے صحت کے حوالے سے قائم کردہ سائنٹفک ایڈوائزری کمیشن نے اپنے شہریوں کے لئے تجویز کیا۔

یونیورسیٹی الباماامریکہ کی رپورٹ

امریکہ کی یونیورسیٹی الباما میں امریکی تحقیقی ماہرین نے گوشت خوری اورسبزی خوری کے فوائد اورنقصانات پرتحقیقی مطالعہ کیا،جس میں لوگوں کی غذائی عادتوں کی نگرانی اوران

(۱)جدیدفکری مسائل

کے صحت پر پڑنے والے اثرات کا معائنہ کیا۔ ماہرین نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار لوگوں کا ڈیٹا جمع کیا۔

اس کی روشنی میں رپورٹ مرتب کی اور بتایا کہ صرف سبزی خوری کے بہت زیادہ نقصان ہیں۔ سبزی کا مستقل استعمال انسان میں ڈپریشن پیدا کردیتا ہے جس کی وجہ سے بعض لوگ خودکشی کرلیتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ لوگ جو خوراک میں گوشت استعمال کرتے ہیں، ان کی ذہنی صحت بہتر رہتی ہے اور وہ مضبوط اعصاب کے مالک ہوتے ہیں۔ تحقیقی ٹیم کے سربراہ ڈاکٹر ایڈورڈ آرجر کا کہنا ہے: ہم لوگوں کو نصیحت کریں گے کہ اگر آپ ڈپریشن، ذہنی خلفشار اور خود کو نقصان پہنچانے کے خطرناک رویے سے بچنا چاہتے ہیں تو خوراک میں سبزی کے ساتھ گوشت کا بھی استعمال کریں۔(۱)

مذکورہ تحقیقات کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوگئی کہ انسان کے لئے اللہ تعالی کی پیدا کی گئی مختلف تاثیر والی بے شمار غذاؤں میں عمدہ غذا گوشت ہے۔

(۱) نوائے وقت، پورٹل یکم مئی ۲۰ء

نواں اعتراض

اسلام میں ذبح کرنے کا طریقہ ظالمانہ ہے؟

مسلمان جانوروں کو ظالمانہ طریقے سے دھیرے دھیرے کیوں ذبح کرتے ہیں؟

جانور ذبح کرنے کا اسلامی طریقہ ''ذبیحہ'' غیر مسلموں کی اکثریت کے نزدیک تنقید کا باعث ہے، اگر کوئی مندرجہ ذیل نکات کو سمجھ لے تو وہ جان سکتا ہے کہ ذبح کرنے کا یہ طریقہ نہ صرف رحمدلانہ ہے بلکہ سائنسی لحاظ سے بھی بہترین ہے۔

ذبح کرنے کا اسلامی طریقہ

اسلامی طریقے سے جانور ذبح کرنے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا خیال رکھنا چاہیے:

جانور کو تیز دھار چاقو یا چھری سے تیزی سے ذبح کرنا چاہیے تا کہ جانور کو کم سے کم تکلیف ہو۔

''ذبیحہ'' عربی لفظ ہے جس کا مطلب ہے: ''ذبح کیا گیا'' جانور کو ذبح کرنے کا عمل اس کا گلا، سانس کی نالی اور گردن میں موجود خون کی نالیاں کاٹ کر انجام دینا چاہیے۔

سر اُتارنے سے پہلے خون کو مکمل طور پر بہ جانے دینا چاہیے۔ خون کی بیشتر مقدار نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ خون میں جراثیم نشو ونما پا سکتے ہیں۔ حرام مغز کو نہیں کاٹنا چاہیے کیونکہ دِل کو جانے والے اعصاب کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور یوں دِل کی دھڑکن رک جانے کی وجہ سے خون مختلف نالیوں میں منجمد ہو جاتا ہے۔

خون میں جراثیم اور بیکٹیریا

خون مختلف قسم کے جراثیم، بیکٹیریا اور زہروں (Toxins) کی منتقلی کا ذریعہ ہے، اس

لیے مسلمانوں کا ذبح کرنے کا طریقہ زیادہ صحت منداور محفوظ ہے کیونکہ خون میں تمام قسم کے جراثیم ہوتے ہیں جو مختلف بیماریوں کا باعث بنتے ہیں، لہٰذا زیادہ سے زیادہ خون جسم سے نکل جانے دینا چاہیے۔

ذبیحہ گوشت کی تازگی

جانور اسلامی طریقے سے ذبح کیا جائے تو خون کے ممکنہ حد تک شریانوں سے نکل جانے کی بدولت گوشت ذبح کرنے کے دوسرے طریقوں کی نسبت زیادہ دیر تک تازہ رہتا ہے۔

جانور کو تکلیف نہیں ہوتی گردن کی شریانیں تیزی کے ساتھ کاٹنے سے دماغ کے اس عصب (Nerve) کی طرف خون کا بہاؤ رک جاتا ہے جو احساس درد کا ذمہ دار ہے۔ یوں جانور کو درد محسوس نہیں ہوتا۔ جانور جب مرتے وقت تڑپتا ہے یا ٹانگیں ہلاتا اور مارتا ہے تو یہ درد کی وجہ سے نہیں بلکہ خون کی کمی کے باعث عضلات کے پھیلنے اور سکڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور خون کی کمی کا سبب خون کا جسم سے باہر کی طرف بہاؤ ہوتا ہے۔

اسلامی طریقہ سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا ہے

قربانی کے ذریعے جانوروں کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اور ان کو ادھر ادھر بے چارہ چھوڑنے کے بجائے لوگ پالتے ہیں اور ان کو یوں ہی بے یار و مددگار تڑپ تڑپ کر مرنے کے لیے نہیں چھوڑا جاتا بلکہ احسان کے ساتھ اللہ کے لیے ذبح کیا جاتا ہے۔ جرمنی کی ایک یونیورسٹی Hanover University کے پروفیسر Schultz اور ان کے رفیق کار ڈاکٹر Hazem نے عملی تجربے سے ثابت کیا کہ اسلامی طریقہ ذبح انتہائی رحمدلانہ اور سب سے اچھا ہے، کیونکہ اس میں جانور کو کم سے کم تکلیف ہوتی ہے، اس کے برعکس ’’کیپٹو بولٹ اسٹننگ‘‘ (Captive Bolt Stunning) سے جانور کو بہت زیادہ

اذیت پہنچتی ہے۔

اسلامی طریقہ پر ذبح کا سائنسی فلسفہ

اسلام میں ذبح (ذبیحہ) کا طریقہ نہ صرف روحانی اعتبار سے بامقصد ہے، بلکہ سائنسی و اخلاقی لحاظ سے بھی اسے ایک رحم دل اور کم تکلیف دہ طریقہ سمجھا جاتا ہے بشرطیکہ اسے صحیح طریقے سے انجام دیا جائے۔

۱۔جانور کو پانی پلایا جائے، آرام دیا جائے، اور بغیر کسی اذیت کے ذبح کے مقام پر لایا جائے۔

۲۔تیز دھار چھری سے ایک ہی وار میں حلق، نرخرہ اور شہ رگیں کاٹ دی جاتی ہیں، تاکہ جانور جلدی بے ہوش ہو جائے۔

۳۔جانور کو دوسرے جانوروں کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔

۴۔اللہ کا نام (بسم اللہ اللہ اکبر) لے کر ذبح کیا جاتا ہے تاکہ یہ عمل صرف خوراک کے لیے ہو، ظلم کے لیے نہیں۔

ذبح اسلامی سائنسی نقطہ نظر سے

تحقیقات کے مطابق، جب ذبح اسلامی طریقے سے کیا جاتا ہے تو:

۱۔دماغ کو خون کی سپلائی فوراً بند ہو جاتی ہے جس سے جانور فوراً بے ہوش ہو جاتا ہے۔

۲۔پٹھوں کی حرکتیں (twitching) محض Reflex actions ہوتی ہیں، جنہیں اکثر لوگ غلطی سے "تکلیف" سمجھتے ہیں۔

۳۔خون کے نکلنے سے گوشت زیادہ صاف، محفوظ اور دیرپا ہوتا ہے۔

بغیر ذبح کیے (یعنی بغیر خون نکالے) جانور کا گوشت کھانے کے سائنسی لحاظ سے کئی نقصانات ہو سکتے ہیں۔ آئیے مرحلہ وار سمجھتے ہیں:

▪ خون کا باقی رہنا بیماریوں کا سبب ہے

جب جانور ذبح کے بغیر مارا جاتا ہے (جیسے گولی مار کر یا stunning کے ذریعے)، تو اکثر اوقات خون جسم کے اندر رہ جاتا ہے۔

۲۔خون خود : بیکٹیریا، وائرس اور ٹاکسن (زہریلے مادے) کا گڑھ ہوتا ہے۔

۳۔گوشت کو جلدی خراب کرتا ہے: خوراکی زہریلا پن (food poisoning) کا خطرہ بڑھاتا ہے، بدبو دیتا ہے اور گوشت کا ذائقہ بھی متاثر ہوتا ہے۔

ناقص صفائی اور جراثیم

ا۔خون کے مکمل خارج نہ ہونے کی وجہ سے: گوشت میں کولائی (E. coli)، سلمونیلا (Salmonella) جیسے خطرناک جراثیم زیادہ دیر زندہ رہتے ہیں۔

۲۔ان سے پیٹ کی بیماریاں، الٹی، اسہال، بخار اور حتیٰ کہ موت بھی ہو سکتی ہے۔

۳۔پیکنگ اور اسٹوریج میں زیادہ احتیاط درکار ہوتی ہے، ورنہ خراب ہو جاتا ہے۔

گوشت کی کوالٹی اور ساخت

بغیر خون نکالے:

ا۔گوشت سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔

۲۔ذائقہ اور نرمی (tenderness) متاثر ہوتی ہے۔

۳۔گوشت کی شیلف لائف (shelf life) کم ہو جاتی ہے، یعنی جلدی خراب ہوتا ہے۔

حلال و پاکیزہ غذا کا فرق

اسلام میں صرف وہی جانور حلال ہوتے ہیں جنہیں اللہ کا نام لے کر اور خون بہا کر ذبح کیا جائے، تاکہ:

۱۔روحانی پاکیزگی بھی شامل ہو۔
۱۔جسمانی صفائی بھی حاصل ہو۔
۳۔یہ عمل جانور کے لیے بھی کم تکلیف دہ ہو۔

بیکٹیریا کی افزائش اور صحت کے خطرات

جب جانور کو ذبح کیے بغیر مارا جاتا ہے، تو خون جسم میں رہ جاتا ہے، جو بیکٹیریا کی افزائش کے لیے موزوں ماحول فراہم کرتا ہے۔ اس سے گوشت میں E.coli، Salmonella، اور Staphylococcus aureus جیسے خطرناک جراثیم کی موجودگی کاامکان بڑھ جاتا ہے، جوفوڈ پوائزننگ اور دیگر بیماریوں کا سبب بن سکتے ہیں۔

گوشت کی کوالٹی اور ذخیرہ کرنے کی مدت میں کمی

خون میں موجود ہیموگلوبن اور دیگر اجزاء آکسیڈیشن کے عمل کو تیز کرتے ہیں، جس سے گوشت کی رنگت خراب ہوتی ہے اور ذائقہ متاثر ہوتا ہے۔اس کے علاوہ، گوشت کی ذخیرہ کرنے کی مدت بھی کم ہو جاتی ہے، کیونکہ باقی رہ جانے والا خون بیکٹیریا کی افزائش کو بڑھاتا ہے۔

گوشت کی رنگت اور خوشبو پر اثرات

خون کی مکمل صفائی نہ ہونے سے گوشت کی رنگت سیاہی مائل ہو سکتی ہے، جو صارفین کے لیے غیر مرغوب ہوتی ہے، اس کے علاوہ، باقی رہ جانے والا خون گوشت کی خوشبو کو بھی متاثر کرسکتا ہے، جس سے اس کی مارکیٹ ویلیو کم ہو جاتی ہے۔

فوڈ سیفٹی کے معیارات کی خلاف ورزی

بغیر ذبح کیے جانور کا گوشت کھانا فوڈ سیفٹی کے بین الاقوامی معیارات کی خلاف ورزی ہو سکتی ہے، کیونکہ اس میں بیکٹیریا کی موجودگی کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے، جو انسانی صحت کے

لیے مضر ہے۔

خلاصہ: بغیر ذبح کیے جانور کا گوشت کھانے سے صحت کے خطرات بڑھ جاتے ہیں، گوشت کی کوالٹی متاثر ہوتی ہے، اور اس کی ذخیرہ کرنے کی مدت کم ہو جاتی ہے۔ اسلامی طریقہ ذبح نہ صرف مذہبی لحاظ سے اہم ہے بلکہ سائنسی اعتبار سے بھی صحت منداور محفوظ گوشت کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے۔

دسواں اعتراض

قربانی کے بجائے رفاہی خدمات کیوں نہیں کرتے؟

قربانی کے دنوں میں سیلاب یا کسی اور قسم کی ناگہانی آفات کا سلسلہ رونما ہو جاتا ہے، ایسی صورتحال میں بعض لبرل حضرات یہ کہتے سنائی دیتے ہیں ''ہمارے ملک میں تباہ کن سیلاب آیا ہے، جس سے کافی جانی و مالی نقصان ہوا ہے، لاکھوں لوگ بے گھر ہیں، قربانی کو موقوف کر کے یہ رقم ان متاثرین کو بطور امداد دی جائے تاکہ اُن کی مشکلات میں کمی ہو سکے، لوگ حج و عمرہ کے بجائے یہ رقم سیلاب زدگان پر خرچ کریں تو انہیں کئی حج اور عمروں کا ثواب ملے گا'' بظاہر اس رائے میں بڑی اپیل ہے۔

موضوع کی تفصیل میں جانے سے قبل چند اصول ملاحظہ فرمالیں:

۱۔ دین کا مدار محض عقل پر نہیں ہے اور نہ ہی ہر حکم کو مادّی پیمانوں پر پرکھا جائے گا، بلکہ شریعت کے احکام کا مدار وحیِ ربّانی پر ہے، اسلامی عبادات تعبّدی امور ہیں، یعنی جو شریعت نے بتایا، اس پر سرِ تسلیم خم کرنا اور بلا چوں و چرا عمل کرنا ہے، وہ جس کیفیت کے ساتھ کتاب وسنت میں وارد ہوا ہے اور جس وقت جن اوقات کے ساتھ مربوط ہے ان کو اسی طرح اور انہیں اوقات میں ادا کرنا ہے۔ اسے دوسری چیز کے ساتھ بدلا نہیں جاسکتا، مربوط اوقات کے علاوہ کی طرف موخر اور پھیرا اور منتقل نہیں کیا جاسکتا۔

۲۔ دین کے فرائض و واجبات کو ساقط کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ وہ عبادات جو شریعت میں مقرر اور مشروع ہیں، وہ بجائے خود مقصود ہیں اور ان کو شارع کے حکم کے

مطابق بجالانا ضروری ہے۔

۳۔ہمیشہ سے اللہ تعالیٰ کا یہ نظام چلا آرہا ہے کہ انسانوں یا جانوروں کو جس چیز کی ضرورت جتنی زیادہ ہوتی ہے،حق تعالی شانہ اس کی پیدائش اور پیداوار بڑھا دیتے ہیں اور جس چیز کی جتنی ضرورت کم ہوتی ہے تو اس کی پیداوار بھی اتنی ہی کم ہو جاتی ہے۔(۱)

شرعی احکام کا علم وعظمت نہ ہونے کا نقصان

بعض لوگ جو احکامِ شریعت کی فقہی حیثیت سے واقف نہیں ہیں،مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر اپنے مزاج اور رائے کو شریعت کے تابع کرنے کے بجائے کہتے ہیں کہ جانوروں کا خون بہانے کے بجائے صدقہ وخیرات کر کے فلاحی کام میں لگانا چاہیے کہ اس وقت فلاحی کام کی عامۃ المسلمین کو بہت ضرورت ہے،امت کے ایک گروہ کا مزاج یہ بنتا جارہا ہے کہ ملت کی ضروریات کو پوری کرنے کے لیے الگ سے کوئی رقم خرچ نہ کی جائے؛بلکہ دینی واجبات کے طور پر جن رقوم کی ادائیگی کی ضرورت ہے ان ہی کو ایسے ملی کاموں میں صرف کردیا جائے؛جیسے: زکوۃ،قربانی،صدقۃ الفطر؛ ان ہی سے بچوں کو عصری تعلیم دی جائے،بے روزگار نوجوانوں کو فنی تربیت دی جائے،ٹی وی چینل قائم کئے جائیں،میڈیا سے متعلق سرگرمیوں کو انجام دیا جائے،ہاسپٹل تعمیر کئے جائیں؛غرض کہ یہ حقیری سی رقم جو غرباء کی حاجت روائی کے لیے شریعت نے مقرر کی ہے،سارے کام اسی سے لیے جائیں۔

ایامِ اضحیہ میں افضل ترین عمل

[۱]سال کے ان مبارک دنوں کا افضل ترین عمل جو تمام قدیم شریعتوں میں کسی نہ کسی شکل میں موجود تھا،اسے چھوڑ کر عقل وقیاس یا ہمدردی وخیرخواہی کے گھوڑے دوڑانا

(۱) آپ پوری دنیا کا سروے کریں کہ جن ممالک میں قربانی کے اس عظیم الشان حکم پر عمل کیا جاتا ہے،کیا ان ممالک میں قربانی والے جانور ناپید ہو چکے ہیں یا پہلے سے بھی زیادہ موجود ہیں؟!،آپ کبھی اور کہیں سے بھی یہ نہیں سنیں گے کہ دنیا سے حلال جانور ختم ہو گئے ہیں یا اتنے کم ہو گئے ہیں کہ لوگوں کو قربانی کرنے کے لیے جانور ہی میسر نہیں آئے۔

عقل کو بٹا لگانے کے مترادف ہے، انہیں یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ فلاحِ حقیقی اور فلاحِ دارین تو اللہ کا حکم پورا کرنے سے ملتی ہے اور اللہ کا حکم تو یہ ہے کہ قربانی کے تین دنوں میں جانور کا نذرانہ دینے سے بہتر کوئی عمل ایسا نہیں جو ابن آدم اللہ کی بارگاہ میں پیش کر سکے۔

بقرعید اور قربانی بھی ایک علامتی عمل ہے، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے بارے میں فرمایا کہ یہ محض جانور کو ذبح کرنا نہیں ہے؛ بلکہ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

"سنت ابیکم ابراھیم"(۱)

اور اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن سب سے افضل عمل یہ ہے کہ انسان قربانی کرے۔

"ما عمل آدمی فی ھذ الیوم افضل من یھراق الا ان یکون رحمامطوعۃتوصل"(۲)

رسول اللہ ﷺ کو قربانی کا اس درجہ اہتمام تھا کہ آپ ﷺ نے مدنی زندگی کے پورے دس سالوں میں سے ہر سال قربانی فرمائی۔

"أقام النبی ﷺ جالمدینۃ عشر سنین یضحی"(۳)

اس عمل کی اہمیت کی وجہ سے آپ ﷺ نے اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ قربانی کے وقت تم وہاں موجود ہو، اس کا اجر یہ ہے کہ ہر خطرۂ خون کے بدلہ تمہارے پچھلے گناہ معاف کئے جائیں گے۔

"فان لک بک قطرۃ من دمھا ان یغفر لک ما سلف من ذنوبک"(۴)

---

(۱) مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، حدیث نمبر: ۷۶۴۱

(۲) معجم الکبیر، حدیث نمبر: ۱۰۹۴۸، عن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) ترمذی، کتاب الاضاحی، حدیث نمبر: ۱۵۰۴، عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴) مستدرک حاکم، کتاب الاضاحی، حدیث نمبر: ۷۳۵۳

☆ہمیں سمجھنا چاہئے کہ یہ بات شریعت کی روح اور شارع کے فرمان کے خلاف ہے حقیقی فلاح اللہ کا حکم پورا کرنے سے ملتا ہے اور اللہ کے نزدیک ایام نحر میں جانور کا نذرانہ دینے سے بڑھ کر کوئی عمل محبوب نہیں۔

موجودہ زمانے میں غربت زیادہ ہے یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں زیادہ تھی؟

[۲] نیز قربانی ایک مستقل واجب عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے دس سالہ قیام میں ہر سال قربانی فرمائی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، اسلاف رحمۃ اللہ علیہم، اکابرین اسلام اور پوری امت کا متواتر اور مسلسل عمل بھی قربانی کرنے کا ہے، جبکہ امت مسلمہ کا ماضی آج کے بمقابل فاقہ ومحتاجگی کا زیادہ شکار تھا، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ قربانی کے بجائے صدقہ کو ترجیح دی گئی ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں غربت دورحاضر کی نسبت بہت زیادہ تھی، اگر جانور ذبح کرنا مستقل عبادت نہ ہوتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جانور ذبح کرنے کے بجائے غریبوں کی مدد کرتے؛ اگر قربانی کے مقابلے فلاحی کاموں، ہسپتالوں کی تعمیر اور انسانیت کی فلاح وبہبود پر خرچ موزوں اور ضروری ہوتا تو عہد نبوی میں قربانی کے بجائے غریب اور بدحال انسانیت پر خرچ کرنا ضروری قرار دیا جاتا؛ کیوں کہ عہد نبوی میں بھی غریب طبقے تھے اور امت پر آپ کی شفقت ومہربانی عیاں ہے؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام صورت حال کے باوجود اس موقع پر اللہ کے حضور قربانی پیش کرنے کا حکم دیا؛ تاریخ میں ایسا ایک واقعہ بھی نہیں ملتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی ترک فرمائی ہو۔

قربانی کا مقصد تصدق علی الغرباء نہیں ہے

[۳] اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اسلام نے زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ وخیرات کے ذریعہ غریبوں کی مدد کی بہت ترغیب دی ہے؛ مگر قربانی کا مقصد محض غریبوں کی مدد کرنا نہیں ہے جو صدقہ وخیرات سے پورا ہوجائے۔

بلکہ قربانی میں مقصود: (ا) جانور کا خون بہانا ہے، یہ عبادت اسی خاص طریقہ سے ادا ہوگی، محض صدقہ وخیرات کرنے سے یہ عبادت ادا نہ ہوگی۔

☆ نیز قربانی کی روح فلاحی کاموں اور صدقہ سے کیسے حاصل ہوگی کہ قربانی کی روح تو جان دینا ہے اور صدقہ کی روح مال دینا ہے۔ صدقہ کیلئے کوئی دن مقرر نہیں اور قربانی کے لیے خاص دن مقرر کیا گیا ہے اور اس کا نام بھی یوم النحر اور یوم الاضحی رکھا گیا ہے۔

ایک عاشقانہ عمل کی یاد تازہ کرنا ہے

[۴] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس عظیم الشان کارنامہ کی یادگار ہے جس میں انہوں نے اپنے لخت جگر کو ذبح کرنے کے لئے لٹادیا تھا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے بلا چوں وچرا حکمِ الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرکے ذبح ہونے کے لئے اپنی گردن پیش کردی تھی؛ مگر اللہ تعالی نے اپنا فضل فرما کر جنت سے دنبہ بھیج دیا، اس عظیم الشان کارنامہ پر عمل قربانی کر کے ہی ہوسکتا ہے؛ محض صدقہ وخیرات سے اس عمل کی یاد تازہ نہیں ہوسکتی۔(۱)

فلاحی کام یا صدقہ، قربانی کا بدل نہیں ہوسکتا ہے

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ بقرعید کے دن قربانی میں خرچ کیے جانے والے مال سے افضل نہیں۔(۲)

☆ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: <u>قربانی کے ایام میں صدقہ کرنے کی بہ نسبت قربانی کرنا افضل ہے</u>۔ امام ابوداود، امام ربیعہ وغیرہ کا یہی مسلک ہے۔(۳)

---

(۱) بترمیم یسیر ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ: ۱۰، جلد: ۹۹، ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ، مطابق: اکتوبر ۲۰۱۵ء

(۲) سنن دارقطنی: کتاب الاشربہ، باب الصید والذبائح

(۳) المغنی لابن قدامہ: ۱۱/۹۶

☆امام نووی ؒ بھی فرماتے ہیں کہ ان دنوں میں قربانی کرنا ہی افضل ہے نہ کہ صدقہ کرنا اس لیے کہ اس دن قربانی کرنا شعار اسلام ہے، یہی مسلک سلف صالحین کا ہے۔

انہیں بنیادوں پر صاحب مرقاۃ المفاتیح لکھتے ہیں: ”بعض فقہاء کے نزدیک قربانی واجب ہے اور بعض کے نزدیک سنتِ مؤکدہ؛ لیکن بہرصورت اس دن قربانی کرنا یعنی خون بہانا متعین ہے، اس عمل کو چھوڑ کر جانور کی قیمت صدقہ کر دینا کافی نہیں ہوگا، اس لیے کہ صدقہ کرنے میں شعائر اسلام میں سے ایک بہت بڑے شعار کا ترک لازم آتا ہے ؛ چنانچہ اہل ثروت پر قربانی کرنا ہی لازم ہے۔“(۱)

کیاسارے کام مالی واجبات سے کرنا ہے یا اپنے جیب سے بھی؟

مذکورہ شکلوں سے پریشان حال لوگوں کی مدد کا مقصد بھی حاصل ہو جاتا اور امت میں یہ مزاج پیدا ہوتا کہ وہ اپنی ذاتی آمدنی اور بچت سے ملت کے کاموں کو انجام دیا کریں؛ نہ یہ کہ زکوۃ اور قربانی کی رقم سے سارے کام انجام دیے جائیں اور ان شرعی واجبات کے علاوہ جیب سے ایک کوڑ بھی نہ نکالی جائے، اس مزاج سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> لوگ آپ سے پوچھتے ہیں (وہ کار خیر میں) کیا خرچ کریں آپ فرمادیجئے کہ جو کچھ بھی بچ جائے۔ ”ویسأ نک ماذا ینفقون قل العفو“(۲)

اسی طرح قرآن مجید نے مسلمانوں کی یہ شان بتائی کہ چاہے وہ خود فاقہ سے دو چار ہوں لیکن اپنے بھائیوں کے سلسلہ میں ایثار سے کام لیا کرتے ہیں۔

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح: ۵/ ۳۷

(۲) البقرۃ: ۲۱۹

"یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة" (۱)

قرآن مجید کی ان تعلیمات میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کا یہ مزاج نہیں ہونا چاہیے کہ وہ ساری ملی ضروریات کے لیے زکوۃ،صدقات واجبات اور قربانی جیسی عبادتوں پر انحصار کرنے لگیں؛ بلکہ ان کی تکمیل ایسے خصوصی عطیات کے ذریعہ کرنی چاہیے۔

قربانی خود غریبوں کی اعانت ہے

غور کیجئے تو قربانی میں غرباء کی مدد کا پہلو بھی نمایاں ہے،اس موقع سے لاکھوں کی تعداد میں جانور خریدے جاتے ہیں اور بہت سے مویشی پالنے والے یا اس کی تجارت کرنے والے غریب لوگوں کو کثیر آمدنی حاصل ہوتی ہے،ایک ہی وقت میں قربانی کرنے کی وجہ سے بہت سے ایسے غرباء کو وافر مقدار میں گوشت پہنچ جاتا ہے جنہیں گوشت کھانے کے لیے پندرہ دن یا ایک مہینہ کا انتظار کرنا پڑتا تھا،آج بھی دیہاتوں اور شہر کے غریب محلوں میں ایسے بہت سے گھر ہیں جن کے لیے گوشت خرید نادشوار ہوتا ہے، پھر ان جانوروں کے چمڑوں کی فروخت سے کثیر آمدنی ہوتی ہے،جس سے غریبوں،بیواؤں اور دینی مدارس کے نادر طلبہ وطالبات کی مدد ہوتی ہے،اس لیے ہمیں امت کو تعمیری پیغام دینا چاہیے اور اس کی ایسی سوچ بنانی چاہیے کہ وہ مختلف مقاصد کے لیے اپنی ذاتی آمدنی میں سے خرچ کریں؛ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کل کو یہ کہا جانے لگے کہ لوگ فلاں مقصد کے لیے حج کرنا چھوڑ دیں اور نماز میں اپنے اوقات کو صرف کرنے کے بجائے اتنے ہی اوقات کا کاروبار میں لگائیں اور اس کی آمدنی فلاں کار خیر میں خرچ کر دیں،اس طرح ملک کی خدمت اور امت کی حاجت برابری کے نام پر دین کی بنیاد ہی منہدم ہونے لگے گی؛ اعاذنا اللہ منہ۔(۲)

بعض حضرات کا اندازہ ہے کہ عید الاضحی کے موقع پر چار کھرب روپیہ سے زیادہ مویشیوں

(۱) الحشر: ۹

(۲) جدید فکری مسائل: ۱/۳۰۱-۳۰۶

کا کاروبار ہوتا ہے، تئیس ۲۳/ ارب روپیہ قصائی حضرات بطور مزدوری کمائی کرتے ہیں، غریب کو مزدوری ملتی ہے، کسان کا چارہ بکتا ہے، گاڑیوں پر لے جانے والے اربوں روپیہ کماتے ہیں، غریبوں کو کھانے کے لئے مہنگا گوشت بھی مفت میں ملتا ہے، چمڑے کی فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو کام ملتا ہے، ان میں جتنے لوگوں کو فائدہ ہوا وہ لوگ جب اپنی ضرورت کا سامان خریدتے ہیں تو نہ جانے کتنے کھرب لوگوں کی تجارت چلتی ہے، دنیا کا کوئی ملک اپنے ملک کے کھربوں لوگوں پر ٹیکس لگا کر اس ٹیکس کو غریبوں میں تقسیم کرنے سے بھی وہ فوائد حاصل نہیں ہوتے ہیں جو حکمِ الٰہی کو مان کر قربانی وزکوۃ کا عمل انجام دینے سے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

قربانی میں اگر غرباء کا فائدہ ہے تو گوشت کے بجائے پیسہ دیدو

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ فقیروں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو نقد رقم دیدو، جس کو فقراء اپنی ضروریات میں استعمال کرسکیں، یہ اعتراض بھی معترض کی لاعلمی کی دلیل ہے اگر حاکم کسی شخص سے عمدہ نسل کا گھوڑا مانگ لے اور یہ افلاطون زمانہ بجائے گھوڑے کے ۵۰ ہزار نقد رقم بھیج دے تو شاہی سزا اور عقوبت سمجھا جائیگا، اللہ تعالیٰ تو ہم سے جانور مانگتے ہیں اور ہم نقدی دیں، یہ عقل کی خامی نہیں تو کیا ہے؟

نیز بہت سارے فقیر بخیل ہوتے ہیں اگر ان کو نقدی مل جائے تو شاید بیوی بچوں کو عید کے دن بھی دال روٹی کھلا کر رقم کو نظر انداز کردے گا اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی سنت ضیافت سے محروم ہو جائیگا۔(۱)

نماز کا وقت بچا کر خدمت خلق کریں تو؟

اللہ نے ہم پر نماز فرض کی ہے، دن میں پانچ مرتبہ وقت نکال کر اس فریضہ کی ادائیگی

(۱) فتاوی دارالعلوم زکریا جلد ششم

ضروری ہے،لیکن کوئی شخص کہے کہ جو وقت میں نے نماز میں صرف کرنا ہے، بہتر ہے کہ اس وقت میں اللہ کے بندوں کی خدمت کر دوں،تو ایسا شخص فریضہ نماز کا تارک ہونے کے سبب سخت ترین تادیب وسزا کا مستحق ہے۔ ہاں اگر کوئی نماز کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ خلق خدا کی خدمت بھی کرتا ہے،تو یہ بہترین کام ہے۔ بالکل اسی طرح قربانی کی سنت جانوروں کا خون بہانے سے ادا ہوتی ہے،صدقہ وخیرات کر دینا اس سے کفایت نہیں کرے گا۔قربانی کے بجائے غریبوں کی مدد کرنے کی مثال یوں ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ نماز وروزے کے بجائے صدقہ کر دیا جائے تو زیادہ ثواب ہوگا،اس صورت میں غریبوں کی مدد کا ثواب ضرور ہوگا،لیکن نماز چھوڑنے کی سزا بھی ہوگی۔

الٹا چورکتوال کو ڈانٹے

قربانی تو سال میں ایک مرتبہ ہوتی ہے، جبکہ غریب کی مدد کی ترغیب ورہنمائی تو سارا سال ہی موجود ہے،حقیقت یہ ہے کہ ہم نے صدقہ وخیرات اور غربا ومساکین اور رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کے دینی احکامات کو تو پس پشت ڈالا ہی ہے،اب ہم اپنی اس کوتاہی کو درست کرنے کی بجائے، دیگر عبادات پر بھی حملہ آور ہونا چاہتے ہیں،غریب کی مدد والے حکم میں تو ہم پہلے ہی کوتاہی کر رہے ہیں،اور معاشرے میں غربت عام ہے،لیکن اسی بہانے ہم قربانی والی سنت کو بھی ضائع کرنا چاہتے ہیں۔

اپنی فضول کرتوتوں پر کچھ تو شرم کریں

غریب ومسکین کے حقوق کی دہائی دینے والے طبقے کی اپنی صورت حال یہ ہے کہ مہنگی ترین فاسٹ فوڈ چینز پر ہزاروں بہاتے ہیں،نت نئے برانڈز کی خریداری،عالیشان کوٹھیاں،محلات پھر ان میں آرائش وزیبائش،آئے روز بیش قیمت گاڑیاں وموبائلز پر فضول خرچی کی جاتی ہے۔لاکھوں کروڑوں کے ہیرے جواہرات استعمال کرکے، مہنگے ترین

سوٹ پہن کر، شادیوں، ولیموں پرغیر ضروری اخراجات ، بلکہ ویلنٹائن ڈے جیسے حیا باختہ تہواروں پر لاکھوں لٹانے اور بہانے کے بعدغریب ہمیں یادآتا ہے،توصرف قربانی کے موقعہ پر؟ کیاسگریٹ نوشی،شراب، جواجیسی محرمات پرضائع ہونے والا پیسہ فضول خرچی نہیں ہے؟ حالانکہ یہ وہ جگہ ہے،جہاں غرباومساکین کو یاد کرنے کی ضرورت ہے۔

مالی حیثیت والے لوگ اگراپنے روزمرّہ کے مصارف یا تَعَیُّشات میں کمی کرکے پس انداز کی ہوئی رقم سیلاب زَدگان کی مدد پرصرف کریں تو یہ اُن کی دینی اور اخلاقی ذمہ داری بھی ہےاوراعلیٰ انسانی قدرہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شعائرِ اسلامیہ پراس قدر سستی تنقیدوہلکی جملے بازی کرنے والوں کو غریب سے ہمدردی ہے نہ قربانی پر ذبح ہونے والے جانوروں سےکوئی پیار، بلکہ انہیں بغض وکراہیت ہے اس دین اسلام سے، جو ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو اللہ مالک الملک کےحقوق کی اہمیت واضح کرنے کےساتھ مخلوقِ خدا کی بہتری وترقی کے لیےبھی بہترین رہنمائی کرتاہے۔(۱)

کیااسلام میں ضرورت مندوں کی امداد کانظام نہیں؟

زکوۃ کےعلاوہ صدقۃ الفطر،عشروخراج،فدیہ،قربانی قسم کاکفارہ،یہ سب واجبی احکام ہیں جن سےمالی فوائدضرورت مندوں کو براہ راست پہونچتے ہیں،ان کےعلاوہ نفلی صدقات پرقرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں غریب یتیم، مسکین فقیر،اورمعاشرے کے مفلس ونادارلوگ،خواہ کسی بھی مذہب سےتعلق رکھتے ہوں، محض انسانی رشتہ کو مدنظر رکھتے ہوۓ ان کی امداد پر جتنا ابھاراگیاہے۔دنیا میں موجود مذاھب اورغیرمسلم ممالک میں سےکسی کوبھی یہ مقام حاصل نہیں ہے، بلکہ آج دنیاکےمختلف ممالک اورکمیونٹی میں جو چیریٹی کارجحان پایاجاتاہےوہ بھی اسلام سےمستعارلیاہواہے۔اسکےعلاوہ نمازکو چھوڑ کرتقریباتمام ہی اسلامی

(۱) مضامین ومقالات،جولائی2020 ,11

عبادات کسی نہ کسی طرح ۔ضرورت مندوں کی مالی امداد کے منفعت سے وابسطہ دکھائی دیتا ہے، اور تو اور اسلامی اعتبار سے ضرورت مندوں کی کفالت منسٹری ۔اوقاف کے نام سے موجود ہے، یہ شرف دنیا کے کسی نظام اور موجود مذاہب کو حاصل نہیں ہے ۔

جس مذہب میں صدقات وخیرات اور ویلفیر کا اتنا بڑا نظام فرائض سے لیکر نوافل تک کا موجود ہو اسکے ماننے والوں کو یہ مشورہ دینا یا اس پر سوال اٹھانا کہ قربانی سے بہتر ان رقومات کا صدقہ کرنا ہے، کیا ایک مضحکہ خیز بات نہیں ہے؟

فلاحی کاموں کی افادیت اپنی جگہ مسلم ہے

اس بحث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ فلاحی کاموں، اسپتالوں کی تعمیر اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے محتاجوں، غریبوں اور ناداروں پر خرچ نہیں کرنا چاہئے؛ بلکہ ہمارا مقصود بس اتنا ہے کہ ایام قربانی ۱۰: ذوالحجہ سے لیکر ۱۲ ذوالحجہ کی شام تک جس شخص پر قربانی واجب ہے اس کے لیے قربانی چھوڑ کر اس رقم کا صدقہ کرنا درست نہیں ہے، ہاں! جس شخص پر قربانی واجب نہیں ہے اس کے لیے ان دنوں میں یا صاحب نصاب کے لیے قربانی کے ساتھ ساتھ ان دنوں میں یا سال کے دیگر ایام میں مالی صدقہ کرنا یقینا ایک مستحسن قدم اور بہت زیادہ ثواب کی چیز ہے کہ غریب و مسکین کی خبر گیری اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے؛ لیکن قربانی ترک کر کے محض صدقہ وخیرات کو اس کا بدل سمجھنا درست نہیں ہے ۔فلاحی کاموں، اسپتالوں کی تعمیر، انسانیت کی فلاح و بہبود کی خاطر خرچ کرنے کے لیے اسلام نے زکوۃ، صدقہ فطر، عشر، کفارہ، نذر، میراث، ہدیے تحفے اور دیگر وجوبی صدقات وغیرہ کے نظام وضع کئے ہیں ۔ان احکامات کو پوری طرح عملی جامہ پہنا کر مطلوبہ نتائج اور مقاصد حاصل کیے جاسکتے ہیں، نہ یہ کہ اسلام کے عظیم الشان حکم قربانی کے حکم کو مسخ کر کے اس کی روح کو فنا کر دیا جائے، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ معاشرے میں مروج طرح طرح کی رسومات وخرافات میں ضائع ہونے والی اربوں کھربوں کی مالیت کو کنٹرول کیا جائے، نہ کے ایک فریضہ عبادت میں خرچ کرنے

والے لوگوں کو بھی بہکا کر اس سے روک دیا جائے۔(۱)

نفل قربانی کے بجائے صدقہ

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ ”اگر نفل قربانی کا ارادہ ہو، یعنی قربانی واجب نہ ہو اور قربانی کرنا چاہتے ہوں یا دوسرے رشتہ داروں جیسے والدین اولاد وغیرہ کی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں؛ حالاں کہ ان پر قربانی واجب نہیں ہے، یا ایصال ثواب کے لئے قربانی کر رہے ہوں تو یہ سب نفل قربانی کی صورتیں ہیں، ان صورتوں میں اس بات کی گنجائش ہے کہ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے قربانی کرنے کے بجائے قیمت صدقہ کر دی جائے، جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ کے یہاں حج نفل کی جگہ اس کے اخراجات کو صدقہ کر دینا نہ صرف جائز؛ بلکہ ضرورت کے لحاظ سے بعض حالات میں مستحب بھی ہے؛ اس لئے دونوں پہلوؤں کو پیش نظر رکھنا چاہئے، جو واجب قربانی ہے، اس کو قربانی ہی کے ذریعہ ادا کیا جائے اور نفلی قربانی کے بجائے صدقہ کر دیا جائے“۔(۲)

قربانی کے بجائے غریب رشتہ دار کی مدد کرنا

جس شخص پر قربانی واجب ہو اس کے لیے قربانی چھوڑ کر قربانی کی رقم کسی فقیر کو دے دینا شرعاً درست نہیں ہے، اس طرح کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوگی اور ایسے شخص کو اگر چہ صدقہ کرنے کا ثواب تو مل جائے گا، لیکن وہ واجب قربانی چھوڑنے پر گناہ گار ہوگا، قربانی کرنا ایک مستقل واجب عبادت ہے، اور غریب کی مدد کرنا ایک دوسری عبادت ہے جو کہ نفل ہے اور نفل عبادت کو بنیاد بنا کر کسی دوسری واجب عبادت کو چھوڑنا کوئی معقول بات نہیں، دونوں نیکیوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، لیکن اگر ممکن نہ ہو تو واجب کو

---

(۱) جدید فکری مسائل جلد اول

(۲) جدید فکری مسائل جلد اول

ترجیح دیناچاہئے۔

لہٰذا اگر قربانی واجب ہے تو وہ اپنی قربانی کرے، مذکورہ رشتہ دار کی مدد از خود اور دیگر اہلِ خیر کے ذریعہ کرنے کی کوشش کرے، لیکن اگر قربانی واجب نہیں ہے اور وہ اپنے مذکورہ رشتہ دار کی جمع کی ہوئی رقم سے ہی مدد کرنا چاہتا ہے تو اس کی بھی گنجائش ہوگی۔

حدیث شریف میں ارشاد نبوی منقول ہے کہ خدا تعالیٰ کے ہاں عید الاضحی کے ایام میں خون بہانے سے زیادہ کوئی عمل پسندیدہ نہیں ہے۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص قربانی کی استطاعت رکھتا ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب (عید کی نماز) پڑھنے ہی نہ آئے، ان دونوں احادیث سے قربانی کی اہمیت خوب واضح ہوتی ہے۔

واضح رہے کہ قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس قربانی کے ایام میں ضرورت اور استعمال سے زائد اتنا مال یا سامان موجود ہو جس کی مالیت ۵۲/تولہ دو گرام چاندی کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔

"ومنها أنه لا يقوم غيرها مقامها في الوقت، حتى لو تصدق بعين الشاة أو قيمتها في الوقت لا يجزئه عن الأضحية"۔(۱)

قربانی کی حقیقت نذرو نذرانہ ہے

قربانی کی ہیئت دیکھئے کہ وہ بالکل نذر کی صورت ہے، جیسے کسی کے سامنے نذر پیش کر رہے ہوں؛ کیونکہ کھانے پینے کے لئے قربانی ہوتی تو ہر شخص کو ایک سے زیادہ قربانی کی اجازت نہ ہوتی کیونکہ اس سے زیادہ کھانے کے کام میں نہیں آسکتی، بلکہ ایک ایک قربانی بھی کریں تب بھی بہت سا گوشت بچ رہتا ہے، مگر اس کے باوجود ایک شخص ہزار بکرے ذبح کرے تو شریعت اس کو منع نہیں کرتی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کی روح

---

(۱) في الفتاوى الهندية، كتاب الأضحية، الباب الأول في تفسير الأضحية وركنها وصفتها وشرائطها وحكمها، 5/293، ط: دار الفكر

نذر ہے۔

جانوروں کا ذبح کرنا نذرانہ ہے تبھی حضرت آدمؑ کے زمانہ سے ہے

نذرانہ کا یہ عمل، گائے بھینس وغیرہ کا ذبح کرنا کب سے جاری ہوا ہے؟ جب سے حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے جب ہی سے ان جانوروں کا ذبح کرنا بحکم الٰہی جاری ہے، حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں ہابیل وقابیل کا قصہ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ ہابیل نے قربانی کی تھی اور اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوئی، ان کی قربانی کا وہ جانور یا اونٹ تھا یا مینڈھا علی اختلاف روایات التفسیر قال اللہ تعالی۔ ''إذ قَرَّ با قُربانًا فَتُقُبِّلَ مِنَ أَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّل مِنَ الآخر'' اور جب سے اب تک سب امتوں میں ان جانوروں کا ذبح کرنا جاری ومشروع رہا، قال اللہ تعالیٰ لبني إسرائیل ''إنَّ اللهَ يَأْمُرُ كُمْ أَن تَذْبَحو بَقَرَة ''۔(۱)

نذرانہ کی حقیقت کیا ہے؟

نذرانہ کی مشروعیت اور اس کی مختلف قسمیں ہیں، چنانچہ ایک قسم ہے 'مذہبی نذرانہ' اسلام میں نذرانہ وہ چیز ہے جو کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے نیت کی ہو۔ مثلاً، اگر کوئی شخص منت مانتا ہے کہ کسی مشکل کے حل ہونے پر اللہ کے نام پر کچھ رقم یا کوئی چیز صدقہ کرے گا، تو یہ نذرانہ کہلاتا ہے، اس کا مقصد اللہ کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے، دیگر مختلف مذاہب میں نذرانے کا تصور مختلف ہوسکتا ہے، مگر عام طور پر یہ کسی دیوتا، مقدس جگہ، یا روحانی رہنما کو پیش کی جانے والی اشیاء یا خدمات ہوسکتی ہیں۔

---

(۱) امداد الفتاوی۔ ج ۳ ص: ۵۶۴

۲۔ثقافتی نذرانہ: بعض ثقافتوں میں نذرانہ کے طور پر پیسے یا تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے، جوعموماً کسی خاص موقع یا تقریب (جیسے شادی، پیدائش، یامذہبی تہوار) پر دیا جاتا ہے۔

۳۔ادبی نذرانہ :ادب اورفنون لطیفہ میں نذرانہ کے طور پرکسی کوتعظیم یا محبت کا اظہار کرتے ہوئے کوئی تخلیق،نظم، یاتحفہ پیش کیاجاتا ہے۔

نذرانہ دینے کے طریقے وفوائد

نیت اور اخلاص: نذرانہ ہمیشہ اخلاص کے ساتھ دیا جاتا ہے، اور اس کا مقصد اللہ کی خوشنودی یا کسی مقدس شخصیت کی تعظیم ہوتا ہے۔

مقدار: نذرانہ کی کوئی مخصوص مقدار نہیں ہوتی۔ یہ دینے والے کی استطاعت اور نیت پر منحصر ہوتا ہے۔

تقدیم :نذرانہ کومناسب طریقے سے اوراحترام کے ساتھ پیش کیاجاتا ہے، چاہے وہ کسی مقدس مقام پر ہو یا کسی شخصیت کو۔

نذرانہ کے فوائد: (۱) روحانی سکون: نذرانہ دینے سے دل کوسکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

(۲)اللہ کی رضا :اگرنذرانہ اللہ کے لئے ہو،تو اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۳) ثواب: نذرانہ دینے والے کو دینی اور روحانی ثواب ملتا ہے۔نذرانہ کا مقصد دینے والے کی نیت اور اخلاص پر منحصر ہے، اوراس کا اجر اللہ کے ہاں بہت بڑا ہے۔

کیانذرانہ کی رقم کوفضول خرچی کہاجائے گا؟

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہاں سے ان ملحدوں کے اعتراض کا جواب ہوگیا جو یہ کہتے ہیں کہ اس قدر جانوروں کے ذبح کرنے میں فضول رقم ضائع کی جاتی ہے، یہ تم کو رفاہ عام میں خرچ کرنا چاہئے، میں کہتا ہوں کہ اگرکوئی شخص جارج پنجم (بادشاہ) کے سامنے دس لاکھ روپئے نذرانہ پیش کرے تو وہاں کوئی نہیں کہتا کہ یہ روپیہ رفاہ عام میں

خرچ کرنا چاہئے بلکہ وہاں تو تعریف ہوتی ہے کہ فلاں شخص نے بڑی ہمت سے کام لیا کہ دس لاکھ روپئے نذرانہ میں پیش کئے، افسوس کہ خدا کے سامنے کوئی نذر پیش کرے تو اس کی رقم کو فضول ضائع کرنا کہا جاتا ہے۔

لہذا یہ کہنا کہ قربانی میں مال ضائع کرنا ہوتا ہے جیسے آج کل نو تعلیم یافتہ حضرات کا خیال ہے سراسر غلط ہے۔کیونکہ قربانی کا مقصود تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اظہار محبت (اور اسکے حکم کی تعمیل) ہے اور وہ اس میں حاصل ہے، پھر مال کہاں ضائع ہوا"۔

قربانی کا مقصد گوشت خوری نہیں ہے

قربانی کی غرض وغایت صرف خدا کے نام پر جانیں فدا کرنا ہے، مکہ معظمہ میں جا کر اس کا نمونہ نظر آتا ہے کہ قربانی کی کوئی حد ہی نہیں بلکہ مقتل (ذبح کرنے کا مرکز) نظر آتا ہے کہ ایک جگہ ہزاروں لاکھوں جانیں خدا تعالیٰ کے نام پر قربان کی جاتی ہیں۔

رئیس العقلاء، سید الحکماء افضل الانبیاء حضور ﷺ فرماتے ہیں" **الحج العج والثج** " کہ حج نام ہے بلند آواز سے لبیک کہنے کا اور اللہ کے نام پر خون بہانے کا، جو اس دربار کا نذرانہ ہے، حضور نے فقط جان لینا اور خون بہانا فرمایا ہے، کھانے تک کا بھی تو ذکر نہیں فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کی اصل روح اللہ کے لیے نذر ہے، اور حج کی روح دیوانہ شدن (ہونا) ہے۔(۱)

دیوتا کے نام پر بلی دینا مذہب کا حصہ نہیں ہے؟

☆... خود ہندو مذہب میں بھی دیوی دیوتاؤں کے نام پر جانوروں کی بلی دینے یا قربان کرنے کا رواج قدیم عہد سے چلا آرہا ہے، جانور ذبح کرنے کا رواج پڑوسی ممالک بھوٹان، تبت، میانمار، میں بھی عام ہے مندروں میں بلی دینے کا رواج ابھی تک جاری

(۱) السوال فی شوال ملحقہ سنت ابراہیم ص: ۱۹۴

ہے اور مسلمانوں کو ناحق'' گائے کا قاتل''، کہکر پکارا جاتا ہے اور فرقہ پرست لوگ گاؤکشی کو مذہبی رنگ دے کر سیاسی فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

حلال جانور کا ذبح خود جانور کا احترام ہے

☆...انسان اگر کسی حلال جانور کے گوشت کو استعمال کرتا ہے وہ گوشت اس کے جسم کا حصہ بن جاتا ہے، اس کے ذریعہ حیوانیت سے نکل کر انسانی وجود میں اُسے ضم ہوجانے کا موقع ملتا ہے، یہ خود جانور کے لئے تقدّس کی بات ہے۔خاص طور پر ایسے مذہب والوں کو تو ہر گز اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے جو"تناسخ ارواح" یا "آواگون" کے قائل ہیں، گوکہ اسلامی نقطۂ نظر سے یہ نظریہ صحیح نہیں ہے، لیکن جو یہ نظریہ رکھتے ہیں ان کو تو خوش ہونا چاہیے۔ "گائے" کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنے کے لیے کسی "انسان" کی جان لے لینا نہ "گائے" کے ساتھ انصاف ہے اور نہ خود اپنی انسانیت کے ساتھ، گائے کی تکریم اسی میں ہے کہ وہ پھل فروٹ اور دیگر پاکیزہ اور حلال چیزوں کی طرح انسان کے جسم کا جز بن جائے۔

قربانی کا فلسفہ اور حکمتیں

ا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلنے کی ایک کوشش ہے۔جس میں بندہ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جان کو بھی رب کے حکم کے سامنے قربان کرنے کے عزم کا اظہار کرتا ہے۔

۲۔قربانی اپنی ذات، اہل خانہ، پڑوسی، دوست احباب، رشتہ دار اور غرباء ومساکین اور مہمانوں کو سخاوت کے ساتھ میزبانی کرنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

۳۔قربانی نفسانی خواہشات کی قربانی اور نفس امارہ کو ذبح کرنے کی علامت ہے۔

۴۔جس طرح روزے کا ایک فلسفہ یہ ہے کہ غرباء اور مساکین کی بھوک میں امراء بھی ان کے برابر ہوجائیں اسی طرح قربانی کا ایک اہم فلسفہ یہ ہے کہ غرباء اور مساکین کھانے میں

امراء کی طرح تازہ اور وافر مقدار میں گوشت کھا سکیں۔

۵۔قربانی دراصل مال میں زیادتی کا سبب ہے کیوں کہ جو مال اللہ کی راہ میں دیا جائے، وہ کم نہیں ہوتا، بلکہ اِس میں برکت ہوتی ہے اور وہ بڑھتا ہے اور پاک ہوتا ہے۔

۶۔قربانی بین الاقوامی مسلم اتحاد کا ذریعہ ہے اس لیے کہ پوری دنیا میں لوگ انہیں مخصوص دنوں میں قربانی کر رہے ہوتے ہیں۔

۷۔جانور کی قربانی کی ایک اہم حکمت انسانی جان کا تحفظ ہے، مولانا ابوالمرجان فیضی لکھتے ہیں : پہلے معبود کے نام پر انسانی جان کی بھینٹ چڑھائی جاتی تھی، جیسا کہ بعض وحشی قبائل میں آج بھی رائج ہے۔ابراہیم علیہ السلام کے اس عمل سے انسانی قربانی کو جانوروں کی قربانی سے بدل دیا گیا. یہ ساری انسانیت کے لئے فائدے کی چیز ہے، ورنہ آج بھی معبود کے نام پر نہ جانے کتنے انسان قتل کئے جاتے ہیں‘‘۔

۸۔اسلام کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ دولت صرف امیروں کے درمیان گردش نہ کرنے لگے، زکوٰۃ کے سلسلے میں قرآن مجید کے اندر اس کا واضح حکم موجود ہے۔قربانی بھی اس مقصد کی تکمیل کیلئے ایک ذریعہ ہے۔

۹۔قربانی ہمیں جانوروں سے محبت کرنا سکھاتی ہے کیوں کہ اسی بہانے بیشتر مسلمان جانوروں کو خود پالنے کی بھی کوشش کرتے ہیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔

۱۰۔قربانی کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ قربانی کے ذریعے فضائی آلودگی میں کمی واقع ہوتی ہے، اگر قربانی میں جانور ذبح نہ ہوں اور تمام جانور موجود ہوں تو گوبر اور لید میں اضافہ ہوگا، جس سے فضائی ماحول بھی متاثر ہوگا۔

الغرض قربانی کے ان گنت فوائد ہیں۔قربانی انسان کی روحانی، جسمانی، اعتقادی اور مالی ہر قسم کی صحت کے لیے مفید ہے۔اس سے ایڈ(Aid)اور ٹریڈ(Trade)یعنی مفاد و معاش دونوں حاصل ہوتا ہے۔(۱)

---

(۱) کاشف شکیل (ممبئی) تعمیر نیوز، تاریخ اشاعت 2022-07-05

گوشت خوری عقل و مذاہب کی روشنی میں

گوشت خوری قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید کی رو سے مسلمانوں کو گوشت کھانے کی اجازت ہے ''وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ'' اُس (اللہ) نے تمھارے لیے مویشی بنائے، جن (کے اُون) میں تمھارے لیے سردی سے بچاؤ اور بہت سے فائدے ہیں اور تم ان میں سے بعض کا گوشت کھاتے ہو۔(۱)

''وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيكُم مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ''

اور بلاشبہ مویشیوں میں تمھارے لیے ضرور (سامان) عبرت ہے۔ہم تمھیں اس میں سے پلاتے ہیں جو ان کے پیٹوں میں (دودھ) ہے۔اور تمھارے لیے ان میں بے شمار فائدے ہیں اور تم ان میں سے بعض کا گوشت کھاتے ہو۔(۲)

صوفیہ کا گوشت ترک کرنا دلیل نہیں ہے

اگر کوئی یہ کہے کہ بعض صوفیہ نے بھی تو گوشت کھانا چھوڑا ہے،لہذا ہم بھی چھوڑتے ہیں؛اس کا جواب یہ ہے کہ بعض صوفیہ نے جو چھوڑا ہے وہ معالجۂ نفس کی غرض سے چھوڑا ہے جیسا کہ بیماری کے زمانہ میں لذیذ غذاؤں سے روکا جاتا ہے اور گوشت ہی کیا صوفیہ نے تو تمام لذیذ کھانے چھوڑ دیئے ہیں؛ تاکہ نفس کشی ہو انہوں نے کسی قوم کو خوش کرنے کیلئے یا بوجہ رحم کے ترک نہیں کیا تھا،صاحبو! لوگوں نے تصوف کو سمجھا نہیں اور اس کو غلط استعمال کیا؛ چنانچہ گوشت کے ترک کو بھی تصوف سمجھ گئے جو سخت غلطی ہے اور تصوف کی غلطی کفر تک پہنچتی ہے؛ کیونکہ تصوف اعلیٰ درجہ کی شئی ہے جب اس میں غلطی واقع ہوتی ہے تو اسی اعلی پیمانہ پر

---

(۱)النحل:۱۶/۵

(۲)المؤمنون:۲۳/۲۱

غلطی ہوتی ہے جیسے سوکھی روٹی اس درجہ نہیں سڑتی جس درجہ قورمہ سڑتا ہے، غرض صوفیہ کی حالت پر اپنے کو قیاس کرنا محض لغو ہے۔(۱)

گوشت غذائیت اور پروٹین سے بھرپور ہے

غیر نباتاتی خوراک، یعنی انڈا، مچھلی اور گوشت پروٹین کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ اس میں حیاتیاتی طور پر مکمل پروٹین یعنی 8 ضروری امائنو ایسڈز پائے جاتے ہیں جنھیں جسم تیار نہیں کرتا، اس لیے یہ خوراک کے ذریعے سے لیے جانے چاہئیں۔ گوشت میں فولاد، وٹامن بی ون اور نیاسن (Niacin) بھی شامل ہوتے ہیں۔

انسانی دانت ہمہ خور ہیں

اگر آپ سبزی خور جانوروں، یعنی گائے، بھیڑ اور بکری وغیرہ کے دانتوں کا مشاہدہ کریں تو آپ انھیں حیران کن حد تک ایک جیسے پائیں گے، ان تمام جانوروں کے دانت چوڑے ہوتے ہیں جو سبز پتوں والی خوراک کے لیے موزوں ہیں اور اگر آپ گوشت خور جانوروں چیتے، شیر، کتے وغیرہ کے دانتوں کا مشاہدہ کریں تو ان کے دانت نوکیلے ہوتے ہیں جو گوشت خوری کے لیے موزوں ہیں۔ اور اگر آپ انسانی دانتوں کا مشاہدہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ ان میں چوڑے اور نوکیلے دونوں قسم کے دانت پائے جاتے ہیں، اس لیے ان کے دانت سبزی اور گوشت دونوں قسم کی خوراک کے لیے موزوں ہیں، یعنی وہ ہمہ خور ہیں۔ ایک سوال یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ اگر اللہ نے انسان کو محض سبزی خور بنایا ہوتا تو اس کے نوکیلے دانت کیوں ہوتے؟ یہ منطقی بات ہے کہ وہ جانتا تھا کہ انسان کو دونوں قسم کی خوراک کی ضرورت پڑے گی۔(۲)

---

(۱) سنت ابراہیمی، ص: ۵۴

(۲) اسلام پر 40 اعتراضات کے عقلی ونقلی جواب: ۱۱۹

انسان کا نظام انہضام

چرندوں کا نظامِ انہضام صرف پتوں والی خوراک ہضم کرسکتا ہے اور گوشت خور جانوروں کا نظامِ انہضام صرف گوشت ہضم کرسکتا ہے۔لیکن انسان کا نظام انہضام سبزیوں اور گوشت دونوں قسم کی غذا ہضم کرسکتا ہے۔اگر اللہ یہ چاہتا کہ ہم صرف سبزیاں کھائیں تو پھر اس نے ہمیں ایسا نظامِ انہضام کیوں دیا جو سبزیوں اور گوشت دونوں قسم کی غذاؤں کو ہضم کرسکے؟

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہم لکھتے ہیں:

غور کیا جائے تو قدرت کا اشارہ بھی یہی ہے، جو جانور چارہ کھاتے ہیں، ان کے اندر گوشت کو ہضم کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی، وہ قدرتی طور پر چارہ خور نہیں ہوتے ہیں، جو جانور قدرتی طور پر گوشت خور ہوتے ہیں، وہ گوشت ہی کو ہضم کرتے ہیں، طبعی طور پر وہ چارہ نہیں کھاتے، اسی لئے کبھی یہ نہیں سنا گیا کہ بھینسیں گوشت کھانے لگی ہوں اور شیروں نے گھاس پھوس کھانا شروع کردیا ہو؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کے معدہ میں دونوں طرح کی غذاؤں کو ہضم کرنے کی صلاحیت رکھی ہے، اسی طرح جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے دانت دیئے ہیں، جو کھانے والی چیزوں کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنے کے کام آتے ہیں، اس طرح ان کو ہضم کرنا آسان ہوجاتا ہے، چارہ خور جانوروں کو چپٹے دانت دیئے گئے ہیں، جو نباتاتی چیزوں کو چبانے کے کام آتے ہیں، انھیں نوک دار دانت نہیں دیئے گئے، جن کو گوشت وغیرہ کو کاٹنے میں استعمال کیا جاتا ہے، اس کے برخلاف گوشت خور جانوروں کو نوکدار دانت دیئے گئے ہیں، جو سخت غذاؤں کو ٹکڑے کرنے اور کاٹنے کے کام آتے ہیں، جیسے: کتے اور شیر وغیرہ، انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے دونوں طرح کے دانت دیئے ہیں، یہ سب قدرت کے اشارے ہیں؛ تاکہ انسان اپنی غذا کے دائرے کو سمجھ لے۔(۱)

(۱) جدید فکری مسائل، بعنوان: ایک اہم وقابل توجہ مسئلہ

انسانی خوراک کا حصہ

انسانی خوراک کا بڑا حصہ جانور ہی سے پورا ہوتا ہے، بعض ٹھنڈے یا بہت گرم صحرائی علاقے ہیں کہ وہاں کھیتی نہیں کی جاسکتی، وہاں گوشت ہی انسانی غذا کے کام آتے ہیں، پھر خود جسم انسانی میں بعض ایسے عناصر ہیں کہ ان کی کمی کو بغیر گوشت کے پورا نہیں کیا جاسکتا۔

گوشت خوری انسانی ضرورت

غذا انسان کے لیے بنیادی ولازمی ضرورت ہے، قدیم زمانے میں غذا کے مقصد صرف دو ہوا کرتے تھے بھوک کا ختم کرنا، اور حصول ذائقہ لیکن فی زمانا یہ دونوں چیزیں زائد واضافی بن چکی ہیں، موجودہ دور میں سائنسی تحقیقات کے بعد یہ ثابت ہو چکا ہے کہ غذا کا اصل اور بنیادی مقصد وہ ہے جس کو ہمارے زمانے میں "متوازن غذا" سے تعبیر کیا جاتا ہے، جس میں چھ اجزاء بنیادی طور پر شامل ہوتے ہیں وہ یہ ہیں، لحمیات (Proteins) حیاتین (Vitamins) ریشہ دار اجزاء (Fibre) نشاستہ (Carbohydrates) معدنی نمکیات (Minerals salts) شحمیات (Fat)، ان میں لحمیات کا ہمارے جسم کی نشو ونما اور بناوٹ میں اہم رول رہتا ہے، اور گوشت پروٹین حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے بلکہ پروٹین کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ لحمی غذا ہی ہے، اگرچہ غیر لحمی غذا سے بھی پورٹین حاصل ہوتا ہے لیکن وہ نسبتاً ناقص و ناتمام ہوتا ہے اور گوشت میں وہ تمام آٹھ ضروری امینیو ایسڈ موجود ہوتے ہیں، جن کی انسان کا جسم پیدائش وخلقت نہیں کرسکتا بلکہ کھانے کے ذریعہ ہی پہنچائے جاتے ہیں، گوشت میں فولاد، نیاسین اور وٹامن بی-ون بھی پایا جاتا ہے۔(۱)

انسانی غذا اور اسلامی نقطہ نظر کی حکمتیں

گاؤکشی کے مسئلہ پر اسلامی نقطہ نظر سے بھی غور کرنے کی ضرورت ہے اور انسانی نقطہ نظر

(۱) دیوبند آن لائن، کیا قربانی - جیو ہتیا ہے؟ ازقلم: مفتی مرغوب الرحمن سہارنپور

سے بھی، اللہ تعالے نے اس کائنات میں نوع بنوع مخلوقات کو وجود بخشا ہے اور ان سب کے رزق کی ضمانت لی ہے، لیکن مختلف ذی روح کے لیے ان کی جسمانی صلاحیت اور ضرورت کے اعتبار سے الگ الگ خوراک متعین فرمائی ہے، بعض ایسے حشرات الارض بھی ہیں جو ریت اور مٹی سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں، خنزیر غلاظتوں اور فضلات کو بصد شوق اپنی غذا بناتا ہے، گائے، بیل، بھینس، بکری وغیرہ گھاس پھوس، درخت کے پتوں اور چھالوں سے اپنا پیٹ بھرتے ہیں، ہاتھی جیسا خشکی کا سب سے بڑا جانور بھی نباتاتی غذا پر اکتفا کرتا ہے، شیر، بھیڑیئے اور بہت سے درندے اپنے سے کمزور جانوروں کے گوشت کو خوراک بناتے ہیں، انسان اپنی جسمانی ضرورت کے اعتبار سے غذا کا بھی محتاج ہے اور لحمی غذا کا بھی، انسانی جسم میں جو قوتیں، صلاحیتیں اور اجزاء مطلوب ہیں، ان میں بعض سبزی، ترکاری اور پھلوں سے حاصل ہوتی ہیں اور بعض مختلف جانوروں کے گوشت سے، اس لیے اس کی صحت کے لیے دونوں طرح کی غذائیں ضروری ہیں، پھر جیسے مختلف نباتات میں الگ الگ تاثیر ہے، اسی طرح اگر کوئی قوت وصلاحیت ایک جانور کے گوشت سے حاصل ہوتی ہے تو کوئی دوسرے جانور سے۔

چونکہ خالق کائنات اپنی مخلوق کی فطرت اور ضرورت سے بخوبی واقف ہے، اس لیے اس نے حلال وحرام کا قانون نازل کیا، جو چیزیں انسان کے لیے نفع تھیں، ان کو حلال رکھا، اور جو چیزیں انسان کے لیے مضرت رساں اور نقصان دہ ہیں، ان کو حرام قرار دیا، چنان چہ نباتات میں مہلک یعنی ہلاک کر دینے والی اشیاء اور مسکر یعنی نشہ میں مبتلا کرنے والی اشیاء کو حرام قرار دیا، باقی تمام نباتات کو حلال قرار دیا گیا؛ کیوں کہ اصل کے اعتبار سے وہ انسان کے لیے مفید ہیں، نہ کہ نقصاندہ۔

حیوانات میں جن کا کھانا صحت انسانی کے لیے نقصاندہ ہو یا جن کی وجہ سے انسانی اخلاق پر اثر پڑ سکتا تھا، ان کو منع کیا گیا، کیوں کہ جیسے جسم انسانی پر غذاؤں کا اثر ہوتا ہے، کوئی غذا زہر بن جاتی ہے، اور کوئی اکسیر، اسی طرح انسانی اخلاق پر بھی غذا کا اثر ہوتا ہے، مغرب میں اس وقت جو حیا سوزی کا طوفان آیا ہوا ہے، اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا

اصل سبب شراب اور خنزیر کا بکثرت استعمال ہے،،بہت سے دوسرے جانوروں کو حلال قرار دیا گیا کہ وہ بنیادی طور پر انسان کے لیے مفید اور نفع بخش ہیں ۔(۱)

گوشت خور اور سبزی خور کی تقسیم

یہ معاملہ ہندو قوم میں اس قدر زیر بحث آیا کہ گوشت خور اور سبزی خور کی دو الگ الگ جماعت بن گئیں جبکہ طبیعت کے اعتبار سے گوشت نہ کھانے والے چند افراد ہر قوم وسماج میں آج بھی موجود ہیں ،ان کے یہاں دو جماعتیں نہیں بنیں ،مسلم قوم میں بھی ایسے کچھ لوگ ہیں جو فطرۃً تا گوشت کھانا پسند نہیں کرتے بچپن سے سبزی کی طرف میلان رہا تو سبزی ہی کھانا اپنی عادت بنالیا مگر وہ نہ تو گوشت سے گھن محسوس کرتے ، نہ ہی خود کو گوشت کھانے والوں پر ترجیح دیتے اور نہ ہی اسے نہ کھائی جانے والی چیز تصور کرتے ہیں یعنی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام نے گوشت خوری سے منع کیا ہے ،ٹھیک یہی مسئلہ ہندو قوم کا بھی ہے مذہبی اعتبار سے اس کے یہاں بھی کسی کتاب میں گوشت خوری کی ممانعت نہیں آئی ہے ، محض بعض انسانی طبیعت کی ناپسندیدگی کا معاملہ ہے بس ،جس کو آج سیاسی سے زیادہ مذہبی بنالیا گیا جبکہ یہ سیاسی معاملہ ہے،گوشت خوری کے نام پر گندی سیاست کھیلی جارہی ہے ۔ پوری کی پوری جمہوریت اسلام مخالف ہے یہی حال جمہوری سیاست کا بھی ہے ، یہاں لوگ کرسی حاصل کرنے کے لیے کبھی بھی اور کچھ بھی کرسکتے ہیں مثلاً انسان کا قتل ہو، عدل وانصاف کا گلا گھونٹنا ہو، دین ومذہب کو سیاست کی بھینٹ چڑھانی ہو اور جھوٹ وفریب تو اس سیاست کا اصل ہتھکنڈہ ہے ۔(۲)

انسانی عقل کی بے اعتدالی

یہ انسانی فکر کی بے اعتدالی ہے کہ یا تو مطلقاً جانور کو قرار دے دیا جائے، اور ذبح

(۱) مجلۃ الشریعہ، جلد ۱۹، شمارہ ۶، ۲۰۰۸ء

(۲) محدث فورم، تاریخ آغاز اپریل 21، 2017

حیوان ہی کو جور وظلم ٹھہرایا جائے یا پھر زندہ ومردار کے فرق کو بھی نظر انداز کر دیا جائے، اللہ کا بھیجا ہوا دین انسان کو بے اعتدالی سے بچاتا ہے؛ کیوں کہ یہ اس خالق ومالک کا بھیجا ہوا قانون ہے جو انسانی فطرت اور مصالح ومفاسد سے بھی پوری طرح آگاہ ہے "فطرة الله التی فطر الناس علیها" اس قانونِ فطرت سے جب بھی بغاوت کی جائے گی، انسان نفع کے بجائے نقصان سے دو چار ہوگا اور دنیا وآخرت ہر دو پہلو سے ناکامی ونامرادی ہی اس کے حصہ میں آئے گی۔

گوشت تمام نبیوں کے زمانے میں انسانی غذا کا حصہ رہا ہے

رسول اللہ ﷺ نے گوشت کو دنیا وآخرت کی عمدہ غذا فرمایا ہے، سورہ ذاریات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے مہمانوں کی فربہ بچھڑا کو بھون کر ضیافت کرنے کا تذکرہ ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان گوشت کو مرغوب رکھتے ہیں، آج بھی عرب میں خاص طور پر اناج سے زیادہ گوشت بطور غذا استعمال ہوتا ہے۔ اور مہمانوں کی آمد پر اکثر اہل عرب آج بھی پورا دنبہ یا بکرا تیار کر کے ضیافت کے لئے پیش کرتے ہیں، پتہ چلا کہ گوشت انسانی غذا کا اہم حصہ ہے، گوشت خوری کی مخالفت فرقہ پرست طاقتیں جتنی بھی کریں اس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور اس غذائی ضرورت سے انسان دست بردار نہیں ہوسکتا۔ ذبح حیوان اور گوشت خوری پر پابندی کا فتنہ کھڑا کرنے والے افراد قدرتی نظام کے باغی اور انسان کے فطری ضرورت کی تکمیل کے مخالف ہیں۔

گوشت کی تاثیر

گوشت بھی اپنی اقسام کے اعتبار سے لذت اور تاثیر میں مختلف ہوتا ہے، مچھلی اور مرغی کے گوشت سے انسانی جسم کو پروٹین وغیرہ حاصل ہوتی ہے اس میں کلوریز اور چکنائی کی مقدار بھی نسبتاً کم ہوتی ہے، مٹن میں چکنائی کی مقدار چکن کی نسبت زیادہ ہوتی ہے، بیف میں

چکنائی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے البتہ اس سے دوسری غذائی ضروریات مثلاً پروٹین، زنک، فاسفورس، آئرن اور وٹامن بی وغیرہ پوری ہوتی ہے۔ ایک ماہر ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ ایک نارمل انسانی جسم کو متوازن غذا کی ضرورت ہوتی ہے جس میں لحمیات پروٹین وغیرہ بھی شامل ہیں جو گوشت اور دیگر چیزوں سے حاصل ہوتی ہیں، تاہم ضروری ہے کہ ہر چیز کو اعتدال میں اور ایک مخصوص حد تک استعمال کیا جائے تا کہ بے احتیاطی اور بد پرہیزی کی وجہ سے لوگوں کو صحت کے حوالے سے مختلف مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

عقل کی کمزوری نے عقیدے کو کتنا کمزور کر دیا

انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل و دانش کی دولت سے نوازا ہے اور اسے بہت سی مخلوقات سے اشرف بنایا ہے اور اپنے اشرف و افضل ہونے کا احساس اور عقل و دانش کے کارناموں اور کرشمہ سازیوں کا نتیجہ ہے کہ وہ جسمانی طور پر کمزور ترین اور غیر محفوظ ہونے کے باوجود شیروں کو پنجرے میں بند کر لیتا، ہاتھی جیسے ڈیل ڈول رکھنے والے جانور پر سواری کرتا اور زمین کے چپہ چپہ میں ہی نہیں، سمندر کی بے لگام موجوں، ہوا کے تیز جھونکوں اور فضا کی بے انتہا بلندیوں پر بھی اس کی ترک تازیاں جاری رہتی ہیں، وہ مظاہر قدرت میں سے جس چیز کو چاہتا اپنے قابو میں کر لینے کی کوشش کرتا ہے، سمندر کی تہوں میں غوطہ خور آبدوزیں، آفاق کی بلندیوں میں اُڑنے والے جہازوں اور سیاروں پر کمند ڈالنے والی خلائی گاڑیوں سب سے انسان کی بے پناہ دانائی و بینائی اور طاقت و قدرت کا اندازہ ہوتا ہے، اس سب کے باوجود انسانی زندگی کا ایک دوسرا رُخ یہ بھی ہے کہ وہ پتھر کے وہی ٹکڑے جسے وہ اپنے قدموں سے روندتا ہے اُسی کے سامنے بڑی آسانی سے سجدہ ریز بھی ہو جاتا ہے اور وہی چوپائے جس پر وہ سواری کرتا ہے، جس کے دودھ اور گوشت کو اپنی خوراک بناتا ہے، اسی کو بڑی آسانی سے اپنا معبود بھی بنا لیتا ہے، اُس وقت نہ اسے اپنی طاقت کا احساس رہتا ہے اور نہ اپنے اشرف و افضل ہونے کا خیال۔

باہمہ ذوق آگاہی ہائے رے پستی بشر

سارے جہاں سے باخبر اپنے جہاں سے بے خبر

وہی انسان جو کبھی فضا کی بلندیوں میں اُڑتا، سمندر کی موجوں کا بے خوف مقابلہ کرتا، ستاروں کی گزرگاہوں کی جستجو میں لگا رہتا ہے، وہ کسی بے جان پتھر اور معمولی سے معمولی کیڑے مکوڑوں کے سامنے بھی اپنی پیشانی ٹیکنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا اور دنیا کی بڑی سے بڑی یونیورسٹی سے سند یافتہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ شخص بھی اپنی روایتوں میں اس طرح جکڑا ہوا ہوتا ہے کہ اسے نہ بندر کے سامنے ہاتھ جوڑنے میں تکلف ہوتا ہے اور نہ کسی زہریلے سانپ کی پرستش کرنے میں، اسے ان تمام چیزوں میں معبود کا جلوہ نظر آنے لگتا ہے، چناں چہ دنیا میں نہ تو چاند اور سورج کی پرستش کرنے والوں کی کمی ہے اور نہ اپنے ہی جیسے انسانوں پر چڑھاوا چڑھانے والوں اور ان کے سامنے سجدہ کرنے والوں کی کمی ہے، بلکہ اب تو یورپ والوں کی تقلید میں بعض عرب ملکوں میں بھی ایسے گروہ پیدا ہوگئے ہیں جو خود کو "شیطان کے پجاری" (عباد الشیاطین) کہتے اور کہلاتے ہیں اور ہر طرح کے ناجائز وحرام اور خلاف فطرت کاموں میں مبتلا کرنے کے لیے معاشرے کے بھٹکے ہوئے نوجوانوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ قدیم زمانہ سے شرک وبت پرستی میں مبتلا قوم کی منطق یہی رہی ہے، وہ اگر کسی چیز کو اپنا معبود بنالے تو پھر اسے عقل ومنطق سے قائل کرنا ممکن نہیں رہ جاتا۔(۱)

گوشت نہ کھانے کا طبی نقصان

گوشت کھانا از روئے طب بھی مفید ہے، میڈیکل سائنس کی روشنی میں اگر لحمیاتی غذاؤں کا، گوشت والی غذاؤں کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ گوشت والی غذا انسان کے اندر پائے جانے والے وٹامن کے لئے ضروری ہے، گوشت میں خاص قسم کی قوت پائی جاتی ہے، اس کے نہ کھانے کی وجہ سے جسم میں کمزوری رہتی ہے۔

(۱) ازقلم: ڈاکٹر بدر الحسن قاسمی

گوشت کھانے سے اس لئے روکنا کہ گوشت کھانے سے جانوروں کو ذبح کرنا پڑتا ہے، اسلئے ہم گوشت نہیں کھانا چاہتے، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بچے بھوکے ہوں، روٹیاں رکھی ہوں؛ لیکن یہ روٹیاں بچوں کو کھانے دینا نہیں چاہتا ہے، اس لئے کہ بچے اگر روٹی کھائیں گے، تو ٹکڑے ٹکڑے کرنا پڑے گا اور روٹی کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا اچھا نہیں لگتا ہے، اس لئے بچے بھوکے مرجائیں غم نہیں؛ لیکن روٹی ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہونا چاہیے، ناسمجھی کی بات ہے، روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے گا بچہ کی بھوک مٹانے کے لئے، اللہ کے حکم کے مطابق ان جانوروں کو ذبح کردیا جاے ئے گا، انسان کی بھوک مٹانے کے لئے۔(۱)

کیا گوشت کا ترک ممکن ہے؟

اگر ہم گوشت اور سبزی کی حقیقت الگ الگ بھی مان لیں تو وہ ملک جہاں کھیتی نہیں ہو سکتی صرف گھاس ہوتی وہاں لوگ کیا کھائیں؟

جو ملک سمندر کے کنارے ہیں جہاں کھانے کو صرف مچھلی ملتی ہے جیسے جاپان وہاں لوگ کیا کھائیں؟

شمالی امریکہ میں بسنے والی قوم اسکیمو کے لوگ کیا کھائیں؟

جہاں. باغات نہ کھیت صرف سیل اور وہیل کھاتے ہیں، یا بارہ سنگھے کا شکار پ کرتے ہیں، دنیا بھر میں. جتنا گوشت کھایا جاتا ہے اگر وہ نہ کھایا جائے اور جانوروں کو ہم بطور خوارا ک استعمال نہ کریں ہلاک نہ کریں تو دوسرے فوڈ آئٹمز کی کمی پڑ جائے گی، قیمتیں بڑھ جائیں گی بے کار مویشی ملکوں کے لیے مصیبت بن جائیں گے، کارڈ لیور آئل اور ریشم جیسی چیزیں ناپید ہوجائیں گی۔(ملخصاً از الحاد ڈاٹ کام)

"نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ٹریشن" کے سروے کے مطابق چونسٹھ فیصد خاندان گوشت خوری کرتے ہیں۔

---

(۱) علم کی دنیا، جون 2024 ,30، گوشت خوری کا مسئلہ محمد علقمہ صفدر ہزاری باغوی

ہندوستان میں گوشت کس مذہب کے لوگوں نے سب سے پہلے کھایا؟

ہندوستان میں سب سے پہلے جن لوگوں نے گائے کا گوشت کھانا شروع کیا تھا، وہ نہ تو عیسائی تھے اور نہ ہی مسلمان، وہ عام لوگ تھے جن میں تمام ذاتوں کے لوگ شامل تھے، اگرچہ کئی دلت ذاتیں، قبائلی برادری اور دوسرے بہت پسماندہ ذاتیں اب بھی گائے کے گوشت کے علاوہ بھیڑ کا گوشت، چکن اور مچھلی وغیرہ بھی کھاتے ہیں، کشمیری پنڈت آج بھی گوشت خور ہیں، بنگالی برہمن مچھلی بھی کھاتے ہیں اور گوشت بھی۔

کیا فرقہ پرست طبقہ ان تمام چیزوں پر پابندی لگائے گا جن میں بھیڑ، بکریاں، مرغی اور مچھلیاں بھی شامل ہیں؟ انسانوں کے کھانے پینے کی ثقافت کے سلسلے میں وہ تشدد اور عدم تشدد کے درمیان کی لکیر کہاں کھینچے گی؟

ہندوستانی ریاست مہاراشٹر میں گائے کے ذبیحہ اور گوشت کی خرید وفروخت پر لگائی گئی پابندی نے ریاست کی زرعی معیشت کو شدید بحران سے قریب کر دیا ہے، اگر ایسے ہی قدم دیگر تمام ریاستوں میں بھی اٹھائے جانے لگے تو اس طرح کی پالیسی پورے ہندوستان کی زرعی معیشت کے لیے مشکلات کھڑی کر سکتی ہے۔

گذشتہ پچاس سال میں گوشت خوری میں اضافہ

گذشتہ 50 سالوں میں دنیا میں گوشت کے استعمال میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے، 1960 کی دہائی کی ابتدا کا موازنہ اگر 2017 سے کیا جائے تو دیکھا جا سکتا ہے کہ گوشت کی پیداوار میں پانچ گنا اضافہ ہوا ہے اور یہ سات کروڑ ٹن سے 2017 میں 33 کروڑ ٹن ہو گئی ہے:

۱۔ اس اضافے کی بنیادی وجہ آبادی کا تیزی سے بڑھنا ہے، 1960 کی دہائی میں عالمی آبادی تین ارب تھی اور آج سات ارب 60 کروڑ تک پہنچ گئی ہے جو یہ واضح کرتی ہے

کہ تب سے لے کراب تک آبادی میں دگنا اضافہ ہوا ہے۔

۲۔آمدن میں اضافہ بھی ایک اہم وجہ ہے، دنیا بھر میں لوگ امیر ہو گئے ہیں اور عالمی اوسط آمدن میں گذشتہ 50 برس میں تین گنا اضافہ ہوا ہے، اگر ہم دنیا بھر میں کھپت کا موازنہ کریں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ لوگ جتنا زیادہ امیر ہوں اتنا ہی زیادہ گوشت استعمال کرتے ہیں، یعنی امیر ترین ممالک سب سے زیادہ گوشت کھاتے ہیں جبکہ غریب ممالک میں گوشت کم کھایا جاتا ہے۔نہ صرف دنیا میں لوگ زیادہ ہیں مگر گوشت کھانے کی سکت رکھنے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہے، گذشتہ کچھ دہائیوں میں تیزی سے ترقی کرنے والے ممالک چین اور برازیل میں گوشت کی کھپت میں بے پناہ اضافہ دیکھا گیا ہے۔(۱)

دنیا میں سب سے زیادہ گوشت کہاں کھایا جاتا ہے؟

اگر ہم گوشت کی کھپت کے رجحان کا پوری دنیا میں مطالعہ کریں تو اس کا براہ راست تعلق دولت سے جُڑتا ہے، سنہ 2013 کے اعداد وشمار کے مطابق سب سے زیادہ گوشت کھانے والے ممالک میں امریکہ اور آسٹریلیا سرفہرست رہے۔ارجنٹائین اور نیوزی لینڈ میں ہر شخص نے سالانہ 100 کلو گوشت کھایا جو 50 مرغیوں یا آدھی گائے کے گوشت کے برابر ہے۔

دراصل مغرب میں گوشت کی کھپت کافی زیادہ ہے، مغربی یورپ میں فی شخص سالانہ 80 سے 90 کلو کے درمیان گوشت کھاتا ہے، اس کے برعکس دنیا کے بیشتر غریب ترین ممالک میں نسبتاً بہت کم گوشت کھایا جاتا ہے۔

۱۔ایتھوپیا کا باشندہ 7 کلو۔

۲۔روانڈا کا باشندہ 8 کلو۔

۳۔اور نائیجیریا کا باشندہ اوسطاً 9 کلو گوشت کھاتا ہے جو ایک یورپی باشندے سے

---

(۱)اردو B B C نیوز، 4 فروری 2019

دس گناہ کم ہے۔

۴۔ 1960 کی دہائی میں چین میں فی شخص سالانہ پانچ کلو سے کم گوشت کھاتا تھا۔ 1980 کی دہائی کے اختتام پر یہ مقدار 20 کلو تک پہنچ گئی تھی اور گذشتہ کچھ دہائیوں میں تو تین گنا اضافے کے ساتھ 60 کلو سے اوپر جا چکی ہے۔

۵۔ برازیل میں بھی اس سے ملتا جلتا رجحان دیکھا گیا ہے، جہاں گوشت کھانے کی کھپت میں 1990 کی دہائی سے اب تک دگنا اضافہ دیکھا گیا ہے جس نے تقریباً تمام مغربی ممالک کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

۶۔ انڈیا میں صورتحال نمایاں طور پر مختلف ہے، اگرچہ اوسط آمدن میں سنہ 1990 سے اب تک تین گنا اضافہ دیکھا گیا ہے؛ مگر گوشت کی کھپت میں ایسا نہیں ہوا، ایک غلط تاثر یہ بھی ہے انڈیا کی اکثریتی آبادی سبزی خور ہے جبکہ ایک سروے کے مطابق انڈیا کے دو تہائی لوگ کسی نہ کسی قسم کا گوشت ضرور کھاتے ہیں، اس کے باوجود انڈیا میں گوشت بہت کم کھایا جاتا ہے۔ انڈیا میں فی شخص 4 کلو سے کم گوشت کھاتا ہے، جو کہ دنیا بھر میں سب سے کم ہے، جس کی بنیادی وجہ مذہبی اور سماجی عوامل کے باعث گوشت کی مختلف اقسام سے پرہیز ہے۔

۷۔ امریکی محکمہ زراعت کے حالیہ اعداد وشمار کے مطابق گوشت کی کھپت میں گذشتہ کچھ سالوں میں درحقیقت اضافہ ہوا ہے، گذشتہ چند دہائیوں کے مقابلے 2018 میں امریکہ میں گوشت کھائے جانے کی مقدار کافی زیادہ تھی۔ یورپی یونین میں بھی تقریبا کچھ ایسا ہی حال ہے۔(۱)

برادرانِ وطن کے مذہب میں گوشت خوری کی تاریخ

گوشت کی بابت اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ''معلوم نہیں ایسی

(۱) اردو B B C نیوز، 4 فروری 2019

ناپاک چیز لوگ کیسے کھاتے ہیں، ہندوؤں نے بھی مسلمانوں کی دیکھا دیکھی گوشت کھانا سیکھ لیا، مسلمان بادشاہوں نے زبردستی اس کی عادت ڈلوائی ،گوشت کھانا تو بالکل ادھرم ہے، قدیم آریہ لوگ نہیں کھاتے تھے'، وغیرہ۔

ہم جائزہ لیں کہ کیا واقعتہ ایسی سوچ علمی ومذہبی لحاظ سے درست ہے یا محض جہالت ہے؟ گوشت خوری کا دستور انتہائی قدیم ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں گوشت خوری کی اجازت دی گئی ہے۔ہندستانی مذاہب میں بھی جین دھرم کے علاوہ سبھی مذاہب میں گوشت خوری کا جواز موجود ہے۔غیر مسلموں کے بیچ آج کل گوشت خوری منع ہونے کی جو بات مشہور ہے وہ محض اپنے مذہب اور اپنی تاریخ سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔خود گاندھی جی نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایک زمانہ تک ہندوسماج میں جانوروں کی قربانی اور گوشت خوری کا عمل عام تھا، اور ڈاکٹر تاراچند کے بقول ویدک قربانیوں میں جانوروں کے چڑھاوے بھی ہوا کرتے تھے۔(۱)

خود ویدوں میں جانوروں کے کھانے، پکانے اور قربانی کا تذکرہ موجود ہے ہندوؤں کی مشہور چار مذہبی کتابیں جو ۵ ہزار سال پرانی ہیں: جو ویدوں کے نام سے مشہور ہیں: رگ وید، یجروید، اتھروید، اور سام وید، ان چاروں میں یگیہ یعنی جانوروں کی قربانی میں، اسی کے احکام، رسوم اور منتر بیان کیے گئے ہیں۔ان ویدوں کے چند اہم اقتباسات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

رگ وید میں گوشت خوری کا تذکرہ

(۱) ''تیرے لیے اے اندر! جس کی حمد وثنا تمام ماروت یکساں خوش ہوکر کرتے ہیں پساں اور وشنو، تمہارے لیے ایک سو بھینس پکائیں''(۲)

---

(۱) گاؤ ماتا، گاؤ مُوتر، مُو دیتوا اور مذہبی دہشت گردی، امجد نذیر، 11 Jun, 2019

(۲) رگ وید: ۶/۱۱/۱۷

(۲)''وہ بیلوں کو پکاتے ہیں اور تم ان کو کھاتے ہو''(۱)

(۳)''اور اندر! ہم پروہتوں کے ساتھ مل کر فربہ بیل پکاتے ہیں''(۲)

(۴)''(اندر کہتے ہیں) وہ میرے لیے پندرہ بیس بیل پکاتی ہے، جنہیں کھا کر میرے جسم کی فربہی بڑھتی ہے اور میں اپنے پیٹ کی دونوں کوکھیں بھر لیتا ہوں''(۳)

(۵)''... اندر تمہارے بیلوں کو کھائے''(۴)

یجروید میں گوشت خوری کا تذکرہ

یجروید میں بائیسویں ادھیائے (باب) سے لے کر پچیسویں ادھیائے تک پورے چار ابواب میں اشومیدھ یگیہ (گھوڑے کی قربانی) کا تذکرہ ہے، اس یگیہ کا مرکزی بیان گھوڑے کا ذبیحہ ہے، یجروید ادھیائے ۳۱ میں ۳۸ سے ۱۰۱ تک کا منتر گھوڑے، مینڈھے، بکرے وغیرے کے قطع شدہ سروں سے متعلق ہے، شت پتھر ہمن کانڈ یجروید ادھیائے : ۲۰/۸/۷ میں ہے: ''گھوڑے، سانڈ، بیل، بانجھ گائیں، بھینس کھلے بندوں دیوتاؤں کی نذر کی جاتی ہیں۔'' یجروید ادھیائے ۶ سے لے کر ۱۲ تک منتر ذبح ہونے والے جانور اور کھمبے سے متعلق ہیں جن کی تفصیل پڑھنے کے قابل، یہ مشتے نمونہ از خروارے کے قبیل سے ہیں، ورنہ وید جانوروں جن میں گائے بیل بھی داخل ہیں، کے ذبح اور قربانی سے بھرے ہوئے ہیں۔

منوسمرتی میں گوشت خوری کا تذکرہ

منوسمرتی جو ہندو قانون کی بنیادی اور مسلمہ کتاب ہے، اس میں بہت سے ابواب میں

(۱) رگ وید :۱/۲۸/۳

(۲) رگ وید:۱/۲۷/۲

(۳) رگ وید:۱/۸۶/۱۴

(۴) رگ وید :۱/۲۷/۱۳

جانوروں کے گوشت کھانے کھلانے کا ذکر ہے۔

(۱) مثلاً : آباء واجداد کی روحوں کو خوش کرنے کے ضمن میں بتایا گیا ہے کہ نباتات کی قربانی انہیں ایک ماہ خوش رکھے گی۔ مچھلی کے گوشت سے دو مہینے، ہرن کے گوشت سے تین مہینے تک، بھیڑ کے گوشت سے چار مہینے تک اور پرندوں کے گوشت سے پانچ مہینے تک، یہاں تک کہ گینڈوں کی قربانی ہمیشہ کے لیے انہیں خوش رکھے گی۔ پتر مردہ بزرگ، ان منتروں میں مردوں کی فاتحہ کا بھی ذکر ہے، یہ کھانا برہمنوں کو کھلایا جاتا ہے اور ان کے عزیزوں اور رشتہ دراوں کو آسودہ رکھتے ہیں۔(۱)

(۲) ”بکرے کے گوشت سے چھ مہینے تک، شتر مرغ کے گوشت سے سات مہینے تک، این نامی ہرن کے گوشت سے پانچ مہینے تک پتر آسودہ رہتے ہیں“(۲)

(۳) ”جنگلی سور اور بھینسے کے گوشت سے دس مہینے تک، اور خرگوش اور کچھوے کے گوشت سے گیارہ مہینے تک پتر خوش رہتے ہیں۔(۳)

(۴) چار پائی، مکان، کش (خوشبو دار گھاس) خوشبو، پانی، پھول، جواہر، دہی، لائی مچھلی دودھ، گوشت ساگ ان سب کو ترک نہ کرے“۔(۴)

(۵) منوسمرتی ادھیائے ۵ میں کھانے اور نہ کھانے کی چیزوں کا ذکر ہے۔ مثلاً: ”جو جانور منتر سے سدھ نہ کیا گیا ہو اس کا مانس نہ کھائے“ یعنی منتر پڑھنے کے بعد جانور کا گوشت کھایا جاسکتا ہے۔“

(۶) ”یگیہ کے واسطے اور نوکروں کے کھانے کے واسطے اچھے اچھے ہرن اور پرندے مارنا چاہیے۔“

---

(۱) منوسمرتی، ادھیائے: ۳/ ۲۶۸

(۲) منوسمرتی، ادھیائے: ۲۶۹

(۳) منوسمرتی، ادھیائے: ۲۷۰

(۴) منوسمرتی ادھیائے: ۴ منتر: ۲۵۰

(۷)''پروش نام سنسکار سے جو گوشت بنا ہے اور یگیہ میں ہون کرنے سے جو گوشت بچا ہے۔

ان دونوں طرح کے گوشت کا بھوجن کرنا چاہئیے''۔

(۸)''کھانے کے لائق جانوروں کو کھانے سے کھانے والوں کو دوش (گناہ) نہیں ہوتا کیونکہ کھانے کے لائق جانور اور کھانے والے جاندار کو برہما جی نے پیدا کیا ہے''(۱)

(۹)''مول لیے ہوئے یا دوسروں کے لائے ہوئے گوشت کو دیوتا اور پتروں کو بھوگ لگا۔

کر (فاتحہ دے کر) کھانے سے پاپ نہیں ہوتا''۔

(۱۰)''شاشتر کے طریقے سے جو گوشت شدھ (پاک) ہے، ایک شخص جو گوشت خوری سے انکار کرتا ہے، مرنے کے بعد اکیس جنم تک جانور کے روپ میں رہتا ہے۔(۲)

(۱۱) منوجی یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ اگر جانور قربانی کے لئے ذبح کیا جائے، تو یہ قتل کرنا نہیں ہے: خود سوئمبھو نے جانوروں کو قربانی کے لئے پیدا کیا، یگیہ کل (عالم) کی بھلائی کے لئے ہیں؛ چنانچہ (جانوروں کا) یگیہ کی غرض سے ذبح کرنا قتل کرنا نہیں ہے۔(۳)

(۱۲)''ان جانور، درخت، پرند کچھوا، وغیرہ یہ سب یگیہ کے واسطے مارے جانے سے دوسرے جنم میں اونچی ذات پاتے ہیں''۔

(۱۳)''جو ہنسا اس دنیا میں وید کے مطابق ہیں، انہیں اہنسا نہیں کہنا چاہیے کیونکہ وید ہی سے دھرم نکلا ہے''۔(۴)

(۱۴)''گوشت اور شراب، ان دونوں کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں ہے اور جماع

---

(۱) ادھیائے: ۵/۳۰

(۲) منو، باب: ۵، اشلوک ۴۵:

(۳) منو، باب: ۵، اشلوک ۳۹:

(۴) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی: ۱۳۲

میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ یہ تو جیووں کا سبھاؤ ہے''۔لہذا گوشت خوری تو ہندوستانیوں کی عمل کی دنیا میں ہر دور میں ہندوخواص وعوام گوشت کھاتے رہے ہیں۔

منوسمرتی میں کہا گیا ہے:

مچھلی کے گوشت سے دو ماہ تک، ہرن کے گوشت سے تین ماہ تک، بھیڑیئے کے گوشت سے چار ماہ تک اور پرندجانور کے گوشت سے پانچ مہینے تک پتر آسودہ رہتے ہیں(۱)

(۱۵)منوجی نے مختلف مواقع پر نہ صرف گوشت کھانے کی اجازت دی ہے؛ بلکہ اس کی ترغیب بھی دی ہے اور جو شخص اس سے انکار کرے اس کو اگلے جنم میں سزا کا مستحق قرار دیا ہے؛ چنانچہ فرماتے ہیں:

گوشت خور روزانہ شکار کرتا اور گوشت کھاتا ہے، اور یہ کوئی گناہ نہیں اس لئے کہ کھانے والے اور کھائے جانے والے دونوں کو خالق نے (اسی مقصد کے لئے) پیدا کیا ہے۔(۲)

ہندوؤں کی مذہبی کتب میں گوشت خوری کی اجازت

بہت سے ہندو ایسے ہیں جو سختی سے سبزی کھانے کے پابند ہیں۔ان کا خیال ہے کہ یہ بات ان کے مذہب کے خلاف ہے کہ وہ غیر نباتاتی خوراک، یعنی گوشت وغیرہ استعمال کریں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں اپنے پیروکاروں کو گوشت کھانے کی اجازت دیتی ہیں۔ان میں لکھا ہے کہ ہندو رِشی اور مُنی (بزرگ اور عالم) گوشت کھاتے رہے۔

ہندوؤں کی کتاب''منوسمرتی'' کے باب نمبر ۵رکی ۳۰رویں سطر میں ہے:

''جو شخص (ان جانوروں کا) گوشت کھائے جن کا گوشت کھانا چاہیے تو وہ کوئی بُرا کام نہیں کرتا خواہ وہ ایسا روزانہ کرے کیونکہ خدا نے کچھ چیزیں کھائے جانے کے لیے پیدا کی

(۱)منوسمرتی،ادھیائے:۳/۲۶۸

(۲)منو،باب:۵،اشلوک:۳۰

ہیں اور کچھ کو ان چیزوں کو کھانے کے لیے پیدا کیا ہے۔

اور ''منوسمرتی'' ہی کے باب ۵ رکی سطر ۳۱ ویں لکھا ہوا ہے : قربانی کا گوشت کھانا صحیح ہے کیونکہ یہی دیوتاؤں کا روایتی طریقہ ہے۔

اور ''منوسمرتی'' ہی کے باب ۵ رکی سطور 40,39 میں یہ جملہ بھی موجود ہے :

خدا نے خود ہی قربان کیے جانے والے جانور قربانی کے لیے پیدا کیے ہیں، اس لیے قربانی کے لیے ان کو ہلاک کرنا در اصل ہلاک کرنا نہیں ہے۔

مہابھارت انوشاشن پروا کا باب نمبر 88 دھرم راج یُدھشٹر اور پیتم بھیشم کی گفتگو بیان کرتا ہے کہ شردھا (مُردوں کی رسوم) کی تقریب میں پتری (باپ دادا) کو کس طرح کی خوراک پیش کرنی چاہیے تا کہ مُردوں کو سکون ملے۔ پیراگراف اس طرح ہے :

یُدھشٹر نے کہا : ''او مہاشکتی والے! ہم اپنے دادا کے لیے کونسی چیز وقف کریں جو کبھی ختم نہ ہو؟ کیا چیز ایسی ہو سکتی ہے جو ہمیشہ رہے؟ کیا چیز ہے جو اَمر ہو جاتی ہے؟

بھیشم نے کہا: ''سُنو یُدھشٹر! کون سی اشیاء ہیں جو شردھا سے اچھی طرح واقف اشخاص کے نزدیک اس قسم کی تقریبات کے لیے موزوں ہیں؟ او مہاراج! السی کے بیج، چاول، جَو، ماش، پانی، چقندر اور پھل اگر باپ دادا کو پیش کیے جائیں تو ان کی آتما ایک ماہ شانت (پرسکون) رہے۔ مچھلی پیش کرنے سے ان کی آتما 2 ماہ شانت رہے۔ بھیڑ کے گوشت سے تین ماہ، خرگوش سے چار ماہ، بکری کے گوشت سے 5 ماہ، سور کے گوشت سے 6 ماہ اور پرندوں کے گوشت سے 7 ماہ شانت رہے۔ پریشت نامی ہرن کے گوشت سے 8 ماہ اور رورو نامی ہرن کے گوشت سے 9 ماہ، گائے کے گوشت سے دس ماہ، بھینس کے گوشت سے 11 ماہ اور نیل گائے کے گوشت سے پورا سال شانت رہے۔ گھی ملا پیاز بھی باپ دادا کو قبول ہے۔ ودھری ناس (بڑے بھینسے) کا گوشت 12 سال شانت رکھے۔ اور گینڈے کا گوشت جو چندر ماس (چاند کے مہینوں) کے حساب سے باپ دادا کی برسی پر جس دن وہ فوت ہوئے پیش کیا جائے تو وہ کبھی ختم نہ ہو۔ کلاسک نامی بوٹی، کنچن پھول کی پتیاں اور

سُرخ بکری کا گوشت بھی اسی طرح پیش کیا جائے تو وہ کبھی ختم نہ ہو، لہٰذا یہ فطری امر ہے کہ اگر آپ اپنے باپ دادا کو ہمیشہ شانت رکھنا چاہیں تو انھیں سرخ بکری کا گوشت پیش کریں۔(۱)

مہابھارت کا مکالمہ

یہ مضمون مہابھارت میں بھی موجود ہے؛ چنانچہ مہا بھارت میں یدھشٹر اور بھیشم کا مکالمہ اس طرح نقل کیا گیا ہے:

یدھشٹر نے کہا: اے مہاشکتی شالی! مجھے بتا کہ وہ کیا چیز ہے جسے اگر اپنے پُرکھوں کی روحوں کو بھینٹ کروں تو وہ کبھی ختم نہ ہو، وہ کیا بھینٹ ہے جو ہمیشہ باقی رہ جائے؟ وہ کیا ہے جو لافانی ہو جائے؟

بھیشم نے کہا: میری بات سن! اے یدھشٹر! وہ نذر کیا ہیں جو کوئی شخص شردھا میں چڑھائے اور جو شردھا کے لئے اچھی ہوں اور وہ کیا پھل ہیں جو ہر ایک کے ساتھ جوڑے جائیں، تل اور چاول اور جو اور ماش اور پانی اور جڑیں اور پھل، اگر انھیں شردھا میں نذر کیا جائے تو اے بادشاہ! تیرے پرکھوں کی آتمائیں دو مہینے تک خوش رہیں گی، (بھیڑ کے) گوشت کی قربانی انھیں تین مہینوں تک اور خرگوش کی قربانی چار مہینوں تک خوش رکھے گی، بکری کے گوشت کی قربانی سے وہ پانچ مہینوں تک، سور کے گوشت سے چھ مہینوں تک خوش رہیں گے، اور پرندوں کے گوشت انھیں سات مہینوں تک خوش رکھے گا، ایک ہرن کا گوشت جسے پریشاتا کہتے ہیں اور گوایا کا گوشت دس مہینے تک اور بھینس کے گوشت کی قربانی انھیں گیارہ مہینے تک خوش رکھے گی، یہ کہا جاتا ہے کہ شردھا پر دی گئی گائے کے گوشت کی قربانی ایک سال تک باقی رہتی ہے، قربانی کے گوشت کی بھینٹ ایک سال تک باقی رہتی ہے، قربانی کے گوشت کے ساتھ اتنا گھی ملایا جائے کہ وہ تیرہ پرکھوں کی آتماؤں کو بارہ برس تک

(۱) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی: ۱۳۲

خوش رکھ سکے۔(۱)

رامائن میں گوشت خوری کا تذکرہ

ایک نظر مذہبی پہلو پر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ایک کھلا راز ہے کہ گائے بیل پر پابندی اور اس سلسلہ میں نامعقول حد تک سخت قوانین کا اصل محرک سادہ لوح اور اپنے مذہب سے ناواقف ہندو بھائیوں کا یہ احساس ہے کہ ویدک دھرم میں گائے کو مقدس ماں کا درجہ حاصل ہے اور اس کو ذبح کرنے کی ممانعت ہے؛ حالاں کہ ہندو مذہبی مآخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ ''ویدک عہد'' (جو ہندو مذہبی تاریخ میں خیر القرون کا درجہ رکھتا ہے) میں نہ صرف گوشت خوری کا عمل عام تھا؛ بلکہ گائے کی قربانی بھی ہوتی تھی اور اس کے گوشت بھی کھائے جاتے تھے۔

''والمیکی رامائن''، جو انتہائی مستند سنسکرت میں ہے۔رام چندر جی ہی کے دور کی تصور کی جاتی ہے، (دوسرا نسخہ رامائن کا تلسی داس نے لکھا ہے یہ کتاب مسلم دور میں ہندی میں لکھی گئی ہے) اجودھیا کانڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ رام چندر جی نے چودہ سالہ بن باس کے دور میں جنگلی پھل کھانے کے علاوہ دوسرے جانورں کا شکار کیا ہے اور ان کا گوشت کھایا ہے، مثلاً: اجودھیا کانڈ کے باون اشلوک کے آخر میں ہے''اور رام چندر نے وہاں ایک ہرن مار کر مانس اس کا لے لیا کہ بھوک لگے گی تو بھوجن کریں گے اور آگے جا کر ایک درخت کے نیچے بھوجن کیا''۔(۲) اور پچپن (۵۵) صفحہ کے آخر میں ہے''رام چندر جمنا سے دکھن ہو کر ایک کوس پچھم کو چلے اور رسندھیا کر کے اور ہرنوں کو مار کر بھوجن کیا'' اور چھپن (۵۶) صفحہ کے آخر میں ہے، ''لچھمن رام چندر کی آگیا پا کر سیاہ رنگ کا ہرن مار لائے'' اور پچانوے (۹۵) صفحہ میں ہے''اس وقت لچھمن دس ہرنوں کو مار لائے اور رام چندر کے آگے

---

(۱) مہابھارت، انوساشن بھیروا، تیرہویں کتاب، ادھیائے :۸۸

(۲) اجودھیا کانڈ:۵۲

رکھ دیئے ،رام چندر بہت آنند ہو کر کہنے لگے کہ: آج مانس بہت دیوتاؤں کو دینا چاہئے، یہ سن کر جانکی جی (سیتا جی) نے انھیں اٹھا کر رام چندر جی کے آگے رکھ دیا اور رام چندر جی دیوتالوگوں کو بھاگ (حصہ) دینے لگے"۔اسی طرح راجا دسرتھ کا ہرن سمجھ کر سرون کمار کا تیر مارنا بھی ثابت ہے۔

ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب وششٹ کے گھر میں وشوامتر جی آئے تو وششٹ نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ اپنے معزز مہمان کے لیے ایک بہترین موٹے تازے گائے کے بچھڑے کو ذبح کر کے لائے تاکہ ان کی اچھی طرح ضیافت کی جائے۔(۱)

مندرجہ بالا واقعات سے یہ بات اظہر من الشمس ہوتی ہے کہ سب مذاہب میں گوشت خوری کی اجازت ہے،سوائے جین دھرم کے جو کہ نجات کے لیے ترک دنیا،ترک خواہشات اور ترک تمدن کے نظام سے ہم آہنگ ہے،اس ترک دنیا کا جز ترک حیوانات بھی ہے جو کہ ان کے دیگر فرقے کی رو سے بدن پر کپڑے کا ایک تاز بھی نہ ہو، ان کے سارے تیر تھنکر (گرو) مادر زاد برہنہ رہتے تھے تو کیا آپ نوع انسانی کو ترک دنیا کا مشورہ دیتے ہیں؟۔(۲)

ویدک آریوں میں گوشت خوری

ڈاکٹر انجلی موہن راؤ جو انڈین فلسفہ پڑھاتی ہیں اور انڈولوجی گوا اور "ہندوستانی کلچر اور ٹریڈیشن" کی چیئر مین ہیں،ان کا ایک مقالہ بہ عنوان" ویدک آریوں میں گوشت خوری "روزنامہ"نو ہند ٹائمس" پنجم گوا، بتاریخ ۳: فروری ۲۰۰۸ میں شائع ہوا تھا،ذیل میں اس کے حوالہ سے ایک اقتباس قلم بند ہے۔

آریوں کے کھانے کا پس منظر بھی ان کے عقیدہ پر مبنی ہے، ہندوستان مشہور ہے اہنسا

(۱) بیان از پروفیسر ڈاکٹر جی مشرا،سابق پرنسپل ڈیمپو کالج،پنجم۔گوا

(۲)ماخوذ از"گوشت خوری سے گلابی انقلاب تک"ڈاکٹر عبدالسمیع صوفی صاحب

اور احترام کے لیے؛ مگر وہ جو لکھتی ہیں وہ اس مشہور نظریہ کے برخلاف ہے، ویدک آریوں میں چرواہی اور کاشتکاری کی زندگی گذرتی تھی ،گوشت خوری عام تھی، ویدوں میں کم از کم دوسو پچاس جانوروں کا ذکر ہے، جس میں پچاس جانوروں کو قربانی اور کھانے کے لائق سمجھے جاتے تھے۔سور اور گائے گھروں میں پالے جاتے تھے، جبکہ دوسرے جانوروں کا شکار کیا جاتا تھا۔

جانوروں کے گوشت بیچنے کی باضابطہ دکانیں تھیں۔ان کو خاص ناموں سے پکارا جاتا تھا ،جن کی تفصیل یوں ہے:

(۱) گائے، بیل کے گوشت بیچنے والوں کو : گوگوتکا۔

(۲) بھیڑ کے گوشت بیچنے والوں کو: آرابیکا۔

(۳) خنزیر کے گوشت بیچنے والوں کو: شوکھاریکارڈ۔

(۴) ہرن کے گوشت بیچنے والوں کو : ناگاریکا۔

(۵) پنچھی پکھیرو کے گوشت بیچنے والوں کو : شاکن ٹیکا۔

(۶) گھڑیال، کچھوا کے گوشت بیچنے والوں کو : گدھابڑاکا۔

(۷) اس زمانہ میں مچھلیاں اور سبز کچھوا اور پرندے بھی کھائے جاتے تھے،رگ وید میں گھوڑے کی قربانی کا تفصیل سے ذکر ہے جس میں بھینس، بھیڑ، بکرے کے گوشت پکانے کی ترتیب بھی تفصیل سے ہے۔دیوتاؤں کے مختلف من پسند جانوروں کا تذکرہ کتاب ستپتھ برہمن اور وج نیا لکاسمہت میں مہا کوشا (بڑا بیل) اور مہا جا (بڑا بکرا) خاص مہمانوں کی ضیافت کے لیے سفارش کی گئی ہے۔

(۸) اسی طرح شیر خوار بچہ کو جب کوئی ٹھوس غذا کھلانے کی رسم میں جسے ’’ان پرشن‘‘ کہتے ہیں: ’’اس میں نر بھیڑ اور تیتر کا گوشت، چاول اور گھی کے ساتھ گر یہہ ستر میں تاکید ہے۔

(۹) اسی طرح دھرم ستر میں شرادھ (موت کی سال گرہ) کے موقع پر پروہت اور لوگوں کے لیے بکرا، ہرن گائے، بیل، خرگوش، خارپشت، ساہی، بھیڑ کے گوشت سے ضیافت ہوتی تھی۔

(۱۰)اسی طرح جٹکا کہانیوں میں کبوتر، تیتر، بندر، ہاتھی کے گوشت کھانے کا ذکر ہے۔
برہت سمہت میں بھینس اور چھپکلی کے گوشت کھانے کا ذکر ہے۔کوٹلیہ کے ارتھ شاستر میں سرکاری نگرانی میں جانوروں کا ذبح اور اس کے پکے ہوئے گوشت فروخت کرنے کا ذکر ہے، کرا کاسمیت میں چند غیر معمولی جانوروں کے گوشت کھانے کا ذکر ہے، مثلاً گھڑیال، کچھوا، گیدڑ، ساہی وغیرہ، اس کے ساتھ ہی اس میں ذبح کے بعد کیسے مختلف طریقوں سے گوشت کو تراش خراش کرکے انواع واقسام کے پکوان پکائے جاسکتے ہیں اس کا بھی ذکر ہے۔

اس کتاب کے منصف کا کہنا ہے کہ عام خیال کے مطابق کہ ویدک آریہ سخت سبزی خور تھے بالکل بے بنیاد ہے، قدیم ویدک کتابیں ان کے ثبوت میں ہیں ویدک کتب کے مطابق لوگ ہمیشہ سوال اٹھاتے ہیں، گائے کا ذبح بطور غذا کے؟ لیکن ان کتابوں سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ بانجھ گائے کی قربانی کرتے تھے، بعد کی دھرم شاستروں میں گائے کے ذبح کی ممانعت کا ذکر ملتا ہے، منوسمرتی میں بہت سے جانور اور پرندوں کے گوشت کھانے کی ممانعت خاص کرکے دودھ دینے والی گائے اور کھیتوں میں کام کرنے والے بیل مذکور ہے۔لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ مکمل طور پر گائے کے گوشت کھانے کی ممانعت نہیں کرتا، بعد میں غالباً معاشی اور جانوروں کے مفید ہونے پر گوشت خوری کی ممانعت اور سبزی خوری کی شروعات ہوئی۔(۱)

بدھ اور جین مذہب میں گوشت خوری

غالباً گوشت خوری کی ممانعت اقتصادی وجوہات سے ہوئی، ایسا لگتا ہے کہ جانوروں کے ذبح کی ممانعت بدھ اور جین مذہب کے اثر سے شروع ہوئی، یہ لوگ اہنسا یعنی جانوروں کو تکلیف دینے اور مذہبی قربانی کے خلاف تھے حالانکہ گوتم بدھ نے گوشت خوری کی اجازت دی تھی، اہنسا کے اصول سے ان کے زمانہ میں گوشت خوری بلکہ گاؤخوری کا

(۱) ماخوذ از ''گوشت خوری سے گلابی انقلاب تک'' ڈاکٹر عبدالسمیع صوفی صاحب

عام رواج تھا،تبت کے بدھشٹے اور لاما بھی جانوروں کی قربانی اپنے آباءواجداد کی روحوں کو خوش کرنے کے لیے ہیں ۔(۱)

کتاب ’’بھگوان بدھ‘‘ کے مصنف گاندھی جی کے خاص دوست اور بدھ دھرم کے مشہور مبلغ ومحقق دھرمانند کوسمبی نے بدھ مت کے بنیادی کتابوں کے عمیق مطالعہ کے بعد مراٹھی زبان میں لکھی ہے اوراردو ترجمہ ساہتیہ اکیڈمی نئی دہلی سے پرکاش پنڈت نے کیا۔

انہوں نے لکھا ہے کہ : گوتم بدھ نے اس کے خلاف آواز بلند ہی نہیں کیا : بلکہ وہ خود بھی گوشت کھاتے تھے ۔انتقال سے قبل انہوں نے سور کا گوشت کھایا تھا،اوراسی سے ان کی موت ہوئی تھی اس موت کو انہوں نے نروان (نجات) قرار دیا تھااورگوشت خوری کو ذریعۂ نجات ۔(۲)

نہ صرف یہ کہ بدھ کے ماننے والے عام طور پر گوشت کھاتے ہیں ؛ بلکہ بدھ بھکشو (بدھ فقراءوراہب) بھی کم وبیش مقدار میں گوشت کا استعمال کرتے ہیں ۔اسی طرح کستور چند رجین کے مطابق بائیسویں ترتھنکر ’’نمی ناتھ‘‘ کی شادی کے موقع پر جانوروں اور پرندوں کا گوشت کھایا گیا تھااورشاستروں کے مطابق دلہادلہن دونوں جین تھے ۔

ایک اورواقعہ کے مطابق ’’چیننیا‘‘،جوکہ مہاویر کے ہم عصر بھیم سین کی بیوی تھی،اس نے دوران حمل اپنے شوہر کا دل کھانے کی خواہش ظاہر کی اور بھیم سین کے بڑے بیٹے ’’ابھے کمار‘‘اسے کسی جانور کا دل کھلایا۔(۳)

پھر یہ سوال اٹھتا ہے کہ اہنسا کے سلسلہ میں گوتم بدھ کا کیا کارنامہ ہوا؟ ان کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے یگیہ میں اندھادھند ذبح کے خلاف آواز بلند کی،یہ اس لیے اٹھائی کہ یہ

---

(۱) ملاحظہ ہو کتاب ’’بھگوان بدھ‘‘

(۲) بھگوان بدھ،ص:۲۸۱

(۳) بحوالہ’’گوشت خوری جائز یاناجائز ۔از ڈاکٹر ذاکر نائک ،ص:۸۹

جانور کار آمد ہوتے اور غریبوں سے زبردستی ہتھیار کر دئے جاتے تھے۔(۱)

کیا ہندوؤں نے کبھی بیف نہیں کھایا؟ ڈاکٹر امبیڈکر کی تحقیق

ہندوستانی آئین کی تیاری میں شریک رہے ڈاکٹر امبیڈکر کا ایک مضمون جس کا عنوان ہے کہ ''کیا ہندوؤں نے کبھی بیف نہیں کھایا؟'' یہ مضمون ان کی کتاب ''اچھوت کون تھے اور وہ اچھوت کیوں بنے؟'' میں شامل ہے، اپنے اس مضمون میں امبیڈکر ہندوؤں کے اس دعوے کو چیلنج کیا تھا کہ ''ہندوؤں نے کبھی بیف نہیں کھایا اور گائے کو ہمیشہ مقدس مانا ہے''۔

امبیڈکر نے قدیم دور میں ہندوؤں کے گائے بیل کے گوشت کے استعمال کو ثابت کرنے کے لیے ہندو اور بدھ مت کے مذہبی کتابوں کا سہارا لیا، ان کے مطابق ''گائے کو مقدس ماننے سے پہلے گائے کو ذبح کیا جاتا تھا، انہوں نے ہندو دھرم شاستروں کے ایک مشہور عالم'' پیوی کانے'' کا حوالہ دیا'' کانے'' نے لکھا ہے، ایسا نہیں ہے کہ ویدک دور میں گائے مقدس نہیں تھی؛ لیکن اس کی پاکیزگی کے وجہ سے ہی کہا گیا کہ گائے کا گوشت کھایا جانا چاہیے۔''(۲)

ذات پات کے خلاف جہاد کرنے والے ممتاز لیڈر بھیم راؤ امبید کار نے ۱۹۴۸ء میں لکھے گئے ایک عالمانہ مقالے میں ثابت کیا کہ گاؤ تیا کی ممانعت ''ویدوں، اپنیشد'' حتی کہ دھرمی مرقع ء قانون'' منوسمریتی'' میں بھی نہیں ہے اور نہ ہی گاؤ ماس کھانے ہر کسی اَپرادھ کا ذکر ہے۔

تیسری صدی عیسوی میں اشوک کی بُدھ سلطنت میں گائے ذبح کرنے پر اِسلئے پابندی تھی کیونکہ بدھ مت اور اشوکِ اعظم تمام حیات کو ایک دوسرے سے منسلک سمجھتے تھے؛ صرف گائے کو تقدس یا مرکزیت حاصل نہیں تھی۔

---

(۱) بحوالہ: بھگوان بدھ،ص:۳۲۰

(۲) مراٹھی میں دھرم شاستر و چار: ۱۸۰

ڈاکٹرامبیڈکر کے نزدیک قرونِ اولٰی میں ماساہاری مخالف بُدھ مت ھندوستان کا غالب دین بن چُکا تھااور بُدھ بھکشوں سے متاثر ہو کرسناتن دھرمی برہمنوں نےبھی ماس کھانا ترک کردیا۔

مال مویشی کے زرعی معاشرے میں گائے کی پیداواری اہمیت کے سبب گائے کو گپتا سلطنت (چوتھی صدی) میں تقدس عطا کیا جانے لگا؛ لیکن ہندو دائرہ کار میں ہی اَچھُوتوں کو مُردہ گائے اور تلف کرنے کا کام سونپا گیا اگر کوئی نہ بھی مارے طبعاً بھی تو ہر گائے کو ایک دن موت کا ذائقہ چکھنا تھا اور اُسکی نعش کو کرم زدہ بدبُو دار بھی ہونا تھا جس سے مُضر اثرات انسانوں پر منتقل ہونے کا خطرہ تھا اس لئے پہلے ضرورت، پھر فرض اور پھر مردہ گایوں کی تلفی اور چرمی مصنوعات بنانا اچھوتوں کا دھرمی پیشہ قرار دے دیا گیا اس طریقے سے برہمنوں نے گائے تلفی کا مسئلہ حل کرنے کے ساتھ ساتھ بدھ مت کو بھی اپنے دامن میں سَمو لیا۔(۱)

دامودرسوارکراورگوشت خوری

دلچسپ بات یہ ہے کہ بنیاد پرست ہندوتوا اور دوقومی نظریے کے خالق، بھارتیہ جنتا پارٹی کے جنم کار، راشٹریہ سوامی سیوک سنگھ اور وشوا ہندو پریشد کے پیرومرشد ونائیک ''دامودرسَوارکر'' ہمہ قسم کے ماساہاری تھے غالباً ۱۹۳۳ء میں جب گاندھی جی لندن میں اُن سے ملنے گئے تو انہوں نے پلیٹ گاندھی جی کے سامنے رکھ دی اور انکارِسُن کر طنزیہ کہا ''اگر آپ پروٹین نہیں کھائیں گےتو انگریزوں کا مقابلہ کیسے کریں گے؟۔(۲)

پنڈت نہرواورگوشت خوری

گاؤرکشا کے آل اِنڈیا شور شرابے میں یہ ذکر بہت ضروری ہے کہ عظیم سیاستدان اورآزاد

(۱) گاؤماتا،گاؤمُوتر،ہُوہ دیتوااورمذہبی دہشت گردی، 11 Jun, 2019 ،امجدنذیرصاحب

(۲) گاؤماتا،گاؤمُوتر،ہُوہ دیتوااورمذہبی دہشت گردی، 11 Jun, 2019 ،امجدنذیرصاحب

ہندوستاں کے بانی مبانی پنڈت نہرو بھی گوشت خور تھے،تقسیم کے بعد گاؤرکشکوں کے گائے کاٹنے پر پابندی کے مطالبے کے جواب میں اُنہوں نے کہا''تم کیوں میرے خلاف پراپیگنڈا مہم چلانا چاہتے ہو؟اصرارہوا کہ اگرآپ اپنی عادت کا پردہ رکھنا چاہتے ہیں تو پابندی ہی بہترین طریقہ ہے'' سچ یہ ہے کہ دلتوں سمیت ہندوں کی بہت سے طبقات گوشت کھاتے ہیں اورکھاتے رہے ہیں ۔(۱)

گائے کھانے والی قومیں اقلیت میں ہیں یا اکثریت میں؟

ایسا نہیں ہے کہ صرف مسلمان ہی ان جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں،یہ تو بہت سی قوموں کی خوراک ہے،اس وقت زیادہ تر ہندوگوشت کھاتے ہیں اورانکا ایک طبقہ گائے کا گوشت بھی کھاتا ہے مگر گائے کا گوشت نوش فرمانے والوں کے ہزاروں میل لمبے دستر خواں پرمسلمان کہیں دکھائی نہیں پڑتا۔اس کے برعکس خود ہندوسماج میں کتنے ایسے گروپ ہیں جو گائے کا گوشت کھاتے ہیں جیسے،شیڈول کاسٹ کے لوگ،گوڈ،کورکو،بھیل،جن جاتی، ونواسی،بودھ،جنگلی قبائل،ناگالوگ،جنوبی ہند کے لوگ،بدھشٹ،نیپالی،گورکھے،بنواسی، ماربا،پارسی،چمار،بھنگی،ہریجن،ان کےعلاوہ دیگرقومیں بھی گائے کا گوشت استعمال کرتی ہیں،جیسے:یہودی،عیسائی،مسلمان،بدھسٹ،سکھ،قبائلی گروہ اورلا مذہب اقوام،حتیٰ کہ ساؤتھ انڈین ہندوؤں کی بھی بڑی تعداد گائے کا گوشت بہت ہی کثرت سے استعمال کرتی ہے۔

ہندوستان کی شمال مشرقی ریاستیں،ناگالینڈ،میگھالیہ،میزورم،آسام کے اکثرعلاقے؛ بلکہ بنگال میں بھی نیزہندوستان کی جنوبی ریاستوں،خاص کرکیرالہ وغیرہ میں ہندوبھی گائے کا گوشت کھایا کرتے ہیں،بعض وہ برادریاں جن کو ہندوؤں کی نیچی ذاتیں کہا جاتا ہے،جیسے :چمار،بھنگی،یہ پورے ملک میں گائے کھاتے ہیں،کیایہ بات قرین انصاف ہے کہ کچھ لوگوں کی خواہش کے احترام میں اتنے سارے لوگوں کو ان کی ایک پسندیدہ غذا سے محروم کردیا

(۱) گاؤماتا،گاؤمُوتر،مُودیتوا اورمذہبی دہشت گردی،امجدنذیر،11 Jun, 2019

جائے اور غریبوں کے لئے گوشت کھانے کو گراں سے گراں تر بنا دیا جائے؟ (۱)

سرکاری نگرانی میں گوشت کون کھلواتا ہے؟

۱۔ ہر بڑے شہر کے عجائب گھر میں خود سرکاری نگرانی میں گائے کا گوشت جنگلی جانوروں کو کھلایا جاتا ہے؟

۲۔ ایئر لائنز کی انٹرنیشنل پرواز خصوصاً ایر انڈیا غیر ملکی مسافروں کے لیے بہترین اور عمدہ گائے کے گوشت کھلانے کا انتظام کرتی ہے۔

۳۔ امریکہ میں گائے کا گوشت مرغی بکری کے گوشت کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ داموں میں فروخت ہوتا ہے، مثلاً اگر مرغی آپ کو امریکہ میں دس روپے کلو ملے تو گائے کا گوشت سو روپے سے نیچے نہیں مل سکتا۔

۴۔ پنجاب، ہریانہ، اتر پردیش وغیرہ جہاں گاؤ کشی ممنوع ہے ان علاقوں میں ہر سال لاکھوں جوان اور بہترین گائیں کلکتہ سے لائی جاتی ہیں اور چند مہینوں میں ان کا دودھ بڑھانے والے انجکشن کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ نکال لیا جاتا ہے، جب وہ سوکھ جاتی ہیں تو انھیں قصاب کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔

عقلاء کے یہاں دنیا کے اکثریت کے عمل کا اعتبار کیا جاتا ہے کہ اکثر لوگ کیا کر رہے ہیں، اس لئے وہ چیز درست ہے، اسی دلیل کی روشنی میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ عالم کی اکثریت گوشت خوری کی طرف ہے، دوسری اکثر قومیں، اکثر مما لک میں گوشت کا استعمال کیا جاتا ہے۔

تو ایک ایسا ملک جس کی بنیاد سیکولرازم پر ہو اور جس میں دستوری طور پر اس بات کو تسلیم کیا گیا ہو کہ سلطنت کا اپنا کوئی مذہب نہیں ہوتا، وہاں کیا ایسے کسی اقدام کا جواز ہو سکتا ہے، جس کو صرف ملک کی اکثریت کا ایک حصہ تسلیم کرتا ہو اور اس کی بنیاد بھی مذہب کی کتاب پر

(۱) جدید فکری مسائل: ۱/ ۱۹۳

نہ ہو؛ بلکہ لوگوں میں مشہور ہو جانے والے عقیدہ پر ہو۔

کیا خوشی کے مواقع گوشت سے خالی ہوتے ہیں؟

زمانے کا سب سے بھروسے مند ذریعہ رسرچ ،علوم سائنس کے علم طب نے کبھی گوشت خوری کو صحت کے لئے مضر نہیں قرار دیا ،بعض خاص قسم کے مریضوں کو بعض خاص خالات میں ہی صرف منع کیا جاتا ہے، عام طور سے گوشت خوری انسان کے لئے طاقت وقوت، صحت و تندرستی ،مفید وذائقہ دار اور جسم کے لئے غذائیت سے بھرپور مختلف ضروری عناصر کی تکمیل کا اہم ترین وسیلہ قرار دیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کھانے پینے میں ساگ سبزیوں کی طرح عمدہ سے عمدہ گوشت کا اہتمام کرتا ہے بلکہ انسانی طبیعت سبزی خوری سے زیادہ گوشت خوری کی طرف مائل ہے بطور خاص اہم مواقع اور مناسبات سے ۔کوئی فنکشن ہو کسی کے یہاں شادی ہو، عام سے عام پارٹی یا اخص الخاص تقریب ہو لازما گوشت کا اہتمام کیا جاتا ہے، دعوت کی کامیابی اور لوگوں کی پسندیدگی کا مرکز اصیل گوشت ہی قرار پاتا ہے ۔(۱)

کسی فرد کا گوشت پسند نہ کرنا معیوب نہیں ہے

یہ الگ بات ہے کہ لاکھوں میں کوئی ایک فطرتا گوشت کھانا پسند نہیں کرتا جیسے کہ کوئی بعض قسم کا گوشت کھاتا ہے اور بعض قسم کا نہیں ،سبزی خوروں کا بھی وہی معاملہ ہے کچھ لوگ بعض سبزیاں پسند کرتے ہیں اور بعض سبزیاں نہیں پسند کرتے اور نہیں کھاتے ہیں ،تو جو سبزی بعض لوگ نہیں پسند کرتے یا نہیں کھاتے ان سبزیوں سے کھانے والوں کو روکنا نرا بے وقوفی ہے، ایسے لوگوں کا کوئی خاص مذہب یا سماج نہیں ہے بلکہ ہر سماج اور ہر قوم میں موجود ہیں، جیسے مسلمانوں میں اس طبیعت کے حامل کچھ لوگ رہے ہندؤں میں بھی ایسے کچھ لوگ ہمیشہ سے رہے؛ لیکن ہندؤں کے ان چند نادانوں نے اس فطری طبیعت کو مذہبی معاملہ کہہ کا پکارنا

(۱) گوشت خوری انسانیت کے لئے عین فطرت ہے، محدیث فورم، اپریل 21، 2017ء

شروع کردیااور زیادہ تقوی دکھانے کے لئے اپنی قوم کے سامنے گوشت خوری سے پرہیزی اختیار کر کے خود کو ان لوگوں سے زیادہ دیندار ثابت کرنے کی کوشش کی جو جانوروں کا قتل کرتے ہیں اور اس کا گوشت کھاتے ہیں ۔ یہ معاملہ ہندو قوم میں اس قدر زیر بحث آیا کہ گوشت خور اور سبزی خور کی دو الگ الگ جماعت بن گئیں جبکہ طبیعت کے اعتبار سے گوشت نہ کھانے والے چند افراد ہر قوم وسماج میں آج بھی موجود ہیں، ان کے یہاں دو جماعتیں نہیں بنیں ۔

مسلم قوم میں بھی ایسے کچھ لوگ ہیں جو فطرتا گوشت کھانا پسند نہیں کرتے بچپن سے سبزی کی طرف میلان رہا تو سبزی ہی کھانا اپنی عادت بنالیا مگر وہ نہ تو گوشت سے گھن محسوس کرتے، نہ ہی خود کو گوشت کھانے والوں پر ترجیح دیتے اور نہ ہی اسے نہ کھائی جانے والی چیز تصور کرتے ہیں یعنی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسلام نے گوشت خوری سے منع کیا ہے ۔ ٹھیک یہی مسئلہ ہندو قوم کا بھی ہے مذہبی اعتبار سے اس کے یہاں بھی کسی کتاب میں گوشت خوری کی ممانعت نہیں آئی ہے، محض بعض انسانی طبیعت کی ناپسندیدگی کا معاملہ ہے بس ۔ (۱)

گوشت خوری کا مسئلہ طبعی ہے نہ کہ مذہبی

گوشت خوری کا مسئلہ مذہبی نہیں ہے بلکہ طبعی مگر آج کل اس کو سیاسی سے زیادہ مذہبی بنالیا گیا جبکہ یہ سیاسی معاملہ ہے، گوشت خوری کے نام پر گندی سیاست کھیلی جارہی ہے، لوگ کرسی حاصل کرنے کے لئے کبھی بھی اور کچھ بھی کرسکتے ہیں مثلاً انسان کا قتل ہو، عدل وانصاف کا گلا گھونٹنا ہو، دین ومذہب کو سیاست کی بھینٹ چڑھانی ہو اور جھوٹ وفریب تو اس سیاست کا اصل ہتھکنڈہ ہے ۔

ہندوستان میں ہندوؤں کی اکثریت ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ مذہب کے نام پر آج

(۱) محدث فورم، مقبول احمد سلفی، اپریل 21، 2017

ووٹ بنک کرنا زیادہ موثر ہوگیا ہے،اس لئے سیاستدانوں نے مذہبی امر کو سیاست کو مدعا بنا کر اقتدار حاصل کی،اس غیر منصفانہ تقسیم کا فائدہ اٹھا کر ہندومت کے نام پر گندی سیاست کرنے والوں نے اپنے سماج کا ووٹ حاصل کرکے برسر اقتدار آیا اور اب پورے ہندوستان میں گوشت خوری پر پابندی لگانے کی کوشش کررہے ہیں؛ کیونکہ اسی بل پر کرسی حاصل کی تھی اور اپنے سماج سے اس کی پابندی کا وعدہ کیا تھا۔

گائے کشی نہ مذہب مخالف ہے،نہ انسانیت مخالف ہے اور نہ ہی طب وسائنس مخالف ہے تو پھر اس کے کھانے پر پابندی لگانا اور پابندی لگانے والوں کا ساتھ دینا اور پابندی کو پورے ملک میں بشمول غریب وامیر نافذ کرنا جہاں بکرے کا گوشت اور مچھلی کی قیمت عام ہندوستانیوں کے لئے بارگراں ہو ملک کی ترقی وخوشحالی میں رکاوٹ،گنگا جمنی تہذیب کا تصادم اورعوام بالخصوص غریبوں کے لئے مشکلات کا سبب ہے۔(۱)

گائے ماکول سے معبود بن گئی

ایک وقت ایسا بھی تھا جب ہندو گائے ذبح کرتے تھے،کھاتے اور کھلاتے تھے اور اپنے خیالی دیوی دیوتاؤں کے لئے کثیر تعداد میں عمدہ سے عمدہ جانور کی بلی چڑھاتے تھے ،اس بات کا انکار کرنے کی کسی ہندو کو جرات نہیں ہوسکتی جس کی کتابوں میں گوشت خوری عبادت لکھی ہو اور جانوروں کی بلی چڑھانے کی عبادت کو عادت بنالیا ہو۔ یقینا اس وقت ہندوؤں کے یہاں گائے معبود کے درجے میں ہے جسے کل تک کاٹ کر کھایا کرتے تھے۔ ہندوؤں کے یہاں گائے کو معبود سمجھنے کے پیچھے اس جانور کا فائدہ مند ہونا بتلایا جاتا ہے کہ اس کا دودھ اور پیشاب پینے کے قابل اور اس کا گوبر لیپائی کے قابل ہے۔عموما اسی وجہ سے ہندو خداؤں پر یقین کرتے ہیں،جہاں کچھ فائدہ دیکھا اسے بھگوان سمجھ لیا جبکہ ان کے یہاں بھی اصلا

(۱) محدث فورم،مقبول احمد سلفی،اپریل 21، 2017

ایک ہی خدا کا تصور ہے، بے شک گائے مفید جانور ہے اور اس کی نسل ختم ہونے سے انسانوں کا خسارہ ہے؛ مگر اس کی حفاظت کے لئے گائے کو بھگوان سمجھ لینا، اس کے ذبیحہ پر مکمل پابندی لگانا، اس کا قتل انسان کا قتل اور مذہب مخالف قرار دینا بالکل غلط ہے، اس وقت پوری دنیا میں مرغیوں کی بڑی تعداد ذبح کی جاتی ہے؛ مگر کہیں کم نہیں ہوتی؛ کیونکہ اسے پالنے کا ہر جگہ اور بڑے پیمانے پر انتظام کیا جاتا ہے۔(۱)

ہمیں گائے کا پیشاب پینے والوں سے بھی اعتراض نہیں ہے

مسلمانوں کو عام ہندوؤں سے کوئی گلہ نہیں ہے جو گوشت نہیں کھاتے ان سے بھی کوئی شکایت نہیں، ہمیں تو اس آدمی سے بھی کوئی سروکار نہیں جو گائے کا پیشاب پیتے ہیں یا جو اس کا گوبر اپنے جسم ودماغ پر ملتے ہیں، یا صبح کے ناشتہ میں گرم گرم گوبر تناول فرماتے ہیں، شکایت ان لوگوں سے جو جائز اور حلال چیز پر کھانے والوں کے لئے پابندی لگانے کی بات کرتے ہیں یا اپنی من مانی کو مذہب کا نام دیتے ہیں۔

پابندی لگانا ہے تو شراب اور جوئے پر لگاؤ جو متفقہ طور پر خبیث چیز ہے اور جس سے انسانیت کا قتل اور حیوانیت کو فروغ مل رہا ہے۔

جسم فروشی کے اڈے بند کرو جس سے قوم ایڈس کا شکار ہو کر موت کے منہ میں جارہی ہے۔

دہشت گردی کو لگام لگاؤ جس نے لاکھوں لوگوں کی زندگی تباہ کردی۔

غربت وافلاس کا علاج کرو کہ اس نے بہت سے معصوموں کو خودکشی پر مجبور کیا اور بہت سے تو اپنی زندگی جینا چاہ رہے تھے مگر افلاس کے قہر نے جان لے لی، وائے افسوس کھائے جانے والے پاکیزہ جانور کے ذبح کرنے کو قتل کا نام دے دیا گیا اور جو اصل میں قاتل، مہلک اور اسباب ہلاکت ہیں انہیں فیشن، آرٹ اور ترقی کا درجہ دے گیا۔(۲)

(۱) محدث فورم، مقبول احمد سلفی، اپریل 21، 2017

(۲) محدث فورم، مقبول احمد سلفی، اپریل 21، 2017

ہندو دوسرے مذاہب سے متاثر ہوئے

اگر چہ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں اپنے پیروکاروں کو گوشت کھانے سے منع نہیں کرتیں، بہت سے ہندوؤں نے محض سبزیاں اور دالیں کھانے کی عادت دوسرے مذاہب سے متاثر ہو کر اپنائی جن میں ''جین مت'' سرفہرست ہے۔

پودے بھی زندگی رکھتے ہیں

کچھ مذاہب نے سبزیوں اور دالوں کو مکمل غذا کے طور پر اپنا لیا ہے کیونکہ وہ جانداروں کو مارنے کے یکسر خلاف ہیں، اگر انسان کسی جاندار کو ہلاک کیے بغیر زندہ رہ سکتا ہے تو میں ایسا طرزِ زندگی اختیار کرنے والا پہلا شخص ہوں گا؛ لیکن بات دراصل یوں نہیں، ماضی میں لوگ یہ سمجھتے تھے کہ پودے بے جان ہیں؛ لیکن آج یہ ایک معروف عالمگیر حقیقت ہے کہ پودے بھی زندگی رکھتے ہیں، اس لیے اب ان کی اس بات میں کوئی وزن نہیں کہ وہ خالص سبزی خور ہوتے ہوئے کسی جاندار کو ہلاک نہیں کرتے ؛ کیونکہ پودوں اور سبزیوں کو کاٹنا بھی تو جانداروں کو ہلاک کرنا ہے۔

مویشیوں کی زیادہ تعداد

اگر ہر انسان سبزی خور ہوتا تو دنیا میں مویشیوں کی تعداد حد سے بڑھ جاتی کیونکہ ان کی پیداوار اور بڑھوتری بڑی تیزی سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے اپنی مخلوق میں مناسب توازن رکھا ہے، اس لیے اس میں کوئی حیرانی کی بات نہیں کہ اُس نے ہمیں مویشیوں کو کھانے کی اجازت دی ہے۔

میں اس بات کو بُرا محسوس نہیں کرتا کہ ایک شخص مکمل طور پر سبزی خور ہے لیکن جو سبزی خور نہیں اسے بھی ظالم اور بے رحم نہیں کہنا چاہیے۔(۱)

(۱) اسلام پر چالیس (40) اعتراضات کے عقلی ونقلی جواب

گائے کی مذہبی و سیاسی تاریخ

جانور کے تقدس کی تاریخ

سنسکرت کے محاورہ میں انسان کی ابتدائی زمانہ کوستیہ یک یعنی راستی کا زمانہ کہتے ہیں، اس وقت نہ کوئی حاکم تھا نہ محکوم۔کاشتکاری نہ تھی ،لڑائی جھگڑے نہ تھے،اکرشٹہ بچہ (فارسی میں ’’اکاشتہ پختہ) کاشت کئے بغیر ناج پات، پھولوں وغیرہ پر گزاران ہوتی تھی، آدمی کم تھے اور میدان وسیع تھا،خیال کو استعمال کرنے کی ضرورت نہ تھی، رفتہ رفتہ آبادی بڑھی قدرتی اشیاء کافی نہ ہوا، تب دماغ کے استعمال کا وقت آیا۔کاشتکاری کا خیال پیدا ہوا، ہل چلانے کی نوبت آئی اس کے ساتھ کاشتکاری کے جانوروں کی پوجا ہونے لگی۔

قدیم دیاؤں کے ساتھ برہما کی پرستش اور یجوروید کی حکم کردہ قربانی شروع ہوئی ، کاشتکاروں میں گائے بیل کی پرستش تعجب کی بات نہیں ۔ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ ایران اور مصر اور ورمما لک میں بھی بیل کی پوجا کا رواج تھا، قدیم ایران کے رسومات کی یادگار میں آج تک بمبئی کے آتشکدوں میں بھی بیل رکھا جاتا ہے، اور خاص خاص موقعوں پر اس کا پیشاب استعمال کیا جاتا ہے، بابل شہر میں بھی بیل اور سانپوں کی بڑی وقعت تھی، چنانچہ مشہور بادشاہ بخت نصر نے اپنے شہر کو بیلوں اور پیروں سے چلنے والے اژدہاؤں سے آراستہ کیا، یعنی فصیلوں میں بیلوں اور پیروں سے چلنے والے اژداؤں کی تصویروں سے منقش اینٹیں لگائیں، ایران کے مشہور بادشاہ جمشید گاہ گنج گاؤں مشہور ہے جس میں جواہرات سے مرصع جانور بنا کر رکھے، ہندوستان میں شیعہ کی سواری کا بیل پوجا جاتا ہے، گائے کا پیشاب پینے اور گوبر کھانے کا رواج چلا آتا ہے، مگر مصر میں جو عروج بیل کو ہوا وہ کسی اور ملک میں نہیں ہوا، ہزارہ برس ہوئے مصری لوگ بیل کو خدا سمجھا کرتے تھے۔گو سالہ سامری اور سحر سامری ان دونوں کا تذکرہ کتابوں میں موجود ہے، مصر کے دارالخلافہ سے کچھ دور ایک گاؤں سقارا نام کا ہے، اس کے گردنواح میں پرانی آبادیوں کے کھنڈر نظر آتے ہیں، وہاں یورپین مبصروں نے قدیم زمین دوز کھود نکالا ہے، جس کو تائی کا مندر کہتے ہیں ۔اس عجیب وغریب مندر میں

کوئی بیس باوئیس قد آدم سنگ سماق کے صندوق رکھے ہیں۔ ہر ایک میں بچھڑے خدا کی لاش مومیائی کی رکھی ہیں۔گوسالہ سامری کا جادو واقعی جادو تھا، جس نے بنی اسرائیل کوگوسالہ پرست بنادیا تھا۔زیادہ تعجب کی بات ہے یہ ہے کہ آج تمام دنیا میں سب اسی گوسالہ کانام لیتے ہیں، بچے، جوان بوڑھے اسے یاد کرتے ہیں اور اسی کو صدقہ علم سیکھتے ہیں اور اسے نہیں بھولتے۔

گائے بیل کی عظمت جیسے اور زراعتی ملکوں میں ہوئی ، ویسے ہی ہندوستان میں بھی ہوئی، قربانی کے جانوروں میں گائے اور بیل کا اوّل درجہ رکھا گیا، یہاں تک کہ ان کا پیشاب اورگوبربھی متبرک شمارکیا گیاخیال کیا جاتا ہے کہ بیل ہی کے آواز سے تبرکاً لفظ اوم لیا گیاجومتبرک ہے۔(۱)

گائے کے تقدّس کی تاریخ

"گائے" کی تقدیس یا "گئو شالہ" پرستی کا معاملہ نیا نہیں ہے اور نہ صرف سرزمین ہند کے ساتھ مخصوص ہے،قرآن کریم کی سب سے بڑی سورت کانام ہی"بقرہ"(گائے)رکھا گیاہے اوراس میں بنی اسرائیل کوایک جرم کی پاداش میں گائے ذبح کرنے کاحکم دیا گیا ہے،جسے بڑے اینچ پیچ کےساتھ انہوں نےانجام دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غائبانہ میں"سامری" نامی شخص نےبھی لوگوں کو بہکانے اور عقیدہَ توحید سے برگشتہ کرنے کے لیے ایک "بچھڑا" تیار کرکےلوگوں کو فتنہ میں مبتلا کیا۔ دوسری طرف دیوتاؤں کے نام پر جانور ہی نہیں،انسان کوبھی قربان کرنے یااس کی بلی دینے کارواج چلا آرہا ہے۔(۲)

(۱)ہندوؤں کے مذہب میں قربانی:۵۵

(۲)محدث فورم،تاریخ آغاز اپریل21، 2017

گائے کا تقدّس کب سے شروع ہوا؟

گائے کو ہندومت میں تعظیم وتقدس کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے،اسے پاکیزہ،اور متبرک اور دولت کی علامت خیال کیا جاتا ہے،اور اسے کبھی ماں کا درجہ اور کبھی ماں سے افضل کا رتبہ دیا جاتا ہے بلکہ اسکی پوجا بھی کی جاتی ہے،چھٹی صدی عیسوی سے یہ نظریہ عام ہونے لگا کہ گائے کو ذبح نہیں کرنا چاہیئے،حتی کے مغل بادشاہوں اور دیگر مسلم حکمرانوں نے بھی معاشرے میں امن کی برقراری کیلئے بعض مخصوص موقعوں پر ذبح کرنے سے منع کیا،لیکن ۱۹صدی عیسوی میں گاؤکشی کا مسئلہ اس قدر سنگین اور حساس بن گیا کہ جس کی وجہ سے مختلف مقامات پر متعدد فرقہ وارانہ کشیدگی اور فسادات رونما ہوئے،ہندوستان کی ریاستی حکومتوں نے ۱۹۷۶ءمیں مغربی بنگال اور کیرلاء کے علاوہ گاؤکشی سے منع کیا، ریاست مہارشٹرا نے بیل،بچھڑا،بھینس اور بھینسا کو ذبح کرنے پر بھی پابندی لگادی ریاست گجرات نے گائے بیل اور سانڈ ذبح کرنے پر پابندی عائد کی اور ریاست ہریانہ میں گائے ذبح کرنے پر دس سال کی سزائے قید مقرر ہے،جبکہ ریاست مہاشٹرا میں گائے کے گوشت کی فروخت اور اسے کھانے پر پانچ سال قید اور دس ہزار روپے جرمانے کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے،اس بحث سے قطع نظر کہ:

(۱) اسے صرف مسلمان ہی ذبح کرتا ہے یا کوئی اور بھی اپنی عبادت گاہوں پر ذبح کرتا تھا؟

(۲) گائے کی قربانی صرف مسلمانوں کی شریعت میں ہے یا منع کرنے والوں کی مذہبی کتابوں میں بھی ہے؟

(۳) گائے کا گوشت صرف مسلمان ہی کھاتا ہے یا کوئی اور بھی کھاتا ہے؟

(۴) گائے کی تجارت صرف مسلمان ہی کرتے ہیں یا ان سے پہلے کوئی اور اسکے حصہ دار بنتے ہیں؟

(۵) گائے کی چربی کی تجارت کون کرتا ہے،اوراس سے صابون اورگھی بنانے کے کارخانے کس کے ہیں؟

(۶)اسے ذبح کرنے سے صرف اکثریتی طبقے کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہیں یاذبح نہ کرنے پراقلیتی طبقے کے مذہبی جذبات پربھی ضرب پڑتی ہے؟

(۷)ہندوستانیوں کو دودھ صرف گائے فراہم کرتی ہے یا ہندوستان میں سب سے زیادہ بھینس کادودھ استعمال کیاجاتاہے؟

ماضی میں گائے کے تقدس کو کیسے ختم کیا گیا

گائے کا تقدس بعض دوسری قوموں میں بھی رہاہے،حضرت موسیٰ کے عہد میں اہل مصر گائے کے پرستار تھے،ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے قوم بنی اسرائیل میں بھی اس طرح کا تصور پیدا ہوگیا تھا، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ''سامری''نامی ایک شخص نے بنی اسرائیل کے مصر سے ہجرت کرنے اور بحرقلزوم عبور کرکے وادیٔ سینا میں قیام کے دوران سونے کی ایک گائے یا بچھڑا بنادیااوراسے اس زاویہ سے ہوا کے رخ پر رکھا کہ اس میں سے آواز پیدا ہونے لگتی، ،بنی اسرائیل عین اس وقت اس کی پرستش کرنے لگے، جب کہ حضرت موسیٰ اللہ تعالے کے حکم سے توریت لانے کوہِ طور پر گئے ہوئے تھے،حضرت موسیٰ آئے اورسامری اوراس کے متبعین کوقرارواقعی سزادی گئی؛لیکن گائے کے غلو آمیزاحترام کا جوبت دلوں میں بیٹھ چکاتھاوہ ابھی پوری طرح نکل نہیں پایاتھا۔

قدرت کی جانب سے اس کے علاج کانظم یوں ہواکہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص کوقتل کردیا،لوگوں نے حضرت موسیٰ سے اس قاتل کے بارے میں جاننا چاہا،اللہ تعالے کی طرف سے حکم ہواکہ وہ ایک مخصوص سنہری گائے کوذبح کریں،اوراس کے گوشت کواس مقتول سے مس کریں تووہ زندہ ہوجائے گااوروہ خود اپنے قاتل کانام بتائے گا، چنان چہ اس گائے کی تلاش شروع ہوئی،جو بالاخر ایک یتیم لڑکے کے پاس ملی ، اسے

مہنگے دام میں خرید کیا گیا، حضرت موسیٰ کی ہدایت کے مطابق گائے ذبح کی گئی اور مردہ نے زندہ ہو کر قاتل کا نام بتایا اور پھر ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سو گیا، قرآن مجید نے سورہ بقرہ میں تفصیل سے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

اہل علم نے لکھا ہے کہ گائے اور پھر سنہری گائے ذبح کرانے کا مقصد بنی اسرائیل کے ذہن سے اسی تقدس کو نکالنا اور اس وہم کو دور کرنا تھا؛ کیوں کہ گائے ذبح کی گئی تو نہ جانے کیا آفت اور مصیبت آجائے، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام نہ صرف کسی جانور کی پرستش، بلکہ اس کے بارے میں مبالغہ آمیز احترام و اعتقاد کو بھی گوارا نہیں کرتا۔(۱)

ہندو دھرم میں یدنیہ یعنی قربانی

یدنیہ کا مادہ یج ہے جس کے معنی قربانی کرنے کے ہیں، اسی مادہ سے یدنیہ اسم بنایا گیا، خود برہمانی یدنیہ کا حکم دیا۔ اور یدنیہ برہما ہی کی نذر کی جاتی ہے تمام مخلوقات کی ہستی یہ یدنیہ پر منحصر ہے اور یہ دنیہ کی مخلوقات پر۔(۲)

جو قربانی نہیں کرتا وہ دونوں جہانوں کو کھو بیٹھتا ہے

جو قربانی نہیں کرتا وہ اس جہان اور اس جہان دونوں سے محروم رہتا ہے (بھگوا گیتا و شانتی پروہ) وید کے عالم گواہ ہیں کہ جو لوگ قربانی نہیں کرتے وہ دونوں جہاں کھو دیتے ہیں۔(۳)

یدنیہ کی عظمت

(الف) نارائن وشنو کے حضور میں گھوڑے کی قربانی سے تمام دنیا کے قتل کر ڈالنے

(۱) جدید فکری مسائل: ۱/ ۱۹۲

(۲) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی: ۶۱

(۳) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی: ۶۱

کے گناہ سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔(بھاگوت)

(ب)اے ذات معصوم وشنو تیری عظمت کے لیے برہمانے یدنیہ کرنے کا حکم دیا۔ شیعہ نے اس کو خراب کر ڈالا۔اے مجسم یا یدنیہ وشنو ہی اس میدھا(جانور کے قربانی) کو رونق بخش اور تازہ کر۔

قربانی کرنا لازم ہے

یودھشٹھر نے بھیشمہ سے کہا کہ وید کا حکم ہے کہ قربانی میں وکشینہ (نذرانہ) دینی چاہیے ،اتنی دو،اور یہ دو،اور وہ دو،یہ الفاظ کو دھرم سے معلوم نہیں ہوتے۔یہ حکم تو ایک مصیبت ہے۔یدنیہ کرنے والے کی استطاعت کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا گیا۔اگر کوئی عقیدت مند یدنیہ کرے اور وبرہمنوں کو پوری دکشینہ نہ دے۔تو یدنیہ بے کار ہو جاتی ہے،اور عقیدت مندی رائگاں چلی جاتی ہے،ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے بھیشمہ نے جواب دیا کہ خبر دار وید کے خلاف رائے قائم نہ کرنا۔دکشنیہ تو مدینہ کا لازمی جز ہے اور اس کے دینے سے خود ویدوں کی عظمت ثابت ہوتی ہے،جس قربانی میں وکشنیہ نہ دی جائے مکمل نہ ہوگی،پورنہ پاترم برتن بھر کے ستو وغیرہ دینا والے حکم میں استطاعت ہی کا لحاظ رکھا گیا ہے،مقدارات والے کو ضرور پوری دکیشہ دینی چاہیے اور یاد رکھو کہ برہمن۔کشتری اور بنیوں کو ضرور قربانی کرنی چاہیے۔(شانتی برا)

ہندو دھرم میں یدنیہ یعنی قربانی کے فوائد

انسان کے ساتھ ساتھ قربانی کو پیدا کر کے برہمانے ہدایت کی کہ یہ قربانی تمہاری مرادیں پوری کرنے والی ہے،یدنیہ کرداراور پھولو پھلو۔یدنیہ کر کے تم دیوتاؤں کو نذانہ دو، اور دیوتا تمہیں برکت دیکر نہال کریں۔(۱)

(۱)ہندوؤں کے مذہب میں قربانی :۶۲

یدنیہ سے بہشت ملتا

جو برہمن ویدشاستر کے حکم کے مطابق قربانی کرتا ہے ہرگز اس کو گناہ نہیں ہوتا اور اس کا درجہ قربانی کا کام کرنے سے نہیں گھٹتا بلکہ بڑھتا ہے اور وہ ذبیحہ کے ساتھ ساتھ بہشت میں جا پہنچتا ہے۔

شرتی میں مذکور ہے کہ بہشت حاصل کرنے کے لیے ہمیشہ قربانی کرنی چاہیے اور جس مراد کے حاصل کرنے کے لیے قربانی کرے اس کو پہلے ٹھہرالینا چاہیے ایسے ہی منوسمرتی میں ہے اور قربانی نیت پر منحصر ہیں اور صوم اور زہد بھی نیت پر مبنی ہیں۔(۱)

قربان گاہ کو بہشت سمجھو

جہاں جانور قربان کیا جاتا ہے اسی جگہ کو بہشت کہنا چاہیے۔(یجروید)

قربانی بغیر بہشت میسر نہیں آسکتی، تمام حیوانات اور انسان درخت اور نباتات سب کے سب بہشت میں جانے کے آرزومند ہیں اور بہشت بغیر قربانی کے حاصل نہیں ہوسکتا۔

پاکیزہ جانور ذبح کرنا برہمنوں کا فرض ہے

جنگل میں متوطن برہمنوں کا فرض ہے کہ یدنیہ کے لیے اور متعلقین کی پرورش کے لیے پاکیزہ جانور اور پرندے ذبح کیا کریں جیسے اگستی رشی کیا کرتے تھے۔

یدنیہ یعنی قربانی کا گوشت کھانا لازم ہے

ویدکی حکم دی ہوئی قربانی کرکے جو کوئی قربانی کا گوشت نہ کھائے وہ مرنے کے بعد اکیس بار جانور کی جون میں پیدا کیا جاتا ہے۔(منواوھیایہ۔)

(۱) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی: ۶۲

روزمرہ گوشت کھانا بھی گناہ نہیں

پاکیزہ حلال کردہ جانوروں کا گوشت روزمرہ کھانے سے بھی آدمی گنہگار نہیں ہوتا۔خود خالق نے کھانے والے پیدا کئے اور خوراک پیدا کی۔

قربانی کو ایذا نہ کہنا چاہیے

(الف) یدنیہ کے لیے ہی سوئیمبھ نے جانور پیدا کیے۔اس لیے یدنیہ میں ہنسا کرنے کو ہنسا نہ کہنا چاہیے جو وید ایذا رسانی کو منع کرتا ہے وہی وید قربانی میں پشو ہنسا کا حکم دیتا ہے، ایسی حالت میں کوئی وید کا سمجھنے والا یا یدنیہ کرنے سے ہچکچائیگا،اس حکم میں شک وشبہ کرنے والے سے بڑھ کر اور وید کا دشمن ہوگا،ایک بزرگ رائیج فرماتے ہیں یدنیہ میں جانور حلال کرنا ہنسا نہیں ہے،پس ان کے پیروی اگر یدینہ کرے تو ان سے بڑھ کر اور کون اپنے گروہ کا بدخواہ ہوگا، اور ہاں!یہ تو بتاؤ۔(۱)

قربانی کو جولوگ ہنسا کہتے ہیں وہ نکاح بھی نہ کریں

وہ لوگ جو حکم شدہ یدنیہ کو ناجائز اور ہنسا کی برابر جانتے ہیں یا یوں کہو کہ حلال کو حرام کہتے ہیں،ان کے نزدیک اپنی منکوحہ تو بیوی سے اولاد پیدا کرنا کیوں ویسا ہی ناجائز نہ ہو،جیسا کہ غیر عورت سے کیونکہ جس وید نے ہنسا کو منع کیا ہے۔اُسی وید نے یدنیہ کا حکم دیا ہے،ایسے ہی جس وید نے غیر عورت کو حرام ٹھہرایا ہے اسی وید نے منکوحہ بیوی کو حلال بتایا ہے،بس نتیجہ یہ نکلا اگر حکم شدہ یدنیہ بری ہے۔تو حکم شدہ بیوی بھی ناجائز ہے،اس لیے جو لوگ قربانی کو ہنسا کہیں،نہیں چاہیے کہ منکوحہ بیوی کو بھی حرام کہیں۔یہ کیا کہ منکوحہ عورت کو جائز سمجھیں اور ماذون قربانی کو ناجائز۔ان دونوں صورتوں میں ایک حکم ہونا چاہیے۔(وشوگن)

---

(۱) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی :۷۰

دھرم نو وید سے نکلا ہے، اس لیے جس ہنسا کرنے کا وید میں حکم ہے اس کو ہنسا کہنا ہی غلط ہے۔ جانور حلال کرنے میں ہنسا ضرور ہے۔ مگر پرمیشور کے حکم سے کی جاتی ہے اس لیے ہنسا نہیں ہے۔(۱)

ہندو دھرم میں قربانی پر پُرلطف گفتگو

یودھشٹر نے پوچھا کہ کون سے قربانیاں ایسی ہیں جو صرف دھرم کے لیے ہونہ کے ثواب کی خاطر راجہ یودھشٹھر خاندان اور سلطنت کے خاطر وید کے احکام کی طرف دھرم کے خاطر یوگ کی طرف مائل ہے۔ وید تو دنیاوی کاروبار کے ذریعہ سے عقبہ حاصل کرنے کا سبب سکھاتا ہے۔ یدینہ بھی ثواب اور مراد حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہے۔ یوگی تو ثواب اور عذاب ہے کامیابی اور ناکامی دونوں سے بیزار ہے۔ نہ اس کو ثواب سے خوشی ہوتی ہے نہ عذاب سے اور رنج اس لیے یدھشٹھر نے یہ سوال کیا۔ اور بھیشمہ نے بہت معقول جواب دیا اور کہا کہ سنو ایک مفلس برہمن صرف دھرم کے لیے نہ کہ ثواب کی امید میں یدنیہ کرنے کو تیار ہوا۔ اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ ناچ بات کے یدینہ سے کیا حاصل ہوگا اس سے بہشت جیسی نعمت میسر نہ آئیگی (یعنی جانور ذبح کرنا چاہیے اس سے بہشت ملے بھر ایسی خشک یدینہ سے کیا فائدہ وہ کہنے کو تو کہے گئی مگر پھر خاوند کی بددعا کے خوف سے کاروبار میں مصروف ہوگئی، اس برہمن کے پڑوس میں ایک راہن رہا کرتا تھا اس نے یہ نئی طرح کی ناچ بات کی یدینہ دیکھ کر تعجب کیا اور ان سے کہا مہاراج کیا غضب کر ڈالتے ہو۔ وید کے منتروں کی تعمیل بغیر رسومات ادا کیے بغیر یہ دین کیسے ہوسکتی ہے۔ لیجیے مجھے نذارانہ بنائیے اور آگ میں ہون کیجیے اور سیدھے بہشت میں قدم رکھیے۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ بیوی ساوتری قربانی کی دیوتا وہاں ظاہر ہوئی اور اس نے بھی ہرن کی تائید کی برہمن نے عرض کیا کہ دیوجی ہرن میرا پڑوسی ہے میں کس میں کیسے اس کو

(۱) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی: ۷۲

جلال کر دوں ۔ یہ جواب سنتے ہوئے ویدی ساوتری یدینہ کے آگ کے کنڈ میں اتر گئی ۔اور برہمن ہاتھ جوڑ کے کھڑا کا کھڑارہ گیا۔ اتنے میں ہرن پھر بولا لو مہاراج مجھے آگ کا چھڑاؤ ۔ یہ سن کر برہمن نے اسے گلے لگایا اور کہا جیتے رہو ۔میں اپنے ہمسائے کو میں کیسے ذبح کروں ۔ یہ سن کر وہ ہرن بھی چل دیا۔اور کوئی آٹھ قدم چل کر واپس آیا اور کہا کہ لو مجھے قربان کر دو ۔ میں تمہیں ردشدوی بخش تا ہوں ۔لو دیکھو یہ بہشتی پریاں اوراڑن کھوٹے لینے آئے ہیں ۔ یہ عجب نظارہ دیکھتے ہی برہمن مایوسی جاتی رہی ۔اور دھرم کے لیے ناچ پات کی یدنیہ خیال بھی معدوم ہوگیا وہ سمجھا کہ بہشت ضرور قربانی سے ہی میسر آسکتا ہے ۔ہنسا یا سورگ واسم سمرتھ یت اور یقین آتے ہی اس نے اس ہرن کی قربانی کی ۔ یہ ہرن کوئی ہرن نہ تھا ۔بلکہ دھرم خود ہرن کا روپ بھر کے لوگوں کو دھرم سکھانے کے لیے جنگل میں جا بسا تھا ۔ یہ قصہ ختم کر کے بھیشمہ نے کہا کہ جیسے ہنسان نہ کرنا دھرم ہے ویسے ہنسا کرنا بھی دھرم ہے، دونوں کالحاظ کرنا چاہیے بلا وجہ ہنسا نہ کرنی چاہیے ہر ہنسا کے بعد ہنسا نہ کرنا بھی گناہ ہے یاد رکھو گشتر یوں کا دھرم یہ دینہ کرنے کا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ یہی سچا دھرم ہے ۔

ہندو دھرم میں قربانی کی رپورٹ

گزشتہ زمانے میں رنتی دیو راجا کے باورچی خانے میں روزانہ 20 جانور ذبح ہوتے تھے علاوہ ان کے 20 گائے بھی روزانہ کاٹی جاتی تھی یہ راجہ ہمیشہ گوشت والا کھانا لوگوں کو کھلایا کرتا تھا اور اس سبب سے اس کی مہمان نوازی کی بے حد شہرت تھی ۔

انسان کی قربانی

ہریشچند راجہ نے منت مانی تھی کہ اگر میرا بیٹا ہوا تو اس کو قربان کر دوں گا لڑکا ہوا مگر راجہ نے منت پوری نہ کی کیونکہ وہی ایک گھر گھر کا لاڈلا تھا راجہ ٹالتا رہا یہاں تک کہ لڑکا بڑا ہو گیا اور جان کے خوف کے مارے سے بھاگ نکلا ہاں اپنی عیوض میں ایک برہمن لڑکا خرید کر بھیج دیا راجہ نے اس کی قربانی کی اس قربانی میں بڑے بڑے برہمن رشی مددگار تھے مثلا

وششٹھ مہاراج برہما بنے تھے۔ بھاگوت۔

بطور سزا کے انسان کی قربانی

یودھشٹر نے بھیشمہ سے پوچھا کہ کیسے ممکن ہے کہ بغیر سزا دئے راج کا انتظام ہو سکے سزا دینا تو ہنسا ہے اور ہنسا ممنوع ہے سزا نہ ہونے کی صورت میں آدمی آدمی کو مار کھائے گا بتائیے کیا کیا جائے

بھیشمہ جواب دیا پہلے زمانے میں ایک راجہ ستیہ دان نام کا تھا اس نے اپنے والد''دیوشتیسن'' کے مشورے سے جن لوگوں کو قتل کی سزا دی، ان کو قتل کے لیے لے جاتے ہوئے دیکھ کر باپ نے بیٹے سے کہا بڑی مشکل ہے۔ اگر ہنسا نہ کرنا دھرم قرار دیا جائے تو دھرم کا کیا ہو گا۔ اگر بدکردار کو عدل نہ کیا جائے تو دنیا میں بدنظمی پھیل جائے گی اور کاروبار نہ چلے ۔ بتا تیری کیا رائے ہے۔ بیٹے نے کہا اگر ان بے گناہوں کو رہا کر دینے کی کوئی صورت نہ ہو تو بہتر ہے کوئی مراد حاصل کرنے کی نیت سے ان کی قربانی کر دی جائے۔ گلا گھٹتے ہی یہ بہشت پہنچیں گے اور سزا خود ان کے حق میں مفید ہو گی اور ہمارا فرض بھی ادا ہو جائے گا۔

قاعدہ یہ تھا کہ مجرم کے بیگماں رشتہ دار بھی قتل کی سزا پاتے تھے اس لیے راجہ کے والد کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کسی طرح بے گناہوں کو موت کی سزا سے بچایا جائے۔ آخر راجہ نے یہ مسئلہ یوں حل کیا کہ ان کو قربان کر دیا جائے جن سے ان کو بہشت نصیب ہو گا اور ہمارا مطلب بھی حاصل ہو جائے گا۔(۱)

اولاد کی خاطر بچہ کی قربانی

سومکہ راجہ کے بہت سی آرزوں کے بعد ایک بچہ پیدا ہوا۔ اتفاقاً چیونٹی نے اسے کاٹا اور وہ بلبلا اٹھا اس کے ساتھ گھر بھر بے چین ہو گیا۔ راجہ نے مغموم ہو کر اپنے گرو سے کہا ایک

---

(۱) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی :۱۱۰

بچہ تو رنگ کی جڑ ہی سے ہوا کرتا ہے۔کاش میری سب رانیوں اولاد ہو جاتی۔براہمن نے ترکیب بتائی اس بچےکو قربان کردو اس کی چربی کا موہن کیا جائے۔اور سب رانیاں کی گوسوم یہ تو سب لڑکے پیدا ہو جائیں گے یہ تجویز سن کر محل میں تو کہرام سا مچ گیا۔اور رانیا اس بچے کو بچانے کے لیے اپنی طرف گھسیٹتی تھیں اور برہمن اپنی طرف آخر راجہ کے حکم سے برہمن نے بچےکو کاٹا اور دستور کے موافق اس کا موہن کیا رانیوں نے اس کا دھواں سونگا دسویں مہینے میں صبح کے لڑکے پیدا ہو گئے اور وہ بچہ بھی پیدا ہو گیا۔(۱)

باز پرندہ کی خاطر راجہ نے گائے کاٹی

اندرار اگنی یہ دو دیوتا بعض اور کبوتر بن کر اس دنیا میں اترے۔اترتے ہی باز کبوتر کی طرف جھپٹا۔کبوتر نے شیشی راجہ کی گود میں پناہ لی۔باز نے اسے پکڑنا چاہا۔راجہ نے اُسے روکا۔باز نے کہا جہاں پناہ قدرت نے کبوتر میری خوراک پیدا کی ہے اس کے روکنے کا کسی کو نہیں ہے راجہ نے کہا میں حکم دیتا ہوں کہ اس کبوتر کے عوض میں گائے یا بیل کا پلاؤ پکا کر اور پکا گوشت بھی جہاں تم کہو وہاں شاہی نوکر تیرے پاس پہنچا دیں گے۔(ون پروہ)

دیکھنا چاہیے کہ شیبی راجہ باز کے لیے گوشت کی خوراک بھیجنا چاہتا ہے کیا وجہ ہے کہ اور جانور کو چھوڑ گائے کی طرف اس کا خیال دوڑا۔مرغ کا گوشت یا تیتر یا بٹر کا گوشت باز کے لیے زیادہ مناسب تھا۔کیا گائے بیل سے راجہ کی دشمنی تھی؟ نہیں مہمان کے عزت کے لیے گائے کہ قربان کرتے تھے اور اس کا گوشت پکا کر مہمان کو کھلاتے تھے اسی دستور کے موافع راجہ نے یہ حکم صادر کیا۔(۲)

گوشت سے لذیذ کوئی غذا نہیں

یودھشٹر کے سوال پر بجیشمہ نے کہا کہ بے شک گوشت سے زیادہ اور کوئی چیز مزیدار

(۱) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی:۱۱۵

(۲) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی :۱۱۶

نہیں بیماروں ۔زخمیوں ۔کمزوروں تھکے ماند سے شخصوں کے لیے گوشت سے بڑھ کر اور کچھ مقوی نہیں ۔ یہ فوراً قوت بخشتا ہے زندگی کو بڑھاتا ہے اور کوئی غذا ایسی مفید نہیں کہ گوشت نہ کھانے میں بھی خوبیاں ہیں مگر دھرم شاستر کی رو سے گوشت کھانا درست ہے اور یہ شرتی بھی ہم سنتے چلے آئے ہیں کہ قربانی کے لیے سب جانور پیدا کیے گئے ہیں ۔(۱)

بہشتی گوشت کا کھانا

جب بھارت مہاراج رام کو منانے کے لیے روانہ ہوئے تو راستے میں بھر دیواج مہاراج نے ان کی اوران کی فوج کی دعوت کی ۔سب بہشتی سامان عیش وعشرت کا جو دنیا میں راجاؤں کو بھی میسر نہیں آسکتا موکلوں نے لا حاضر کیا۔ ہر طرف صدائے سنائی دیتی تھی کہ اے پیاسو وسو(بہشتی شراب) پیو ہم جنتی پی سکو ۔اے بھوکو لوقسم قسم کے پاکیزہ مزیدار گوشت کھاؤ جتنا کھاسکوا۔(رامائن)

نوٹ : غور کرنا چاہیے وید کے ماہر اور آریہ قوم کی تہذیب اور ترقی کے زمانے میں برگزیدہ بھرو داج جیسے گوشہ نشین بزرگ کو مہمانوں کو طرح طرح کے گوشت کھلاتے ہیں ۔اور جہلا و رپست ہمتی کے زمانے کے لوگ قربانی کو ظلم اور گوشت کے ناپاک بتاتے ہیں ۔کوئی ان سے یہ پوچھے کہ دھرم بھر دواج اچھا سمجھتے ہیں یا آپ اچھا سمجھتے ہیں آپ تو وید کے منتروں کے معنی بھی نہیں سمجھ سکتے ۔معمولی سنسکرت کی معمولی کتابیں بھی نہیں پڑھ سکتے پھر بھی قربانی کو ہنسا کہتے ہیں پھر دیوارج میں بہشتی کھانا زمین پر منگا لے لینے کی روحانی قوت اسی وجہ سے تھی وہ یدھنیہ کرتے تھے اور امرت کھاتے تھے آزاد تھے ۔آزادی کے زمانے کے پیشوا تھے ۔آپ تو آزادی کی نعمت سے محروم ہیں ۔جو آزاد نہیں وہ آریا کہلانے کے مستحق نہیں ۔آریہ کے معنی آزاد کے ہیں ۔نہ آپ ازاد ہیں نہ آپ کا خیال آزاد ہے ایسی حالت میں آپ میں روحانیت کہاں سے آئیے ۔

(۱) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی:۱۲۶

قربانی شری کرشن کا حکم

’’شری کرشن وشنو ہدایت کرتے ہیں کہ میرے حصے میں قربانیاں کرتے رہو‘‘۔
کیا اچھا ہو کہ لوگ اس حکم کے متابعت کرنا شروع کر دیں اور قربانیاں کیا کرے۔

یوگی کون ہوتا ہے؟ اور سب کچھ کھاتا ہے

یوگی سب کچھ کھا پی لیتا ہے پھر بھی آنکھ کی طرح پاک صاف رہتا ہے، ایسی صورت میں یوگی کو ہنسا اور ہنسا میں فرق نہ کرنا چاہیے گوشت اور ترکاری دونوں کے تصور کرنا چاہیے گائے اور بکری گاجر اور مولی میں فرق نہ کرنا چاہیے یوگی ہنسا کرنے والے کو گنہگار تصور نہیں کرتا۔ اور نہ ذبح جانور کو مردوں میں شمار کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ جو کوئی یہ خیال کرے اس نے مارا اور جو کوئی یوں کہے کہ وہ مر گیا دونوں ہیں نہ کوئی کسی کو مارتا ہے نہ کوئی کسی کے مارنے سے مرتا ہے مخلوقات خود دوڑی ہوئی۔ ویراٹ ریشور کے دانتوں اور جبڑوں میں گھسی اور پھسی چل جاتی ہے۔ (بھگوت گیتا)

ایسی صورت میں سمجھدار لوگوں کو چاہیے کہ قربانی کو ہنسا نہ کہے اور خشک خود گوشت کھائے یا نہ کھائے اوروں کو کھاتے دیکھ کر نہ جلیں۔

سیتا جی کی منّت

جب رام جلا وطن ہو کر جا رہے تھے راستے میں گنگا کو عبور کرتے وقت رانی سیتا نے گنگا کی پوجا کی اور منت مانگی کہ اے دیوی تیری برکت سے جب ہم صحیح سلامت لوٹیں گے میں سراشراب کے ہزار گھڑے اور گوشت بڑے چھاول پلاؤ تیری نظر کروں گی۔ (رامائن)

شو کی پوجا کرنے کے لیے راجہ یودھشٹر پڑے ہوئے پھول، لڈو، وہ قسم کے گوشت لے کر حاضر ہوا۔ (۱)

(۱) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی: ۱۳۲

رام جی کا عمل

رام مہاراج نے گودیہ چورود اور سام ود کے عامل عالموں کو کھلا کر اور دیتاؤں کو نذرانہ دے کر بچا کچا سیخ پر سینکا ہوا، اور برتن میں پکایا ہوا، گوشت آپ نوش کیا۔

ایسا نرم گوشت جو ہوٹوں سے چھپ جائے رام کے مہمان دیوتا کھاتے ہیں اور راکش لوگ دھکے کھاتے ہیں اور ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہیں۔

شرادھ کے ساتھ گوشت کا لزوم

باپ دادا کا ماہواری شرادھ جہاں تک ہو سکے نفیس تازہ گوشت کے ساتھ ہونا چاہیے۔(۱)

گائے کا گوشت کھانے پر ایک سال کا ثواب

یودھشٹھر نے پوچھا بزرگوں کے شراب میں کون سا کھانا ایسا ہے جس کا ثواب جاری رہتا ہے۔ بشیرا نے کھانوں اور گوشتوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے گائے کے گوشت کا ثواب ایک سال کا بتایا ایسے ہی منوں میں بھی گائے کے گوشت کھانے کا ثواب ایک سال کا ہے۔(۲)

گڑھیمائی تہوار دو لاکھ جانور ذبح ہوتے ہیں

گڑھیمائی تہوار ایک تہوار ہے جو بعض ہندو پانچ سال بعد گڑھیمائی مندر کے مقام پر مناتے ہیں، اس تہوار میں ہزاروں کے تعداد میں معصوم جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے، تقریباً ۲ رملین لوگ اس تہوار میں شرکت کرتے ہیں جن میں تقریباً ۸۰ رفیصد لوگ بھارت

(۱) منو۔ ۳

(۲) ہندوؤں کے مذہب میں قربانی: ۱۳۴

سے اس تہوار میں حصہ لینے کے لیے مختلف ریاستوں جیسے بہاراوراتر پردیش سے آتے ہیں، قربانی کرنے والے لوگوں کا ماننا ہے کہ اس قربانی سے ان کے دیوی گڑھیما خوش ہوکران کو برے روحوں سے بچاتی ہے اور خوشی دیتی ہے۔

اس تہوار کا آغاز نومبر کے پہلے ہفتے ہوتا ہے اور دسمبر کے پہلے ہفتے میں ختم ہوتا ہے، اس میں مختلف جانوروں جیسے کبوتر، بطخ، سوائن، بھینس، وغیرہ کی قربانی دی جاتی ہے، 2009 میں اس رسم کے آڑ میں ۲۰/ہزار صرف بھینسوں کو ذبح کیا گیا، ایک اندازے کے مطابق اس رسم میں 2009 میں تقریباً 2لاکھ 50ہزار جانور ذبح کیے گئے۔

اس تہوار پر جانوروں کے حقوق کے تنظیموں اور نیپال کے پہاڑی علاقوں کے کہیں ہندوؤں نے سخت اعتراض کرتے ہوئے کئی مرتبہ سخت احتجاج کیا ہے کہ اس قتل عام کو روکا جائے جس سے ہزاروں بے گناہ جانوروں کو موت کے گھاٹ اتارا جاتا ہے، یوں جانوروں کے حقوق پامال ہوتے ہیں، اس کے علاوہ کہیں سماجی کارکنان نے نیپالی حکومت کو خطوط بھی لکھے ہیں کہ وہ اس رسم کو روک دے، اس کے علاوہ مسلمانوں نے بھی اس بات کی سخت مخالفت کی ہے اور کہیں لوگوں نے نیپال میں 2015 میں آنے والا زلزلہ اسی فعل کا جوابی عذاب قرار دیا ہے؛ کیونکہ اس زلزلے کے چھ مہینے پہلے گڑھیمائی رسم میں لاکھ سے زائد جانور ذبح کیے گئے۔(۱)

(۱) بحوالہ: ویکیپیڈیا آزاد دائرۃ المعارف

گائے کا قاتل کون؟ حقائق کی روشنی میں

گائے کشی۔ نیپالی برادر۔ بھیانک منظر

بڑے تعجب اور دل دہلا دینے والی بات ہے مگر ہے سچ کہ نیپالی گورکھے جو ہندو مذہب کو ماننے میں تمام دنیا میں مشہور ہیں اور دستوری اعتبار سے نیپال ایک ہندو ریاست ہے، ہندو مذہب کو ماننے والے نیپالی گورکھے کٹھمنڈو کی کالی ماتا کے مندر میں اپنی منت یا حیثیت کے مطابق مرغی، بکری، یا گائے کو کالی ماتا کے سامنے ذبح کرتے ہیں، بڑی حیثیت کے مالدار تو اکثر گائے کی قربانی کرتے ہیں۔ پھر اس سے زیادہ چونکا دینے والی بات یہ ہیکہ بھینٹ میں قتل کی ہوئی گائے کے خون کا چھڑکاؤ مندر میں خود پوجاری لوگوں کے ہاتھوں دیوی کے چرنوں میں کیا جاتا ہے، اب یہ پتہ لگانا ہمارے ہندو بھائیوں کے مذہبی علماء کے ذمہ ہے کہ ایک ہندو اسٹیٹ میں یہ کام مذہبی علماء اور دھرماچاریوں کے ذریعہ ہو رہا ہے اس کی تحقیق تو بالکل ہونی چاہیے کہ اصل ہندو مذہب میں گائے کی قربانی کالی ماتا کے مندر میں نیپالی ہندو کس دلیل کی بنا پر کرتے چلے آرہے ہیں۔

کاٹھمنڈو سے تھوڑی دور پر جنوب میں کالی ماتا کا مقدار وکش کالی کے نام سے پہنچانا جاتا ہے، خوشی یا تہوار کے موقع پر ہر سنیچر کے دن ''وکش کالی'' مندر میں درشن کے لئے لوگ بڑی بھاری تعداد میں جمع ہوتے ہیں کمزور قسم کے لوگوں کے لئے یہاں کا منظر بہت ہی بھیانک اور قاتلانہ ہوتا ہے کہ آدمی کا دم نکل جائے، درشن کو یہاں آنے والے لوگ اپنی حیثیت کے مطابق درشن کرتے وقت مرغی، بکری، یا گائے کا پرساد بطور چڑھاوے کے اس طرح حاصل کرتے ہیں کہ پہلے تو گائے کی پوجا کی جاتی ہے، اس کے بعد گائے کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے جاتے ہیں اگر گائے نے منہ ہلا دیا تو پرساد کے لئے منظوری کا حکم سمجھا جاتا ہے، اگر گائے نے منہ نہیں ہلایا تو پھر دوسری بار پانی کے چھینٹے گائے پر چھڑکے جاتے ہیں ایک بار بھی اگر گائے نے منڈی ہلا دی تو یہ مان لیا جاتا ہے کہ اب کالی ماتا نے اس گائے کی قربانی کا حکم دے کر منت قبول کر لی ہے، اب فوراً مورتی کے سامنے گائے کا

پجاری گائے کو لے جاتا ہے اور پجاری ایک دھاری دار تیز چھڑے سے گائے کی گردن پر زوردار وار کرتا ہے۔خون کا فوراہ چھوٹتے ہی اس طرح یہ کام کیا جاتا ہے کہ بہتا ہوا خون کالی ماتا کے قدموں میں برابر جا گرے اسکے بعد بڑھتی ہوئی گائے کے جسم کو دوسری دو چھوٹی مورتیوں کے سامنے برکت کے لئے بچے ہوئے خون کا بھیٹ چڑھایا جاتا ہے اسکے بعد چھڑا چلا کر گائے کا سر جسم سے جدا کر دیا جاتا ہے اور یہ کام ٹھیک مندر کے بیچ انجام دیا جاتا ہے کٹا ہوا سر پجاری خود لے جاتا ہے اگر منت چڑھانے والا گردن کا طالب ہو تو پجاری کو علیحدہ رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔،مندر کے پیچھے بہنے والی ندی سے گائے کو صاف کر کے چڑا اتار کر تمام بھگت لوگوں پر سائل کے طور پر لے جاتا ہے۔(۱)

نیپال جیسے ہندو اسٹیٹ میں گائے کی قربانی رائج بھینٹ ہونے کے باجود اور ہندو مذہب کے ماننے والے نیپالی بھائی اس انداز سے ذبح کرتے ہوئے کے باجود مسلمانوں سے کس بات پر جھگڑا کیا جاتا ہے،غور کریں کیا گاؤ کشی مذہب کا معاملہ ہوا؟ اگر یہ مذہبی معاملہ ہے تو پھر ہندو خود کیوں گائے چڑھاتے ہیں؟ حقیقت یہ ہیکہ یہ سیاسی مسئلہ ہے، شکم وشہوت پرستی کو مذہب کا لیبل لگا کر ملک کی عوام کو فرقہ پرستی کی جنگ میں مبتلاَ کر کے خود دنیا ہڑپنا چاہتے ہیں۔

سب سے زیادہ گائے کا گوشت کس حکومت میں ایکسپورٹ کیا گیا؟

مورخہ ۲۸ رجنوری ۲۰۰۳ء ہندی اخبار ''نو بھارت'' بھوپال کی ایک خبر کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں، سابق وزیر اعظم ہند اٹل بہاری واجپئی کے دور حکومت میں اب تک سب سے زیادہ گائے کا گوشت ۱۳ رلاکھ ۵ رہزار ٹن غیر مما لک بھیجا گیا۔

۲۰۰۱ء میں سب سے زیادہ گائے کا گوشت نکالا گیا،وزارت اطلاعات ونشریات کی طرف سے چھپے ہوئے ''سندھ پتھ بھارت''۲۰۰۳ء کے صفحہ ۵۲۶ رپر دی گئی تفصیل سے

(۱) گائے کا قاتل کون اور الزام کس پر،صفحہ :۳۷

معلوم ہوا کہ ۱۹۹۹ء/۱۹۹۸ء میں ہر سال ۱۲/لاکھ ۹۵/ہزار ٹن گائے کے گوشت کا ایکسپورٹ کیا گیا۔

۲۰۰۰ء میں ۱۳لاکھ اور ۲۰۰۱ء میں ۱۳/لاکھ پانچ ہزار ٹن گائے کا گوشت باہر ملکوں میں بھیجا گیا۔

۱۹۷۳ء سے لے کر ۱۹۸۰ء تک ایک لاکھ بائیس ہزار ایک سو پچاسی ٹن بلکہ اس سے بھی زیادہ گائے کا گوشت بڑے اہتمام سے ہوائی جہازوں میں بھر بھر کر ملک کے باہر بھیجا گیا۔

اور یہ گوشت کچھ مردہ جانوروں کا نہیں تھا، بلکہ خالص گایوں کا تھا، بڑی بڑی کمپنیوں نے سڑکوں پر گھومنے والی بے ملکیت گایوں کو سستی اجرت پر جمع کرایا اور حلال کرا کے گوشت کو صاف ستھرا بنا کر پوری احتیاط کے ساتھ باہر ملکوں کو سپلائی کیا گیا، نیز جلد ہی ارب پتی بننے کے لیے ہندو ایکسپوٹرس نے اندھادھند گایوں کا قتل مشینوں کے ذریعہ کرنا شروع کیا، تاکہ مال کو جلد از جلد اور بروقت سپلائی کر کے کثیر منفعت حاصل کی جاسکے۔(۱)

فرقہ پرست حکومت کا کارنامہ بھی دیکھیں

بی جے پی سرکار نے اپنے کچھ سالہ دورِ حکومت میں گائے کے گوشت کے ایکسپورٹ پر پابندی لگانے کی کوشش نہیں کی اور تحفظ گائے کے سلسلہ میں کوئی مناسب اور کارآمد ترکیب بھی نہیں کرسکی، ۱۹۷۶ء میں جنتا پارٹی کی حکومت تھی، اٹل بہاری واجپئی وزیر خارجہ اور لال کرشن اڈوانی اس وقت وزیر اطلاعات نشریات تھے؛ اسی دوران ایک جن سنگھی ممبر آف پالمیٹ اور پرکاش تیاگی نے پارلیمنٹ میں گائے کے ذبیحہ پر پابندی لگانے کا قانون بنانے کی مانگ رکھی، تبھی سرکار بنانے کے لیے واجپئی جی نے اپنے ساتھی ''اوم پرکاش تیاگی''، کو کچھ وقت کے لیے ''گئو بھکتی''، چھوڑ دینے اور قانون کا مسودہ واپس لینے کے لیے کہا،

(۱) ماہنامہ پیام سنت

آج بھی مرکز اور کئی ریاستوں میں آر ایس ایس کی پشت پناہی والی بی جے پی سرکار برسر اقتدار ہے اور اس کے پاس اکثریت بھی ہے؛ لہٰذا وہ چاہے تو گئوکشی پر پابندی عائد کرسکتی ہے اور بھارت کو ایک سبزی خور ملک بناسکتی ہے؛ مگر اس میں ہمت نہیں کہ وہ ایسا کرسکے ورنہ ان کی سیاست ہی بند ہو جائے گی اور ملک کو ہر سال کروڑوں روپیوں کا چونا لگے گا وہ الگ ہے، ملک میں حالیہ سیاسی تبدیلی کے نتیجہ میں کرناٹک میں اسکولی نصاب کی ایک کتاب میں ذبیحہ گائے کے حوالے سے ایک مضحکہ خیز واقعہ بیان کیا گیا ہے، جس میں ایک شخص اس بات کا وعدہ کرتا ہے کہ اب وہ آئندہ کبھی گائے کا گوشت نہیں کھائے گا، مشہور مورخ ڈی این جھا نے اپنی کتاب میں ہندو مقدس کتابوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ ویدک دھرم میں گائے کا ذبیحہ ممنوع نہیں تھا، ویسے آئینی طور پر ایک سیکولر ملک میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ ایک چھوٹے اور مخصوص طبقہ کے غیر مسلمہ جذبات کی خاطر کسی بھی مویشی کے ذبیحہ پر پابندی کس بنیاد پر لگائی جاسکتی ہے؟ جس کی کوئی مذہبی بنیاد نہیں ہے۔(۱)

گوشت کے ایکسپورٹرس غیر مسلم مگر نام مسلمان کا

ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ ہندوستان میں گوشت کے ایکسپورٹرس غیر مسلم لوگ ہیں جو خلیجی ممالک کو بیوقوف بنانے کے لئے اپنی کمپنیوں کے نام ایسے رکھتے ہیں کہ انہیں یہ یقین ہو جاتا ہے کہ یہ ادارے مسلمانوں کی ملکیت ہیں، برسوں کی یہ کارگزاری عرصہ دراز کے بعد عرب ممالک میں کھلی تو انہیں غیر حلال کا شبہ ہوا، تو انھوں نے ہندوستانی تاجروں سے گوشت کی خریداری بند کردی اور آرڈر منسوخ کردیئے اور مال کی ڈیلیوری پر پابندی لگادی۔ رپورٹ کے مطابق ہندوستانی اخباروں میں جب یہ اطلاع چھپی تو گائے کے گوشت کے ہندو تاجر، ایکسپورٹرس اور ان کے ایجنٹوں کے ہوش اڑ گئے اور وہ حکومت ہند کے ساتھ عرب ملکوں میں سلامی دینے پہنچ گئے، لیکن عربوں نے یہ پتہ لگا ہی لیا کہ ہندوستان سے جو

(۱) ماہنامہ پیام سنت

گوشت آرہا ہے، اس میں حلال وحرام سب ہے، لہٰذا انھوں نے مال لینے سے انکار کردیا، اس میں حکومت کے معاشی دیوالیہ پن کا بڑا زبردست دخل رہا یعنی گاؤکشی کا ممنوعہ قانون بنا کر بھی گویا لوگوں کو بے وقوف بنانے کی ایک سازش رچی گئی تھی۔

گندہ ہے پر دھندا ہے

زندہ گائے کے پیٹ میں اوزار مار کر اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکال کر اسے کھولتے پانی میں ابال کر اس کا چمڑا نکالا جاتا ہے جسے کف لیدر کہا جاتا ہے جو بھاری قیمت میں امریکہ بھیجا جاتا ہے اس کاروبار میں پورے ہندوستان میں ایک بھی مسلمان شریک نہیں ہے لیکن اس چمڑے سے وابستہ تقریباً 20 لاکھ لوگ ہیں جن کی روزی روٹی کا واحد ذریعہ یہ پیشہ ہے اور اسی کاروبار سے ان ہندوؤں کو 20 لاکھ بلین ڈالر کی سالانہ انکم حاصل ہوتی ہے۔(۱)

اصل کاروباری کون ہے؟

شمالی مشرق کی سات ریاستوں اور جنوبی ہند کی ریاست کیرل کے علاوہ ملک کی ہر ریاست میں کسی نہ کسی طور پر گئوکشی پر پابندی ہے چند ریاستوں میں غیر مشروط، اس کے باوجود بھی ہمارے ملک سے اربوں ڈالر سالانہ گائے کے گوشت کا کاروبار کیا جاتا ہے۔ گائے کے چمڑے کا کاروبار بھی اربوں ڈالڑ سالانہ زرِمبادلہ کماتا ہے اور اس پورے کاروبار میں مسلمانوں کا حصہ آٹے میں نمک سے زیادہ نہیں ہے۔ مسلمان اس کاروبار میں زیادہ تر مزدوری کرتے ہیں۔ گوشت کی صنعتوں اور تجارتی اداروں میں بھی مسلمانوں کا حصہ 10 فیصد سے زیادہ نہیں ہے۔ اس طرح گوشت اور چمڑے کا یہ سارا کاروبار ان مذہبی طبقات کے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو خود کو گائے کا پرستار اور گائے کو اپنی ماں مان کر پوجا کرتے ہیں۔(۲)

(۱) گائے کا قاتل کون؟ اور الزام کس پر، مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحبؒ
(۲) مضامین ڈاڈ کام، ڈاکٹر تسلیم احمد رحمانی

گائے کی حفاظت کے نام پر کمانے والا کون ہے؟

ٹھیک ہے ہم جانوروں کو ذبح نہیں کریں گے،تو جانوروں کی کی حفاظت کون کرے گا؟ گاؤ شالہ میں باندھ کر رکھنا پڑے گا،مار پیٹ کر رکھنا پڑے گا،قید و بند میں رکھنا پڑے گا،تو ذبح کرنا بے رحمی ہے اس طرح باندھ کر رکھنا کونسی رحم دلی ہے؟ اور کونسا احسان ہے اس جانور پر؟

تعجب ہے قومیں گائے کو بہت زیادہ مقدس سمجھتی ہیں، ان کے پاس یہ انتظامات موجود نہیں ہیں، اور ہمارے ملک نے دسیوں ایسے گھوٹالے دیکھیں ہیں، جس میں گائے کے چارہ کے لئے کروڑوں کا بل پاس کیا گیا ہے، گائے کو خدا ماننے والوں نے ہی اپنے خدا کا چارہ کھالیا، انسانوں کی غذا اور انسانوں کی ضرورتوں کا انتظام نہیں ہو پارہا ہے، اتنی بڑی تعداد میں گاؤ شالے قائم کر کے ان کا انتظام کیا جائے گا، شمالی صوبہ جات میں گائے کی اتنی تعداد بڑھ گئی ہے، سڑکوں پر چھوڑ دیا گیا، انسانوں کو تکلیف دینا، راستہ سے گذرنے والوں کی گاڑیاں گرادینا، کھیتی باڑی کو اجاڑ دینا، چلتی ٹرینوں کو گرادینا یہ واقعات آئے دن ہمارے ملک میں پیش آتے رہتے ہیں، تو ایک جانور پر رحم کیا گیا انسانوں کی بستی اور انسانوں کے کھیتوں کے ساتھ زیادتی کردی گئی، یہ کیسے سمجھدار کا کام قرار دیا جاسکتا ہے۔(۱)

کاش دودھ پلانے والی ماں کی اتنی قدر ہوتی؟

☆ دو سال دودھ پلانے والی ماں کی خدمت کرنا ہے تو زندگی بھر دودھ پلانے والی گائے کی خدمت کیوں نہیں؟

☆ دودھ سال دودھ پلانے والی ماں بیمار پڑ جائے تو علاج ہے زندگی بھر دودھ پلانے والی گائے بیمار ے ہو جائے تو علاج کیوں نہیں؟

(۱) مسنون غذائیں، از مفتی ابو بکر جابر قاسمی صاحب و مفتی منیر قاسمی صاحب

☆۔"گائے" کے مقابلہ میں "بھینس" زیادہ دودھ دیتی ہے،لیکن اس غریب کو یہ مقام حاصل نہیں ہے اور نہ اس کے ذبح کرنے پر واویلا مچایا جاتا ہے۔

☆کیاماں صرف دوسال دودھ ہی پلاتی ہے یا جنم دینے سے لیکر پروان چڑھانے کافریضہ انجام دیتی ہے؟۔

گائے کو ماتا آپ کیسے کہہ سکتے ہیں جس کا جنم آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے کیا ماں کا جنم بیٹے کے سامنے ہوتا ہے۔۔

☆..اگرگائے آپ کی ماتا جیسی ہےتو اس ماں کی ناک میں نکیل کیوں ڈالتے ہو۔

☆..اسے کھونٹے میں کیوں باندھتے ہو۔

☆.. گائے کو ڈنڈے کیوں مارتے ہو۔

☆.. کچھ لوگوں کو چھوڑ دیا جائے تو مسلمان گائے نہیں پالتا ہندو لوگ ہی گائے کو قصائی خانوں تک پہنچانے کا جوکھم بھرا کام سر انجام دیتے ہیں بیرون مما لک گائے کے گوشت ایکسپورٹ کرتے ہیں کیا کوئی اپنی ماں کے گوشت کو بیچ سکتا ہے۔

☆ گائے اگر آپ کی مان ہے تو آپ کی اصلی ماں اس کی بہن لگے گی اور اس لحاظ سے اصولا گائے کا بیٹا آپ کا بھائی بننا چاہئے؛لیکن یہاں تو گنگا ہی الٹی بہائی جاتی ہے سب گائے کو ماں کہتے ہیں اور آگے پیچھے کی رشتہ داریوں کوسگریٹ کے دھوئیں کی طرح ہوا میں اڑا دیتے ہیں ۔(۱)

یہ کیسے vegetarian ہوئے؟

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سرکش والے چڑیا گھر والے (zoo) میں لوگ اپنے جانوروں مثلاً شیر چیتا کو گائے کا ہی گوشت کھلاتے ہیں چونکہ بکرے اور پولٹری کا گوشت انہیں مہنگا پڑتا ہے! ہندوستان سے باہر جو بیف اور گائے کی چربی ایکسپورٹ کرتے ہیں وہ ہندو

(۱) کیا گائے واقعی ہندوعوام کی ماں ہے؟ ،میرب فاطمہ،ستمبر28، 2014ء

خاص کر جین مذہب کو ماننے والے ہیں جو کیڑے مکوڑوں کو بھی مارنا پسند نہیں کرتے گویا گئوکشی کا مسئلہ دھرم کا نہیں بلکہ خوراک کا مسئلہ ہے جس سے پیٹ پوجا ہوتی ہے اور جہاں پیٹ پوجا کا سوال ہو وہاں بہت ساری پوجائیں پتلی گلی سے نکل لیتی ہیں! لوگوں کو اس گوشت کے ذریعہ سستے داموں میں مقوی غذا یعنی پروٹین مل جاتا ہے۔ اور اسکے علاوہ گجرات کے بہت سے علاقوں میں پولٹری فارم ہیں جہاں ہزاروں، لاکھوں، مرغیاں، انڈا، پولٹری کا گوشت کھانے کے لیے فروخت کرتے ہیں۔ جبکہ، انکے مالکان اپنے آپکو سخت (vege tarian) سبزی خور بتاتے ہیں۔

گائے کشی یا ووٹ بینک کا مسئلہ

ہندوستان میں گئوکشی سماجی، مذہبی اور اعتقادی مسئلہ ہونے سے زیادہ سیاسی مسئلہ ہے، گئوکشی اور ایسے ہی دیگر اعتقادی مسائل کو بہانہ بنا کر ملک کے بیشتر طبقات کے مابین خلیج بپا کی جاتی ہے اور پھر اس خلیج کا سیاسی فائدہ حاصل کیا جاتا ہے گویا مذہبی منافرت ایوان اقتدار تک پہنچنے کے لئے ایک سیڑھی کا کام کرتا ہے، حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں ’’گاؤکشی کا مسئلہ بی جے پی کے ایجنڈے میں شامل ہے، جس کا مقصد اپنے ووٹ بینک کو مضبوط کرنا اور اسے طاقت پہنچانا ہے، اس کے لیے کبھی رام جی کا نام فروخت کیا جاتا ہے اور کبھی کھوٹے سے بندھی بے زبان گائے کو کھولا جاتا ہے اور اس کے نام پر ووٹ کا چارہ حاصل کیا جاتا ہے، بی جے پی کی دبی ہوئی کوشش یہ تھی کہ مسلمان اس مسئلہ پر اٹھ کھڑے ہوں، اس طرح فرقہ وارانہ جزبات ابھارے جائیں اور ہندوؤں کا سیاسی استحصال کیا جائے؛ لیکن بحمد اللہ مسلمانوں نے اس سلسلہ میں سمجھداری اور دانش مندی سے کام لیا ہے، اپنے ردعمل کو اشتعال اور جذباتیت کے دائرہ میں داخل نہیں ہونے دیتے اور اس طرح بی جے پی کی خواہش ناتمام ونامراد رہ جاتی ہے۔(۱)

(۱) جدید فکری مسائل: ۱/ ۱۸۹

مسلم حکمران اور گاندھی جی کا نقطۂ نظر

از روئے شریعت اسلامیہ گائے کا گوشت مسلمانوں کے لیے حلال ہے اور ملک کی شدید ترین ہندو عقیدہ رکھنے والی آبادی گائے کو قابل پرستش سمجھتی رہی ہے، تنہا صرف یہی ایک ایسا سبب رہا کہ مغل بادشاہ اکبر سے لے کر اب تک اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں نکالا جاسکا، بھارت میں ہندوؤں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اکثر وبیشتر مسلم حکمرانوں نے جن میں میسور کی سلطنت خداداد کے حیدر علی، ان کے فرزند ارجمند شیر میسور ٹیپو سلطان اور پہلے مغل شہنشاہیت کے بانی شہنشاہ بابر نے اپنے بیٹے ہمایوں کو ہندوؤں کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے گئوکشی نہ کرنے کی نصیحت کی تھی جب کہ ہمایوں کے جانشیں اکبر کے زمانے میں گئوکشی پر مکمل پابندی عائد کردی گئی تھی، تقریباً سبھی مغل حکمرانوں کے دور میں ذبیحہ گئو سے پرہیز کیا گیا، مہاتما گاندھی گئوکشی کو پسند نہیں کرتے تھے؛ مگر اس کے لئے کسی زور زبردستی کے خلاف تھے، گاندھی نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ انگریز روزانہ 20 ہزار اور سالانہ ایک کروڑ گایوں کو اپنی خوراک بنالیتے ہیں، گاندھی نے گائے کو لاکھوں ہندوستانیوں کی ''ماں'' قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ جب ماں مرتی ہے تو اسے دفنایا یا سپردِ آتش کیا جاتا ہے؛ مگر گائے ماتا مرنے کے بعد اتنی ہی کارآمد ہوتی ہے جتنا کہ زندہ، گاندھی کے قتل کے بعد ان کے جانشیں ونوبا جی بنے، ونوبا جی نے ''مسئلہ تحفظ گائے'' پر ملک گیر تحریک چلائی جس کے نتیجہ میں شدت پسند ہندوؤں نے ۱۹۷۷ء میں حکومت ہند کے خلاف ایک ملک گیر گئو رکشا سمیلن (تحفظ گائے کے سلسلہ میں ایک بڑی کانفرنس) کا ناگپور (مہاراشٹر) میں انعقاد کیا، اس کانفرنس میں مسلمانان ہند کو ایک اشتہاری مجرم سی حیثیت دی گئی۔(۱)

عدالتی فیصلہ کا حال

۱۹۸۵ء میں بھارت کی عدالت عالیہ نے جانوروں کے ذبیحہ پر پابندی عائد کرنے

(۱) مضامین ڈاڈ کام، ڈاکٹر تسلیم احمد رحمانی، اشاعت 9 ستمبر، 2016

سے یہ کہہ کر گریز کیا تھا کہ یہ غریبوں کی غذا ہے، عدالت عالیہ نے کہا تھا کہ اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ ملک کا ایک بڑا طبقہ ان کے گوشت کو غذا کے طور پر استعمال کر رہا ہے جبکہ اس عدالت نے ۲۰۰۵ئہ میں ۱۹۵۸ئہ کے فیصلے کے تعلق سے کہا تھا کہ مذکورہ فیصلہ ملک کی غذائی قلت کا اظہار تھا اب ملک کو حقیقی مسئلہ غذا کی غیر مساوی تقسیم ہے چنانچہ عدالت عالیہ کی سات رکنی بنچ نے (جس کی صدارت چیف جسٹس آرسی لاہوٹی کر رہے تھے) گجرات میں جانوروں کے ذبیحہ پر پابندی کے فیصلے پر اپنی مہر لگادی تھی۔ اس طرح ۱۹۵۸ئہ کے اپنے ہی فیصلہ کو عدالت عالیہ نے الٹ دیا تھا۔

جمہوری ملک میں سبزی خوروں کی تعداد

ملک ہندوستان میں ۶۰رفیصد شہری گوشت خور ہیں جبکہ ۹رفیصد وہ لوگ ہیں جو انڈے کھاتے ہیں، صرف ۳۱رفیصد ہی خالص ویجیٹیرین ہیں۔ ملک کی کوئی ریاست ایسی نہیں جہاں گوشت نہیں کھایا جاتا، بھارت گوشت ایکسپورٹ کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے اور بھارت کو اس کے ذریعہ کثیر زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے، اس معاملے میں چین ہمارے ملک سے پیچھے ہے۔(۱)

گاؤ خوری سے پابندی پر کسانوں کا نقصان

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہر چیز کو انسان کے نفع اور فائدہ کے لئے پیدا فرمایا ہے جاندار ہو یا غیر جاندار سب انسان ہی کی خدمت میں مصروف ہے؛ لیکن چند شدت پسندوں نے حالیہ چند سالوں سے گاؤ خوری پر پابندی عائد کردی اس امتناع اور پابندی کا اثر یہ ہوا کہ صرف دس مہینوں میں ملک میں گوشت کی برآمدات میں تیرہ فیصد کمی آگئی ہے، ہندوستان کو ہو رہے اس مالی نقصان کا فائدہ برازیل کو ہو رہا ہے، مزید ہزاروں کسانوں کو مالی نقصان

(۱) مضامین ڈاٹ کام، ڈاکٹر تسلیم احمد رحمانی، اشاعت 9 ستمبر، 2016

کی شکایت ہے۔ اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ ''حکومت ہمیں زندہ رکھنا چاہتی ہے یا مویشیوں کو''؟ عام طور پر کسان خشک سالی کے موسم میں اپنے جانوروں کو قصابوں (زیادہ تر مسلمانوں) کے ہاتھوں بیچ دیتے ہیں اور بارش کے بعد جب ان کی کمائی بڑھتی ہے، تو وہ نئے جانور خریدتے ہیں، لیکن بیف پر پابندی کی وجہ سے مویشیوں کی قیمت میں غیر معمولی کمی آگئی ہے، چالیس ہزار میں فروخت ہونے والے دو گائے ایک سال بعد بیس ہزار کے خریدار کو بھی نہیں پاتے، اور اب کسانوں کے پاس نئی فصل خریدنے کے لئے بھی پیسے نہیں ہے، اور کسانوں کے خودکشی کے واقعات مہاراشٹرا کے قحط زدہ خطوں میں دوگنے ہوگئے ہیں، چنانچہ وقت آگیا ہے کہ حکومت دین فطرت اسلام کے قانون اتباع کرتے ہوئے، خلقت خداوندی میں زیادتی سے اجتناب کرتے ہوئے اس پابندی اور امتناع کی دیواروں کو گرادے اور قوم کو خدا کے اس نعمت سے انتفاع سے منع نہ کرے۔

سوامی وویکانند کی بات

وسط ہند میں لوگ قحط سے مر رہے ہیں اور قصائی کے ہاتھوں لوگ گائے کو کیوں بیچ رہے ہیں؟ تو سادھوؤں نے جواب دیا قحط میں لوگ اپنے کرموں کی وجہ سے مر رہے ہیں اور گائے بھی اپنے کرموں کی وجہ سے قصائی کے ہاتھوں بک رہی ہے۔ اس پر سوامی وویکانند نے وفد سے کہا کہ میں ''پہلے ان دان دونگا، پھر دھرم دان، اور ودیا دان کے بعد اگر کچھ بچے گا تو آپ لوگوں کی سمیتی کو دونگا''، مطلب انکے کہنے کا یہ تھا کہ: میں پہلے انسان کی جان بچاؤں گا اور انکے دھرم اور ودیا کی ترقی کی سوچوں گا پھر بعد میں گائے کے متعلق سوچا جائے گا، جو کہ حقیقت پر مبنی ہے۔(۱)

گائے بیل کے ذبیحہ پر پابندی سے سماجی نقصان

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ ''عرصہ پہلے کے

(۱) گائے کا قاتل کون الزام کس پر؟ اگست 27, 2019، مزمل حسین قاسمی کھائیکھڑہ

اندازے کے مطابق ہندوستان میں روزانہ ایک لاکھ گائیں ذبح ہوتی تھیں، بیل کی تعداد اسکے علاوہ ہے، اگرانکو بھی اس کے برابر مان لیا جائے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر سفید جانور پر مکمل پابندی لگادی جائے تو روزانہ دو لاکھ جانور بچتے چلے جائیں گے، اور مہینہ میں ان کی تعداد ساٹھ لاکھ ہوجائے گی اس سے اندازہ کرلیں کہ سال بھر میں بے مصرف گائے بیل کتنی بڑی تعداد میں ہوجائیں گے، عجب نہیں چند سالوں میں انکی آبادی انسانوں کی آبادی سے بھی تجاوز کرجائے، اور یہ بات ظاہر نہیں کہ عام طور پر جب یہ جانور دوسرے فائدے کیلئے باقی نہیں رہتے ہیں، جب ہی انکو کھانے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، غور کریں کہ جب اتنی بڑی تعداد میں گائیں بیل بچے رہ جائیں گے تو انسان کیلئے یہ صورت حال کس قدر تکلیف دہ ہوجائے گی، شاید انسان کو سڑکوں سے اس لئے دست بردار ہوجانا پڑیگا کہ گائے بیل اپنی مرضی کے مطابق وہاں چل پھر سکیں اور انسان کو اپنی کھیتوں سے اسلئے ہاتھ دھولینا ہوگا کہ وہ ان جانوروں کے چارے کے کام آئیں۔۔۔۔سوچئے کے وہ منظر کتنا عجیب ہوگا جب سڑکوں پر گائے بیلوں کے جھنڈ مٹرگشتی کرتے ہوں گے اور کھیتوں میں انکی جوق فوج اتر کر پیداوار کو تہس نہس کررہی ہوگی؟ بے مصرف ہونے کے ساتھ ساتھ ان جانوروں میں تیز رفتار نسلی افزائش کا قدرتی نظام انسان کیلئے تباہ کن ہوجائیگا، اسلئے یہ حقیقت ہے کہ ان جانوروں کا ذبح کیا جانا اور انکوں اپنی خوارک بنانا فطرت کی آواز ہے اور فطرت سے بغاوت ہمیشہ انسان کو نقصان پہنچاتی ہے''۔(۱)

ایک سال گائے کے ذبح پر پابندی لگنے سے مویشی پروروں کا نقصان

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ ''یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ زیادہ تر گائیں اس وقت فروخت کی جاتی ہیں جب وہ دودھ دینے کے لائق نہیں رہتیں، اس طرح اگر سال بھر گائیں ذبح نہیں کی گئیں تو ان کی تعداد ساڑھے تین کروڑ یا اس

(۱) جدید فکری مسائل

سے زیادہ ہوسکتی ہیں، اگر ان میں سے نصف کو ہی ناکارہ مان لیا جائے تو یہ مویشی کی پرورش کرنے والوں کے لیے کتنا بڑا بوجھ ہو جائے گا اور اگلے دس پندرہ سال میں ان کی تعداد کہاں سے کہاں پہنچ جائیگی اور یقینا یہ گائیں سماج کے لیے رحمت کے بجائے زحمت بن جائیں گے۔

ملک کا معاشی نقصان

ایک نظر اسکے معاشی نقصان پر ڈالئے، چند سال پہلے لیدر اکسپورٹ کونسل کے صدر نشین ایس ایس کمار نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ اگر گاؤکشی پر پابندی عائد کر دی جائے تو اس سے لیدر مصنوعات کی برآمد کو زبردست نقصان پہنچے گا، اور ۳۰ فیصد کی کمی واقع ہو جائیگی، اس سے ہندوستان جیسے غریب ملک کو جہاں سات ملین ڈالر کا نقصان پہنچے گا وہیں پندرہ لاکھ افراد کا روزینہ متاثر ہوگا۔(۱) جبکہ ہندوستان کی آمدات میں تقریباً ۲۵ فیصد لیدر اور اسکی مصنوعات ہیں، کیونکہ ساری دنیا میں موجود مویشی کا تقریباً ۶۰ فیصد حصہ ہندوستان میں ہے، اس طرح ہندوستان کی معیشت بہت زیادہ متاثر ہوگی۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آج دنیا کے مختلف ترقی یافتہ مما لک جانوروں کی افزائش نسل کر کے بڑے پیمانے پر ان کے گوشت برآمد کرتے ہیں اور اس طرح وہ کثیر اقتصادی منافع حاصل کرتے ہیں، اگر ہمارے ملک میں اس پر روک لگا دی گئی تو یہ ملک وقوم کو گوشت اور چرم وغیرہ کی برآمدات کے ذریعہ حاصل ہونے والی کثیر آمدنی میں شدید خسارہ کا باعث ہوگا۔

حاصل گائے کے معاشی کردار کا تعلق ہے تو وہ ہندو مسلمان دونوں کے لئے ایک سا ہے۔ لاکھوں مسلمان بھارت اور بھارت سے باہر گائیں پالتے پوستے اور عزیز رکھتے ہیں کیونکہ یہ دودھ، مکھن، ایندھن اور آمدنی کا ذریعہ ہے، اگر ایسی بات نہ ہوتی تو مسلم اور مسیحی معاشروں

(۱) روزنامہ منصف ۲۱: اگست ۲۰۰۳ء

میں گائے کا وجود ختم ہو چکا ہوتا اور ولندیزی، آسٹریلوی یا ساہیوالی گائیں مشہور نہ ہوتیں۔(۱)

معاشی نقصان کا دوسرا پہلو

معاشی نقصان کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ملک میں جب گائے بیل کے ذبیحہ کو روک دیا جائیگا تو تاجران ِ چرم کیلئے اسکے سوا چارۂ کار نہیں ہوگا کہ وہ باہر کے ملکوں سے لیدر امپورٹ کریں، اور اس سے اپنی مصنوعات تیار کریں، چنانچہ معلوم ہوا کہ ملک کے ان حالات کی وجہ سے اب چمڑے کی ۶۰ فیصد ضروریات سعودی عرب روس، چین اور دوسرے ملکوں سے کچے اور نیم پختہ چمڑے برآمد کر کے پوری کی جارہی ہیں، جب ہم کوئی چیز درآمد کرتے ہیں تو ہمارے زرِتبادلہ میں اضافہ ہوتا ہے، اس لحاظ سے ہمیں دوہرا نقصان اٹھانا پڑیگا، ایک طرف برآمد کرنے کی وجہ سے جو دولت حاصل ہوتی، ہم اس سے محروم ہوجائیں گے، دوسری طرف درآمد کرنے کی وجہ سے مزید مالی خسارہ سے دوچار ہوں گے، اسلئے یہ سراسر نقصان کا سودا ہوگا۔(۲)

غریبوں کا نقصان

یہ ایک حقیقت ہے کہ ملک میں 80 رفیصد سے بھی زیادہ لوگ اپنی غربت کی وجہ سے بکرے کے گوشت یا مچھلی اور چکن وغیرہ نہیں کھاسکتے، وہ بڑے گوشت کے ذریعہ ہی لحمی غذا کی ضرورت کو پوری کرتے ہیں، اگر گائے بیل کو ذبح کرنے پر پابندی عائد کردی جائے تو یہ ملک کی بڑی آبادی کے لئے نقصان کا باعث ہوگا۔

جانوروں کا نقصان

جو جانور دودھ دینے کے لائق باقی نہ رہے اور جن کو سواری کے لئے استعمال نہ کیا

(۱) جدید فکری مسائل: ۱ر ۱۹۳

(۲) جدید فکری مسائل: ۱ر ۱۹۴

جائے،سوائے گوشت اور چمڑے کے حصول کے ان کا کوئی مصرف نہیں رہ جاتا،جس سے جانور سڑکوں پر جنگلات میں بھوکے پیاسے مرجائیں گے،کوئی پالنے تیار نہ ہوگا،کیونکہ پالنے سے کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے،کیونکہ جانور ایک عمر کو پہنچ کر ناکارہ ہو جاتے ہیں،نہ ان سے دودھ حاصل ہوتا ہے اور نہ وہ کسی اور کام آسکتے ہیں،ایسی صورت میں اگر آپ ان کو غذا بنانے کی اجازت نہ دیں تو مویشی کی پرورش کرنے والوں کے لیے وہ بہت بوجھ بن جائیں گے اور غریب کسان جو خود اپنا پیٹ نہیں بھر سکتے،وہ کیوں کر اس بوجھ کو برداشت کر سکیں گے؟

پابندی کس پر لگنی چاہئے؟ اور کس پر لگائی جارہی ہے

ہمیں عام ہندو بھائیوں سے کوئی گلہ نہیں،جو گوشت نہیں کھاتے ان سے بھی کوئی شکایت نہیں،اس آدمی سے بھی کوئی سروکار نہیں جو گائے کا پیشاب پیتے ہیں یا اس کا گوبر بطور علاج استعمال کرتے ہیں،شکایت ان لوگوں سے جو جائز اور حلال چیز پر کھانے والوں کے لیے پابندی لگانے کی بات کرتے ہیں یا اپنی من مانی کو مذہب کا نام دیتے ہیں،ارے! پابندی لگانا ہے تو شراب اور جوئے پر لگاؤ جو متفقہ طور پر خبیث چیز ہے اور جس سے انسانیت کا قتل اور حیوانیت کو فروغ مل رہا ہے،جسم فروشی کے اڈے بند کرو جس سے قوم ایڈس کا شکار ہو کر موت کے منہ میں جارہی ہے۔دہشت گردی کو لگام لگاؤ جس نے لاکھوں لوگوں کی زندگی تباہ کردی،غربت وافلاس کا علاج کرو کہ اس نے بہت سے معصوموں کو خودکشی پر مجبور کیا اور بہت سے تو اپنی زندگی جینا چاہ رہے تھے مگر افلاس کے قہر نے جان لے لی۔

وائے افسوس کھائے جانے والے پاکیزہ جانور کے ذبح کرنے کو قتل کا نام دے دیا گیا اور جو اصل میں قاتل،مہلک اور اسباب ہلاکت ہیں انہیں فیشن،آرٹ اور ترقی کا درجہ دے دیا گیا۔(۱)

(۱) محدث فورم،تاریخ آغاز اپریل21، 2017

قبائلی طرزِ زندگی میں گوشت پر پروفیسر ''کانچا ایلیا'' کی تحقیق

پروفیسر کانچا ایلیا نے اپنی سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب ''میں ایک ہندو کیوں نہیں؟'' کے ذریعے بہت سے لوگوں کا شعور درست کر دیا، وہ ہندوؤں کی نچلی ذات سے تعلق رکھنے والے ہندوتوا فلسفے، ثقافت اور سیاسی اقتصادیات کے ایک تجزیہ نگار ہیں، حیدرآباد دکن کی ایک معروف مرکزی یونیورسٹی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں سماجی اخراج اور مجموعی پالیسی کے مطالعے کے مرکز کے ڈائریکٹر کانچا ایلیا نے کچھ ہندوستانی ریاستوں میں بیلوں کے ذبیحے پر پابندی کے نفاذ پر چڑھی تقدیسیت کی چادر بکھیر دی ہیں۔

انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ ''یہ خاص طور پر قبائلیوں اور دلت کی طرز کے دیہی گروہوں پر یقیناً ایک ثقافتی پابندی ہے، مسلمانوں اور مسیحیوں پر ثقافتی پابندیوں کے نفاذ کا سوال تو بعد میں آتا ہے، تاریخی طور پر برہمن سمیت تمام ہندو عوام ویدک اور ویدک کے بعد کے ادوار میں گائے کا گوشت کھایا کرتی تھی، مثال کے طور پر جنوبی ہندوستان کے اچھوت گرمیوں کے دوران خود پر اس پابندی کو برقرار رکھتے ہیں، جب بڑے پیمانے پر خوراک کی قلت ہو جاتی ہے تو یہ لوگ بیمار اور مردہ گائے کا گوشت کھا جاتے ہیں''۔

انہوں نے بتایا کہ ''میرے اپنے گاؤں میں جب میں چھوٹا تھا تو وہاں تقریباً ستّر سے اسّی دلت خاندان رہتے تھے، مجھے یاد ہے کہ انہیں گرمیوں میں پیٹ بھر کر کھانے کو صرف اس وقت ہی ملتا تھا، جب انہیں بیمار یا مردہ گائے ملتی تھی، انہیں کبھی بھی چاول، باجرہ یا کسی بھی قسم کا عام کھانا نہیں ملا، یہ صورتحال اب بھی جاری ہے''۔(۱)

کیا گائے کا تحفظ دودھ کی وجہ سے ہے؟

فرقہ پرست طبقہ کی ایک دلیل یہ ہے کہ گائے کو تحفظ دینا چاہیے اس لیے کہ یہ ہندوستانیوں

---

(۱) ہندو گائے کا گوشت کھاتے تھے، Dawn News Urdu،3 Apr 2015

کو دودھ فراہم کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کو تاریخی طور پر ایک خدائی جانور ہے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان گائے کے دودھ پر زندہ نہیں ہے، بلکہ ہندوستان بھینس کے دودھ پر زندہ ہے، چنانچہ کیا وجہ ہے کہ آر ایس ایس بھینس کے تحفظ کا سوال کیوں نہیں کھڑا کرتی۔

اگر آپ گجرات کے قانون کو دیکھیں تو اس میں گائے کے ذبیحہ کے ساتھ ساتھ بیل اور سانڈ کے ذبیحہ پر بھی پابندی عائد ہے؛ لیکن یہ بھینس کے گوشت کے معاملے میں خاموش ہے، نریندرا مودی کی وزارتِ اعلیٰ کے دور میں گائے کا دودھ، دودھ پیک کرنے والی فیکٹریوں کو فراہم کرنا شروع کر دیا گیا تھا، جبکہ بھینسوں کو ذبح کر کے اس کے گوشت کی برآمدات شروع کر دی گئی۔

واضح رہے کہ ہندوستان پوری دنیا میں بھینس کے گوشت کا سب سے بڑا برآمد کنندہ ہے؛ مگر خود ہندوستان میں بیلوں اور بھینسوں کے گوشت کی کھپت 3.89 فیصد تک ہی ہے؛ جبکہ امریکہ، برازیل، یورپی یونین اور چین میں پوری دنیا کا تقریباً 58 فیصد بیف کھایا جاتا ہے، بھارت میں تین ریاستوں کو چھوڑ کر تقریباً تمام جگہ گائے کے ذبیحہ پر 1976ء سے ہی پابندی عائد ہے، تاہم کچھ ریاستوں میں بیل اور بچھڑے ذبح کرنے کی اجازت ہے۔

گوشت کے کاروبار سے وابستہ تاجر تسلیم کرتے ہیں کہ اس کاروبار میں صرف ایک ہی فرقہ کے لوگ نہیں ہیں، تقریباً 28 ہزار کروڑ روپے کے اس کاروبار میں منافع کے ایک بڑے حصہ دار غیر مسلم تاجر بھی ہیں۔(۱)

کیا یہ وجہ سے حقیقت میں درست ہے؟

چنانچہ بعض فتنہ پردازوں کا کہنا ہے کہ گاؤکشی وغیرہ کی ممانعت ہم مذہبی نقطہ نظر سے نہیں کرتے ہیں بلکہ یہ ایک معاشی ضرورت ہے۔ جانور اگر ذبح نہ کئے جائیں تو ہمیں دودھ

---

(۱) ہندو گائے کا گوشت کھاتے تھے، Dawn News Urdu،3 Apr 2015

اور گھی سستے داموں میں فراہم ہوں گے مگر یہ ایک واہمہ ہی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جن ملکوں میں بھارت سے زیادہ جانور ذبح ہوتے ہیں اور جہاں جانوروں کے ذبح پر کسی طرح کی پابندی نہیں وہاں ہمارے ملک کے مقابلے میں دودھ اور گھی سستے بھی ہیں اور فراوانی بھی ہے۔اس کی مثال امریکہ اور یورپ ہیں۔ہمارے ملک میں گوشت خوری کم ہونے کے باوجود مذکورہ اشیاء مہنگے ہیں۔

نیز قابل غور پہلو یہ بھی ہے کہ جانور ایک عمر کو پہنچ کر ناکارہ ہوجاتے ہیں،اگر انہیں غذا بنانے کی اجازت نہ دی جائے تو مویشی پرور کسانوں کے لئے ایسے جانور بار بن جائیں گے اور غریب کسان جو خود آسودہ نہیں وہ کیوں کر اس بوجھ کو برداشت کر پائیں گے، ۲۰۱۴ء سے مرکز میں بھاجپا کی حکومت ہے،اس نے گاوکشی قانون کو سختی سے نافذ کرنے کی ٹھانی ہے،اس کا حشر کیا ہے ہم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں،سرکاری گاوشالوں میں ایسے سیکڑوں ہزاروں مویشی چارہ نہ ملنے کی وجہ بن کر بھوک سے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے، ہورہے ہیں،جو بہرحال گھاٹے کا سودہ ہے۔(۱)

کیا قربانی کا دودھ کی کمی سے تعلق ہے؟

رہی دودھ اور گھی کی کمی،تو اس کا رشتہ جانوروں کے ذبیحے سے لے کر جا کر جوڑنا صرف ان لوگوں کا کام ہوسکتا ہے جو اس ملک میں باہر سے آ کر حکم رانی کرنے والوں کی طرح رہتے ہیں،بالکل ایک غیر ملکی مبصر کی طرح انہوں نے اپنے کمرے میں بیٹھ کر قیاس فرمالیا کہ ضرور دودھ دینے والے جانور ہی دھڑا دھڑ ذبح کیے جارہے ہوں گے،تب ہی تو ملک میں دودھ اور گھی کی فراہمی کم ہورہی ہے۔حالانکہ اگر وہ اس ملک میں چل پھر کر معلوم کرتے کہ یہاں دودھ دینے والے جانوروں کی قیمتیں کیا ہیں،اور گوشت کا نرخ کیا ہے،اور یہاں کے ایک جانور میں اوسطاً کتنا گوشت نکلتا ہے،تو انہیں خود معلوم ہوجاتا ہے کہ صرف وہی

(۱) جدید فکری مسائل جلد اول

قصاب دودھ دینے والا جانور کاٹ کر گوشت بیچ سکتا ہے جو کچھ کمانے کی بجائے اپنے گھر سے خریداروں کو کھلانے کی پاکیزہ نیت رکھتا ہو، اور صرف وہی شخص بقرعید میں دودھ دینے والا جانور خرید کر قربانی کرسکتا ہے جس میں ماہوار آمدنی سیکڑوں سے متجاوز ہو کر ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہو۔(۱)

امول ڈائری کا مالک کہاں کا ہے؟

ہریانہ والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ گجرات میں دودھ کی صنعت (امول ڈیری) کے ذریعہ سفید انقلاب لانے والے پی جی کورین کا تعلق کیرالہ سے تھا جہاں گاؤکشی کی کھلی چھوٹ ہے۔کورین نے بغیر کسی غیر ملکی تعاون کے جو کارنامہ انجام دے دیا ہریانوی وزیر برازیل کی مدد سے بھی وہ کام نہیں کرسکتے۔

گائے کا تعلق مذہب یا دودھ سے نہیں بلکہ ووٹ سے ہے

مسئلہ دراصل یہ ہے کہ ہندوستان کے کچھ صوبوں میں گائے ایک سیاسی جانور رہے، اس کا تعلق دودھ سے کم اور ووٹ سے زیادہ ہے۔گائے کے نام پر جب تک یہ سیاسی استحصال بند نہیں ہوگا اس وقت تک کسان اور گائے دونوں بدحال رہیں گے نیز گاؤرکشک اور سیاستداں مالامال ہوتے رہیں گے۔(۲)

گائے اور ملک کا مستقبل

گائے کی بڑھتی ہوئی تکریم وعزت کے پیش نظر ''یوسف صدیقی اور راجیو تیاگی'' ایک طنزیہ میں کہتے ہیں کہ : ایک وقت کے بعد ہندوستان مکمل گاؤ دھرتی بن جائے گی جہاں'' گایوں کی

---

(۱) قربانی پر احمقانہ اعتراضات، مولانا ابوالاعلی مودودی صاحب

(۲) بصیرت فیچرس، 3/ اپریل 2019

ملکیت کا کمپوٹرائزڈ ریکارڈ ہوگا، شناختی کارڈ یا گاؤ دھار کارڈ اور 24 / 7 ایمرجنسی ہیلپ لائن ہوگی، علاج معالجے کیلئے سپیشل ہسپتال اور مہنگے مہنگے گاؤ نا کالوجسٹ اور لیبارٹریاں ہونگی، متوفی گائے کی پُر وقار تدفین ڈیتھ سرٹیفکیٹ اور ضلعی ریلیز فارم کے بغیر ممکن نہیں ہوگی۔

گائے بارے ہر طرح کی اچھی بُری کال ریکارڈ کی جائیگی، سروسز کی فراہمی مقامی گاؤ رکشک لیڈر کے ایس او سی اور سَرپنچ کی اجازت سے ہوگی اور یہ سب کچھ نہ ہونے کی صورت میں گاؤ رکشک کسی جان لیوا پٹائی پر حق بجانب ہونگے" کیونکہ معاملہ اگر مقدس گائے کا ہو تو بھیڑ ہنسا کون روک سکتا ہے جس پر ابھی تک کوئی جامع قانون بھی نہیں" ڈاکٹر سیموئیل جانسن صحیح کہتے تھے کہ "مذہبی قوم پرستی غنڈوں کی سب سے بڑی پناہ گاہ ہے"۔(۱)

گائے اور یوگیوں و پنڈتوں کا حال

گائے سے متعلق یوگیوں، پنڈتوں اور دھرم آدار پر سیاست کرنے والوں نے طرح طرح کے فسانے تراش رکھے ہیں مثلاً "یہ کہ گائے کی پُٹھ پر ہاتھ پھیرنے سے بیمار کو شفاء ملتی ہے آلودہ تالاب کی گوبر ڈال کر تطہیر کی جاسکتی ہے، نہار مُنہ دو چمچ گاؤ مُوت پینے سے بدن پانی کی طرح ہشاش اور شفاف ہو جاتا ہے اور یہ کہ گائے تمام جانوروں سے ہٹ کر اپنے لبوں اور لبلبی سے آکسیجن خارج کرتی ہے انسانی جذبات بھی سمجھتی ہے اور آنکھوں سے کلام کرتی ہے، تب یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے کہ بھارت میں دودھ 80 روپے اور گاؤ موت 250 روپے لٹر ملتا ہے۔(۲)

گاندھی اور گائے

اہنساء پسندی کے باوجود گاندھی جی بھی گائے کو ہندومت کی روح، کروڑوں بھارتیوں کی

---

(۱) گاؤ ماتا، گاؤ مُوتر، مُو دیتو ا اور مذہبی دہشت گردی، امجد نذیر، 11 Jun, 2019

(۲) گاؤ ماتا، گاؤ مُوتر، مُو دیتو ا اور مذہبی دہشت گردی، امجد نذیر، 11 Jun, 2019

ماں بلکہ ماں سے بھی ارفع تر، کشکوں کی دھرمی آزمائش، دُکھیاری نظم، حیات کا استعارہ، ارتقاء کا مظہر، رحم کی اپیل، لائق عبادت، خوشحالی کی ضمانت، مجبور وغریب مخلوق اور نہ جانے کیا کچھ قرار دیتے تھے اور ایک مقام پر انہوں نے تلوار کی دھار پر بھی گاؤ رکشا کا پرچار کیا۔

جب گاندھی نے ہریجن کے تصور پر کام شروع کیا اور لوگوں کو اس تصور پر اکھٹا کرنا شروع کیا تو انہوں نے کچھ شرائط بھی عائد کیں، ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ گوشت نہیں کھانا چاہیے، دوسری شرط تھی کہ رام کی پوجا کرنی چاہیے، امبیڈکر نے محسوس کیا کہ گاندھی حقیقی معنوں میں دلتوں کو ہندو مذہب میں منتقل کر رہے ہیں۔ لہٰذا امبیڈکر نے اس دلیل کے ساتھ ایک مہم شروع کی کہ گاندھی کی مہم دلتوں کی مدد کرنے نہیں جا رہی۔ امبیڈکر نے کہا کہ دلتوں کا ان کی ثقافتی بنیادوں کے ساتھ احترام کیا جائے۔(۱)

ہندوستان میں گاؤکشی اور تحفظِ گائے کا حل کیا ہے؟

اس سلسلہ میں وہی اصولی بات حضرت مولانا ابوالمحاسن سجادؒ کی سمجھ میں آتی ہے، وہ یہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ملک متضاد مذاہب اور متضاد عقیدوں کے حامل فرقوں کو اپنے اندر لیا ہوا ہے، مورتیوں کی پوجا کرنا ایک اہم حصہ ہے، ہندوازم کا اور مسلمانوں کے نزدیک مورتی پوجا اللہ کے لئے گالی ہے کہ اللہ کے لئے بیوی، اللہ کے لئے بیٹا اور اللہ کے لئے جسم قرار دیا جائے یہ مسلمانوں کے یہاں اللہ کے لئے گالی ہے، حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ کا احترام وتقدس سنّیوں کے یہاں ایمان کا جزء ہے جبکہ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کو گالی دینا شیعہ کے یہاں عبادت ہے۔

اس کا حل یہ ہے کہ ہر آدمی اپنے مذہب پر اپنی عبادت گاہوں میں، اپنی چہار دیواریوں میں، اپنی بستیوں میں اپنی عبادت کو انجام دیں، فساد جھگڑا، دنگا، فرقہ وارانہ جھگڑے اسی وقت پیدا ہوتے ہیں کہ جب شیعہ سینوں کے محلہ میں جلسے منعقد کر کے حضرات شیخین ابو بکرؓ

(۱) ڈان اردو ڈیسک شائع April 3, 2015

وعمرؓ اور حضرت عائشہؓ کی شان میں گستاخی کرے، جھگڑا تب ہی ہوتا ہے جب کہ کوئی جان بوجھ کر گائے ہندوؤں کے محلہ میں ذبح کرے، فساد جب ہی ہوتا ہے جبکہ کوئی گنیش کا تہوار مسلمانوں کے محلہ میں منائے، یا مسجدوں کے بے حرمتی کے ساتھ منائے۔

اگر حکومت واقعی سنجیدہ ہے تو انہیں اس اصول پر اور اس فارمولہ پر عمل کرنا چاہئے، مسلمان شریعت کے حکم کو نہیں بدل سکتا ہے، گائے مباح ہے واجب نہیں ہے، لیکن مباح ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے کھانے کے استعمال کو مکمل طور پر ترک کر دیا جائے، یہاں تک کہ ہماری نسلیں آئندہ کی اس کے حلال ہونے کو بھی بھول جائے۔

"من حرم زينة الله التي أخرج لعباده والطيبات من الرزق"(۱)

ہندوستان میں قانوناً گائے پر پابندی کہاں ہے؟

ڈاکٹر سلیم خان صاحب لکھتے ہیں "گاؤکشی کے معاملے میں ہندوستان جغرافیائی اعتبار سے منقسم ہے اور 'ایک راشٹر میں ایک ودھان' کا نعرہ لگانے والا سنگھ پریوار بھی گائے کے معاملے میں یکساں سول کوڈ نافذ نہیں کرسکتا۔

جنوبی ہند کے اندر گاؤکشی پر کوئی پابندی نہیں ہے۔اس کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے نہیں ہے۔

تمل ناڈو اور آندھرا پردیش میں بی جے پی کی حلیف جماعتوں نے بھی اس جانب توجہ نہیں دی۔

کرناٹک میں بی جے پی کی اپنی ریاستی سرکار تھی لیکن اس نے کوئی قانون سازی نہیں کی۔

گوا میں اب بھی ایسا ہے، لیکن بیف کھانے کی کھلی چھوٹ ہے، بلکہ پڑوسی صوبوں سے درآمد کرکے اپنے رائے دہندگان کی خوشنودی کے لیے اسے حکومت کی نگرانی میں پروسا

---

(۱) الاعراف: ۲۳

جاتا ہے۔

مشرقی ہند کے زیادہ تر صوبوں میں فی الحال بی جے پی کی اپنی حکومت ہے یا وہ وہاں سرکار میں شامل ہے اس کے باوجود کسی کو گائے پر رحم نہیں آتا۔

مغربی بنگال سے بنگلادیشیوں کو نکالنے کی بات تو بی جے پی والے کرتے ہیں؛ لیکن بھول کر بھی گئوکشی پر پابندی لگانے کا دعویٰ نہیں کرتے؛ کیونکہ انہیں پتہ ہے ایسا کرنے سے ہندوتوا کی رہی سہی ہوا بھی اکھڑ جائے گی۔

شمالی اور مغربی ہند میں سیاسی فائدہ اٹھانے کے لیے گائے سے ہمدردی جتائی جاتی ہے لیکن یہ لوگ اس کے منفی اثرات سے چہرہ پھیر لیتے ہیں۔(۱)

گاؤکشی پر امتناع گائے پر ظلم ہے

معروف صحافی اور ماہرِ معاشیات پی سائی ناتھ نے تفصیل کے ساتھ وی ہنمنت راؤ یادگار لیکچر میں اس مسئلہ پر بحث کر کے ثابت کیا تھا کہ گئوکشی پر عائد کردہ امتناع دراصل مخالف گائے فیصلہ ہے۔ یہ نہ صرف مسلم دلت یا آدی واسی بلکہ ملک میں موجود مویشیوں بالخصوص گائے کے خلاف ہے کیونکہ کوئی گائے کی پرورش کیلئے تیار نہیں ہے۔گائے کی پرورش اس کی دودھ کے حصول کی حد تک کی جاتی ہے پھر اس گاؤ کی سیوا سے ہاتھ کھینچ لیا جاتا ہے۔ پہلے جب گائے دودھ دینا بند کر دیتی تھی تو وہ اسے فروخت کر دیا جاتا تھا اب چونکہ گائے کو فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ہی وہ خود اسے ذبح کر سکتے ہیں اس گائے کی پرورش کا رجحان کم ہو رہا ہے۔کسان اپنے مویشیوں کو جنگلات میں چھوڑنے لگے ہیں کیونکہ ایسا کرنے سے وہ اپنے مویشی کی پرورش سے سبکدوش ہو جاتے ہیں نیز وہ خود کسی بڑے جانور کی غذا بن جاتی ہے۔(۲)

(۱)بصیرت فیچرس،3/اپریل2019

(۲)بصیرت فیچرس،3/اپریل2019

جانور کی حفاظت میں انسانی خون کا عجیب مقدمہ

ڈاکٹر سلیم خان صاحب لکھتے ہیں: گجرات کو چونکہ آدرش یعنی نمونے کا صوبہ سمجھا جاتا ہے اس لیے گائے ذبیحہ کو لے کر یہاں قانون میں ترمیم کر کے عمر قید کی سزا تجویز کی گئی ہے۔اس قانون کا نفاذ کس طرح ہوتا ہے اس کی ایک مثال دیکھیں۔احمد آباد کا رہائشی ۲۸ سالہ سنجے پٹیل پچھلے سال اپنی موٹر سائیکل سے جارہا تھا کہ اچانک دولاوارث گائیں اس کے راستے میں آ کر موٹر سائیکل سے ٹکرا گئیں۔اس جان لیوا حادثے میں سنجے ہلاک ہوگیا۔قانون کے لحاظ سے اس جرم کی سزا گائے کے مالک کو ہونی چاہیے تھی۔ پولس کے لیے گائے کے مالک کا پتہ لگانا مشکل تھا اس لیے کہ لاکھ پوچھ تاچھ کے باوجود گائے کے لیے اپنے مالک کی معلومات فراہم کرنا ممکن نہیں تھا۔

اس کیس کو بند کرنا بھی ضروری تھا اس لیے گائے کے مالک کو تلاش کیے بغیر اسے سلجھانے کے لیے گجرات پولس نے ایک انوکھا طریقہ ڈھونڈ نکالا۔گائے مسلمان تو نہیں ہے کہ اسے آئی ایس آئی کا ایجنٹ قرار دے کر اس کاانکاونٹر کر دیا جائے۔یہ معاملہ تو سہراب الدین یا عشرت جہاں جیسے لوگوں کے لیے مختص ہے کیونکہ ان کو آئی ایس آئی کا ایجنٹ قرار دیا جاسکتا ہے یاان پر کسی طاقتور سیاستداں کو قتل کرنے کی سازش کا الزام رکھا جاسکتا ہے لیکن بےضرر گائے کے ساتھ یہ سب ممکن نہیں۔اس لیے پولس نے مہلوک کے والد مہیش پٹیل سے اپنے بیٹے کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی کہ اس کا لڑکا سنجے لاپرواہی سے گاڑی چلاتا ہے۔وہ اپنی موت کے لیے خود ذمہ دار ہے۔اس میں گائے یااس کے مالک کا کوئی قصور نہیں۔ اس طرح پولس کا مسئلہ تو حل ہوگیا لیکن اس باپ پر کیا گذری ہوگی جسے اپنے بےقصور جوان بیٹے کے خلاف موت کے بعد یہ شکایت درج کرانے پر مجبور کیا گیا۔سنجے کی بیوی بچوں نے کیا سوچا ہوگا اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے۔

ماتا کے ساتھ یہ ظلم کیسا؟

گجرات کے علاوہ ہریانہ وہ ریاست ہے جہاں سے گائے کو قومی جانور بنانے کا مطالبہ سامنے آچکا ہے۔اس صوبے کے اندر گاؤکشی کرنے والے کے لیے ۳ سے ۱۰سال کی سزااور ۳۰ہزار سے ایک لاکھ تک کا جرمانہ ہے۔اسی کے ساتھ ہریانہ کی گئو بھکت حکومت نے اپنے صوبے کو دودھ کی پیداوار میں 'نمبر ون' ریاست بنانے کے لئے برازیل سے سانڈوں کو درآمد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کیا گائے کی نسل میں بہتری کرنے کے لیے ہریانہ سرکار کا یہ فیصلہ دیسی سانڈ کی توہین نہیں ہے ؟اس کے علاوہ حکومت نے غیر پیداواری جانوروں کو مرحلہ وار طریقے سے الگ تھلگ کرنے کا کام شروع کردیا ہے یعنی جو گائے دودھ کم دیتی اس کو گاؤشالہ میں بھیجنے فیصلہ کیا گیا ہے۔اپنے مویشیوں کے ساتھ اگر یہی ظالمانہ سلوک کرنا ہو تو کم از کم اس کو گائے ماتا کے نام سے نہیں پکارنا چاہیے۔

گائے کو''ماتا''قرار دینے والوں کا حال

جولوگ گائے کو''ماتا''قرار دینے کے باوجود جب گائے سوکھ جاتی ہے تو ماضی قریب تک مذبح خانہ اور اب آوارہ یا فلاحی اداروں میں چھوڑ آتے ہیں تاکہ چارہ پانی کا بوجھ نہ پڑے،تاریخ گواہ ہے کہ تقسیم سے قبل جب بنگال،آسام،بہاراور دوسرے شہروں میں قحط پڑتا تو کٹر پنتھی ہندو گائے کاٹ کر کھانے والوں میں پیش پیش ہوتے،پھر گاؤ ماتا،گاؤ پوجا اور گاؤ دھرم کی ساری داستانیں دھری کی دھری رہ جاتیں،کسی جادوئی اثر میں آج اگر ہندوستان کی تمام گائین دودھ دینا بند کردیں تو کچھ ہی عرصے میں گاؤکشی جائز بلکہ مقدس قربانی قرار دے دی جائے گی،ہندوہستان پہلے ہی گائیں برامد کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے خصوصا'' مینڈ ھے اور بیل''

گویا جہاں بھی جانور کی پیداواری حیثیت ختم ہوتی ہے وہیں تقدس کے افسانے دم توڑ

دیتے ہیں، پس واضح ہوا کہ معاشی اور مذہبی دونوں دلائل منافقت کی اعلیٰ مثالیں ہیں گاؤ تسکروں (سمگلروں) کی گرفت کے بہانے کمزوروں کے ڈنگر تھیانا کاروبار بن چکا ہے اور پردہ دری کے لئے پراپیگنڈہ عام ہے کہ مسلمان چور، غنڈے، اغوا کار اور قانون شکن ہیں۔ زرتلافی کے لئے ہی گائے کاٹتے اور سمگلنگ کرتے ہیں (یعنی اپنی جان داو پر لگاتے ہیں!)

برازیل گائے کو ماتا مانے بغیر پالنے میں پہلے نمبر پر ہے

دھنگڑ کے مطابق برازیل مویشی پروری اور دودھ کی پیداوار کی ٹیکنالوجی کے لحاظ سے دنیا میں پہلے مقام پر ہے حالانکہ وہاں گائے کو نہ تو ماں کے لقب سے پکارا جاتا ہے اور نہ گائے کشی پر پابندی ہے۔(۱)

ہندوستان دنیا کا سب سے بڑا بیف ایکسپورٹر بن چکا ہے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچہ نہیں ہوتا

ریاست کرناٹک کے کنڑ زبان کے مشہور ومعروف صحافی اور وارتا بھارتی اخبار کے ایڈیٹر برادر محترم عبدالسلام پتی گے کا ایک مضمون بہ عنوان ''بیف سائنس کے اسرار اور گتھو معمہ کا حل''، ماہنامہ زندگی نو نئی دہلی ماہ جون ۲۰۲۵ء کے صفحہ نمبر 48 تا 54 تفصیلاً شائع ہوا عید قرباں 2025ء کی مناسبت سے راقم المضمون متذکرہ بالا مضمون کے چند اہم پیرا گراف وزیر مویشیان (Ministry of Animal Husbandry Central & State Govts) کے علاوہ تاجرین گوشت اور صارفین گوشت کی خدمت عالیہ میں دل خبیر وبصیر کے ساتھ پیش خدمت ہے برائے کرم بغور اور بار بار مضمون ہذا کا مطالعہ فرما کر اسے زبان انگلش کے علاوہ علاقائی زبانوں میں بھی تراجم کروا کر ملک ہند کے تمام وزرائے مویشیان

(۱) بصیرت فیچرس،3/اپریل 2019

اور وزرائے بلدی نظم ونسق کو ارسال فرمائیں تو برسوں سے مسلمانانِ ہند پر ''گاؤکشی اور گوشت خوروں کا جو بے بنیاد اور بکواس قسم کا الزام لگایا گیا ہے اس کا تدارک ہو سکے''۔(۱)

۲۰۲۴ء اور ۲۰۲۵ء میں ہندوستان سے بیف ایکسپورٹ

بہت سے دوسرے شعبوں میں ہندوستان کی خراب کارکردگی پر تنقید کرنے والے ایک شعبے میں ہندوستان کی نمایاں کام یابی کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اور وہ ہے گائے کے گوشت کی برآمدات۔ 2024ء میں ہندوستان نے مختلف ممالک کو 1.57 ملین ٹن حلال بیف برآمد کر کے ایک نیا ریکارڈ قائم کیا، دل چسپ بات یہ ہے کہ ویتنام کے علاوہ ملائیشیا، مصر، انڈونیشیا اور متحدہ عرب امارات کے مسلم اکثریتی ممالک ہندوستان سے گائے کے گوشت کے سب سے زیادہ درآمد کنندگان ہیں، ہندوستان پہلے ہی برازیل کو پیچھے چھوڑ کر دنیا کا سب سے بڑا بیف ایکسپورٹر بن چکا ہے۔ مودی حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد سے ملک نے اس میدان میں نمایاں ترقی کی ہے گائے کا گوشت برآمد کر کے ملک نے کروڑوں ڈالر کا زرمبادلہ بھی کمایا ہے۔

سال ۲۰۱۴ء سے ۲۰۲۵ء تک کا فرق

سال 2014ء کے عام انتخابات کے دوران، گجرات کے اس وقت کے وزیر اعلیٰ نریندر مودی نے، جو بی جے پی کے اِسٹار اِسپیکر تھے، اس وقت کی حکومت کی بیف برآمد کرنے کی پالیسی پر سخت تنقید کی تھی، ان کی کئی تقریروں کا مرکزی موضوع یہی تھا، وہ اس وقت کی کانگریس حکومت کو بیف بیچنے پر تنقید کا نشانہ بناتے تھے اس پس منظر میں، بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ ایک بار جب 2014ء میں بی جے پی اقتدار میں آجائے اور مودی وزیر اعظم بن گئے تو بھارت میں بیف ایکسپورٹ انڈسٹری مکمل طور پر بند ہو جائے گی؛ لیکن

(۱) ادارتی صفحہ روزنامہ منصف حیدرآباد، ازقلم: قاری۔ایم۔ایس خان ٗسینئر جرنلسٹ 9391375008

مودی کے وزیر اعظم بننے کے بعد انھوں نے ملک کے اندر گائے کے ذبیحہ اور گائے کو گوشت کے استعمال کو مکمل طور پر بند کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے جذباتی تقریریں تو کیں؛ لیکن بیرون ملک گائے کے گوشت کی برآمد کے کاروبار کے خلاف کوئی بات نہیں کی، اس سے بھی زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ جب مودی ملک کے وزیر اعظم بنے تو گزرے مالی سال (2013-14) میں 13.66 لاکھ ٹن گائے کا گوشت برآمد کیا گیا تھا، اگلے مالی سال (2014-15) میں جب وہ وزیر اعظم بنے تو گائے کے گوشت کی برآمدات کا حجم نمایاں طور پر بڑھ کر 14.76 لاکھ ٹن ہو گیا۔

3,740.53 ملین کی آمد

درحقیقت سال ۲۰۲۵ء میں بیف کی برآمد کی گئی مقدار پچھلے دس برسوں کے مقابلے میں ایک ریکارڈ تھی، اس سے تقریباً 30 ہزار کروڑ روپے کی آمدنی بھی ہوئی، گذشتہ سال راجیہ سبھا کے رکن پی پی سنیر (سی پی آئی) نے حکومت سے پارلیمنٹ میں بیف کی برآمدات پر 5 مخصوص معلومات مانگی تھیں، مرکزی وزیر تجارت پیوش گوئل کی طرف سے 6 دسمبر 2024ء کو دیے گئے تحریری جواب میں اہم معلومات تھیں کہ ہندوستان نے 2023-24 میں 3,740.53 ملین ڈالر مالیت کا 12.96 لاکھ ٹن بھینس کا گوشت برآمد کیا۔

''لالانا'' کمپنی بیف کی خاطر رشوت دینے والی بڑی کمپنی

سال ۲۰۲۴ء، مارچ میں مقبول یوٹیوبر دھرو راٹھی نے اپنی ایک ویڈیو میں درج ذیل معلومات دی تھیں: انتخابی بانڈز سے متعلق دستاویزات کے مطابق، کمپنی ''لالانا'' جو کہ ہندوستان سے گائے کا گوشت برآمد کرتی ہے، نے 20 لاکھ روپے کا عطیہ دیا، گائے کے محافظ شیوسینا پارٹی کو 2020ء میں پانچ 05 کروڑ روپے اور گائے کی حفاظت کرنے والی بی جے پی کو 02 دو کروڑ روپے کا عطیہ دیا گیا'' لالانا'' کمپنی نے اپنی ویب سائٹ پر خود کو

''حلال بیف''، برآمد کرنے والی دنیا کی سب سے بڑی کمپنی کے طور پر متعارف کرایا ہے۔

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے

یہ تضاد اتنا بڑا تھا کہ اسے چھپانا ممکن نہ تھا، فطری طور پر بہت سارے اعتراضات ابھرنے لگے، کئی حلقوں سے تند وتیز سوالات اٹھنے لگے، سنگھی سرکار نے، جو سیدھے اور اہم سوالات کے الجھے ہوئے جواب دینے میں ماہر ہے، ان سب کو اچھی طرح سنبھالا، اعظم خاں جیسے سماج وادی پارٹی کے لیڈروں نے مودی کا مذاق اڑایا اور حکومت سے بیف ایکسپورٹ پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا، بی جے پی کے اندر کے لیڈر بھی پیچھے نہیں رہے۔

ستمبر 2015ء میں، سبرامنیم سوامی نے وزیراعظم کو ایک خط لکھا، جس میں انھیں یاد دلایا گیا کہ ''حکومت اپنے ایپیڈا ڈپارٹمنٹ کے ذریعے مختلف غذائی مصنوعات کے برآمد کنندگان کو جو 13 قسم کی سبسڈی فراہم کررہی ہے، وہ بیف کے برآمد کنندگان کو بااختیار بنارہی ہیں، انھیں فوری طور پر واپس لیا جانا چاہیے 2014ء میں اپنی انتخابی تقریروں میں، آپ نے پچھلی حکومت کی بیف ایکسپورٹ پر پابندی کی پالیسی کی مذمت کی تھی۔''

فطری سوال پر تضاد بیانی

2016ء میں وزیرخزانہ نرملا سیتا رمن نے اس معاملے پر ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ ملک کی تجارتی پالیسی کے مطابق گائے کے گوشت، بیل اور بیل کے گوشت کی برآمد پر پابندی ہے اور حکومت بیف ایکسپورٹرز کو کوئی سبسیڈی نہیں دے رہی ہے، تو یہ کیا ہے کہ ہندوستان ہر سال اتنی بڑی مقدار میں برآمد کرتا ہے؟ ایک فطری سوال پیدا ہوا، اس کے جواب میں ایک بار پھر مغالطہ آرائی کا سلسلہ شروع ہوا، بھارت کی طرف سے برآمد کیے گئے گائے کے گوشت کو غیر مانوس، مصنوعی نام جیسے کارابیف وغیرہ دیا گیا، جس سے یہ تاثر پیدا ہوا کہ گائے کا گوشت نہیں بلکہ کچھ اور برآمد کیا جارہا ہے، وہ عمل ابھی تک جاری ہے، اگر

بھارت کئی برسوں سے جو گائے کا گوشت برآمد کر رہا ہے وہ گائے کا گوشت نہیں ہے تو پھر مودی اور ان کے انتہا پسندوں کا کیڈر 2014ء کے انتخابات سے پہلے کس بیف کی برآمد کے خلاف احتجاج کر رہا تھا؟ اس سوال کا جواب کسی نے نہیں دیا، سبرامنیم سوامی اکثر گائے سے اپنی محبت اور مودی سے نفرت ظاہر کرتے ہیں، 2017ء میں، انھوں نے ایک پرائیویٹ ممبر کا بل پیش کیا جس میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت کو گائے کی آبادی کے تحفظ اور گائے کی ذبیحہ پر پابندی کو مؤثر طریقے سے نافذ کرنے کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں، سال ۲۰۱۷ء میں پارلیمنٹ میں اس پروگرام میں بحث ہوئی، سماج وادی پارٹی کے رکن جاوید علی خان نے مطالبہ کیا کہ ''حکومت کو چاہیے کہ وہ گائے کو فوری طور پر قومی جانور قرار دے اور اس کے تحفظ اور دیکھ بھال کی ذمہ داری لے، ہندوستان کو دنیا کے ان تمام ممالک سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے چاہئیں جو گوشت کی تجارت کرتے ہیں، اسی طرح کانگریس کے رکن راجیو شکلا نے پوچھا، بی جے پی گائے کے ذبیحہ کے معاملے پر گوا کے وزیر اعلیٰ منوہر پاریکر جو خود بی جے پی کے ہیں ان سے بات کیوں نہیں کر رہی ہے؟ اس بحث سے چند دن پہلے پاریکر نے گوا میں گاؤرکھشکوں کے مظالم کو مذمت کی تھی اور کہا تھا کہ وہ گوشت کے تاجروں کو تحفظ اور مدد فراہم کریں گے، آخر کار سبرامنیم سوامی نے اپنا بل واپس لے لیا۔

سبرامنیم سوامی کی ہوشیاری یا بے شرمی

اسی سال (2018ء) میں، مشہور فلم آرٹسٹ پرکاش راج اور سبرامنیم سوامی کے درمیان 'ٹائمز ناؤ' ٹی وی چینل پر ایک بحث ہوئی، بحث کے دوران، سوامی نے گائے کی عظمت، اکثریت کے جذبات، گائے کے ذبح کرنے پر پابندی کے قانون وغیرہ کے بارے میں تفصیل سے بات کی، اس دوران، پرکاش راج نے طنز کرتے ہوئے کہا، ''یہ سب آپ کی سیاست ہے، آپ کو میگھالیہ میں گائے کے گوشت کے کاروبار سے کوئی مسئلہ نہیں''، ان کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی، سوامی نے سہولت کی سائنس کا سہارا لیا اور کہا، ''دیکھیے،

آپ کو ایک بات سمجھنی چاہیے، گایوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں، ایک ہے بوس انڈیکس، یہ ہمارے ہندوستانیوں کی گائے ہے، میگھالیہ والی گائے بوس انڈیکس نہیں ہے، وہ بوس ٹورس ہے، آپ اسے جتنا چاہیے کھا سکتے ہیں۔"(۱)

تحفظِ گائے سے متعلق پانچ اہم معروضات

(۱) گائے کیا ہے؟ کیا نہیں ہے؟ گائے کی کون سی خاص نسل مذہبی نقطہ نظر سے مقدس ہے؟ کون سے جانور مقدس کے لقب کے مستحق ہیں یا نہیں ہیں؟ ایسے معاملات پر باضابطہ طور پر ایک واضح، اتفاق رائے پر مبنی موقف اختیار کیا جانا چاہیے اور اس موقف کو پورے معاشرے تک پہنچایا جانا چاہیے۔ اس طرح مویشیوں کے ایک بڑے گروہ کو پاکیزگی کے بوجھ سے آزاد کیا جائے اور معاشرے میں ایک بڑی غیر ضروری الجھن کو ختم کیا جائے۔

(۲) وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ" گائے میں صرف باس انڈیکس ہی ہمارے لیے مقدس ہے، اور کوئی بھی باس ٹورس گائے کو جتنا چاہے کھا سکتا ہے"، انھیں یہ سرکاری پالیسی بنانی چاہیے اور اس پالیسی کو معاشرے میں اچھی طرح متعارف کرانا چاہیے۔ گائے کی مقدس نسل باس انڈیکس کے تحفظ کے لیے سخت قوانین بنائے جائیں اور ان پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے، جب باس انڈیکس گائے ان کا مالکان کے لیے بیکار ہو جائیں تو حکومت کو چیاہیے کہ وہ انھیں ان کے مالکان سے مناسب قیمت پر خریدے اور انھیں مناسب پناہ گاہ فراہم کرے، تاہم، باس ٹورس گایوں، بھینسوں اور دیگر جانوروں کو پالنے، اور بیچنے کے لیے مفت کھلا ماحول فراہم کرے، گایوں کے محافظ بن کر راستوں میں چوکی داری کرنے والی مسلح ٹولیوں میں اتنی بیداری پیدا کرنی چاہیے کہ وہ مقدس اور غیر مقدس گایوں میں تمیز کر سکیں۔

(۳) آج کل ہندوستان سے بیرونی ممالک کو 'بیف' وافر مقدار میں برآمد کیا جا رہا ہے، اسے مقامی بازاروں میں بھی اتنا ہی وافر مقدار میں دستیاب ہونا چاہیے۔ موجودہ بیف

(۱) ادارتی صفحہ روزنامہ منصف حیدرآباد، از قلم: قاری۔ایم۔ایس خان' سینئر جرنلسٹ 9391375008

مارکیٹ کی ترقی اورتوسیع کے لیے حکومت کو ہر قسم کی مدد اور حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

(۴) آج مارکیٹ میں مٹن کے گوشت کی قیمت فی کلو 700 روپے ہے۔ بڑے جانور کے گوشت کی قیمت صرف 225 روپے ہے۔ غریب قدرتی طور پر بڑے جانور کا گوشت صرف اس وجہ سے پسند کرتے ہیں کہ یہ سستا ہے۔ مٹن کا گوشت ان کی پہلی ترجیح ہے اگر یہ مناسب قیمت پر دستیاب ہو۔ اگر حکومت واقعی گائے کے گوشت کے استعمال کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتی ہے تو وہ مٹن کو سبسڈی دے اور زیادہ بھیڑوں اور بکریوں کی فارمنگ کی حوصلہ افزائی کرے، تاکہ وہ کم قیمت پر لوگوں کو دستیاب ہو، تاکہ کسی کو گائے کا گوشت تلاش کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔

(۵) کسی بھی جاندار کی تعداد صرف اس لیے کم نہیں ہوتی کہ لوگ اسے بطور خوراک استعمال کرتے ہیں۔ آج پوری دنیا میں چکن مٹن یا گائے کے گوشت سے سینکڑوں گنا زیادہ مقدار میں فروخت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چکن دنیا سے غائب نہیں ہوا ہے۔ درحقیقت ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ جوں جوں کسی چیز کا استعمال بڑھتا ہے، اس کی دستیابی بڑھانے کے انتظامات کیے جاتے ہیں۔ اس لیے اگر 'بوس ٹورس' کی نسل کے مویشیوں کے ساتھ ساتھ بھینسوں وغیرہ کو خوراک کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی جائے تو ان کی نسلیں معدوم ہونے کے بجائے پروان چڑھیں گی۔ فی زمانہ ہمارے ملک ہند کے علاوہ ساری دنیا میں تعصبیت کے علاوہ حاسدین، مفسدین، منافیقین، جابرین، ظالمین اور کاذبین و نیز جانب دار، شخصیت اور پارٹی پرست وحرام خوروں اور قربانی مافیا کی چوطرف بھرمار ہو چکی ہے اور پچھلے دو دہائیوں سے ملک ہند میں مثالی اور پیکر مجسم ایثار وقرباں مسلمانوں کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے اور منصوبہ بند طریقوں سے ٹرینوں میں بازاروں میں اور تفریح گاہوں وغیرہ وغیرہ پر بندوق کی گولیوں سے بھون دیا جارہا ہے اور مسلمانوں کو ہی غدار وطن بھی قرار دیا جارہا ہے جو کہ سراسر وصد فیصد بے بنیاد بکواس اور پاگل کی بڑ کے سوا کچھ بھی نہیں بقول ملک ہند کے بین الاقوامی شہرت یافتہ مرحوم وفلمی شاعر ساحر لدھیانوی کہ

ہمیں سے رنگ گلستاں ہمیں سے رنگ بہار ہمیں کو نظم گلستاں پہ اختیار نہیں

المختصر وحاصل کلام وبقول شاعر نامعلوم کہ

جو اعتماد کو اک بار ٹھیس پہنچادے اُس آدمی کا دوبارہ نہ اعتماد کرو

گائے کی قربانی کا ترک فقہ کی روشنی میں

گائے کا ذبیحہ اسلامی نقطۂ نظر سے

اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اللہ تعالے پوری کائنات کا خالق ہے اور وہی ان کے نفع و نقصان اور منفعتوں اور مضرتوں سے پوری طرح آگاہ ہے، اس لیے کسی شئی کو حلال یا حرام قرار دینا اللہ تعالی ہی کا حق ہے : ''ان الامر کله لله''(۱) ایک اور موقع پر ارشاد ہوا کہ کسی چیز کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق صرف اللہ تعالی ہی کو ہے: ''ان الحکم الا لله''(۲) یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اس کا حق نہیں دیا گیا کہ آپ ﷺ اپنے طور پر کسی حلال کو حرام یا کسی حرام کو حلال کر دیں(۳)، اس لیے گائے یا کسی جانور کو (جسے شریعت میں حلال کیا گیا ہو) مسلمان اپنے طور پر حرام کا درجہ نہیں دے سکتا، جب کہ قربانی نے صراحۃً گائے کے حلال ہونے کا ذکر کیا ہے۔(۴)

حلت و حرمت کے اختیارات میں دخل اندازی

اگر کوئی شخص یا کوئی قوم حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرنے کا مرتکب ہو، تو دراصل وہ خدا کے حقوق و اختیارات میں دخل دینے کی کوشش کرتا ہے، اسی لیے جیسے انسان کے لیے کسی حلال کو حرام کرنا جائز نہیں، ویسے ہی کسی حرام کو حلال کرنا بھی درست نہیں، حضرت عبداللہ بن سلامؓ پہلے یہودی تھے، یہودیوں میں یہ غلط فہمی تھی کہ اونٹ کا گوشت حرام ہے، اس لیے انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہیں کہ ہم اسلام کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بھی بچیں اور شریعت موسی میں حرام کی گئی چیزوں سے بھی، اسی موقع پر ارشاد ربانی: ''یا ایها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة و لا تتبعوا خطوات

---

(۱) آل عمران: ۱۵۴

(۲) یوسف: ۴۰

(۳) التحریم: ۱

(۴) انعام: ۱۴۴

الشیطان‘‘(۱)’’اے مسلمانو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو‘‘ نازل ہوئی، یعنی اسلام میں داخل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ شریعت اسلامی کی پوری پوری اتباع ہو، نہ یہ کہ کسی مسئلہ میں اس شریعت پر عمل کیا جائے اور کسی مسئلہ میں سابقہ شریعت پر؛ لہذا مسلمانوں کے لیے اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ اسلام میں حرام کی ہوئی چیزوں کے ساتھ ساتھ دوسرے مذاہب میں حرام تصور کی جانے والی اشیاء کو بھی حرام کا درجہ دے دیں، کیوں کہ اس کا رشتہ عقیدۂ ایمان سے جڑا ہوا ہے۔

گائے کی قربانی ترک کر دیں تو کیا حرج ہے؟

بعض بھولے لوگوں کو اس میں لغزش ہوگئی وہ کہتے ہیں کہ قربانی واجب ہے خواہ بکری کی ہو یا گائے کی، پھر کیا ضرورت کہ (گائے کی قربانی کر کے باہم اختلاف کیا جائے) لہذا گائے کی قربانی چھوڑ دینا چاہئیے، بکری کی کرلیا کریں بظاہر تو یہ رائے بہت مناسب ہے، لیکن غور کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ بالکل لچر اور کمزور بات ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ گائے کی قربانی ترک کرنا دوسری قوم کے نزدیک مذہبی امر کی وجہ سے ہے یا ملکی مصلحت کی وجہ سے؟ تو واقع میں ان کے یہاں (یعنی گائے کی قربانی نہ کرنا) مذہب کا جزء ہے پس اس وقت ہمارا ترک کرنا کفر کی رعایت کرنا ہے اس لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔(۲)

حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ جو پہلے علماء یہود تھے اور اس (یہودی) مذہب میں ہفتہ (سنیچر) کا روز معظم تھا اور اونٹ کا گوشت حرام تھا، ان صاحبوں کو اسلام لانے کے بعد خیال ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں ہفتہ کی تعظیم واجب تھی اور شریعت محمدیہ میں اس کی بے تعظیمی (و بے ادبی) واجب نہیں۔ اسی طرح شریعت موسویہ میں اونٹ کا گوشت کھانا

(۱) البقرہ: ۲۰۸

(۲) الضحایا،سنت ابراہیم،ص: ۱۶۰

حرام تھا، اور شریعت محمدیہ میں اس کا کھانا فرض نہیں، سو اگر ہم بدستور ہفتہ کی تعظیم کرتے رہیں اور اونٹ کا گوشت حلال عقیدہ رکھنے کے باجود صرف عملاً ترک کر دیں تو شریعت موسویہ کی بھی رعایت ہو جائے، اور شریعت محمدیہ کے خلاف نہ ہو، اور اس میں خدا تعالیٰ کی زیادہ اطاعت اور دین کی زیادہ رعایت معلوم ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس خیال کی اصلاح اس آیت میں اہتمام سے فرماتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ اسلام کامل فرض ہے اور اس کا کامل ہونا اس وقت ہوگا کہ جو امر اسلام میں قابل رعایت نہ ہو اسکی رعایت دین ہونے کی نیت سے نہ کی جائے اور ایسے امر کو دین سمجھنا یہ ایک شیطانی لغزش ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے۔

"یاایھاالذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو ومبین فان زللتم من بعد ماجاء تکم البینۃ فاعلموا ان اللہ عزیز حکیم"(۱)

(ترجمہ) اے ایمان والوں اسلام میں پورے پورے داخل ہو یہ نہیں کہ کچھ کچھ یہودیت کی بھی رعایت کرو، اور ایسے خیالات میں پڑ کر شیطان کے قدم بہ قدم مت چلو، واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے کہ ایسی پٹی پڑھا دیتا ہے کہ ظاہر میں تو سراسر دین معلوم ہوا اور حقیقت میں بالکل دین کے خلاف، پھر اگر تم بعد اس کے تم کو واضح دلیلیں احکام، وشرائع اسلام کی پہنچ چکی ہیں پھر بھی صراط مستقیم (سیدھی راہ) سے لغزش کرنے لگو تو یقین کر رکھو کہ تو اس سے دھوکہ مت کھانا کیونکہ وہ حکمت والے بھی ہیں کسی حکمت ومصلحت سے کبھی سزا میں دیر بھی کر دیتے ہیں۔(۲)

گائے قربانی کے ترک پر عامیانہ استدلال

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "ایک صاحب نے آیت" لا تسبو

(۱) بقرۃ، رکوع: ۹

(۲) بیان القرآن، جلد: ا، ص: ۱۱۸

الذین یدعون من دون اللہ" سے گاؤکشی کی حرمت پر استدلال کیا تھا کہ گائے اُن کا معبود ہے اور ذبح کرنے میں ان کے معبود کی اہانت اور بے ادبی ہے اور اس کو آیت میں منع فرمایا گیا ہے یہ استدلالات ہیں زمانہ شورش کے لاحول و لا قوۃ اللہ باللہ اسی طرح صلح حدیبیہ کے واقعے سے استدلال کیا گیا تھا کہ حضور ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھوانا چاہا تو مشرکین نے اس کے لکھے جانے سے انکار کیا۔ آپ نے اُن کی اس درخواست کو منظور فرما کر بسمک اللھم لکھوایا، پھر حضور ﷺ نے محمد رسول اللہ لکھوانا چاہا تو انہوں نے محمد رسول اللہ کے لکھے جانے سے بھی انکار کیا تو آپ ﷺ نے محمد بن عبد اللہ اسکی جگہ لکھوایا معلوم ہوا کہ صلح کے لیے شعائر اسلام کو بھی چھوڑنا جائز ہے"۔

"میں اس کے متعلق ایک موٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں اس لیے کہ باریک بات تو علماء جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ دنیا جانتی ہے اور ہر شخص کو یہ بات معلوم ہے کہ جب دو قوموں میں صلح ہوتی ہے۔ اور صلح نامہ لکھا جاتا ہے۔ تو صلح نامہ فریقین کی طرف منسوب ہوتا ہے اور اس صلح نامہ میں وہی مضمون لکھا جاتا ہے جو دونوں فریق کے مسلمات سے ہو، اس میں کوئی ایسی بات نہیں لکھی جاتی جو فریقین کو تسلیم نہ ہو، جب یہ حقیقت ہے تو اب سنیے کہ! جس صلح نامہ پر حضور صلی ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور محمد رسول اللہ ﷺ لکھوانا چاہا تھا اس کے ساتھ صرف مسلمانوں ہی کا تعلق نہ تھا؛ بلکہ مشرکین مکہ بھی اس سے تعلق رکھتے تھے یعنی وہ دونوں کی طرف منسوب تھا اور دونوں ہی کے اُس پر دستخط ہوتے ہیں اور جیسا کہ اس میں یہ بات قابل لحاظ تھی کہ اس میں کوئی بات مسلمانوں کے خیالات کے خلاف نہ ہو اسی طرح یہ بات بھی قابل رعایت تھی کو اس صلح نامہ کا ہر مضمون خصم (مخالف) کو بھی تسلیم ہو اسی وجہ سے جب حضور ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم اور محمد رسول اللہ لکھوانا چاہا تو مشرکین اور کفار مکہ نے صلح نامہ میں اس کا لکھا جانا منظور نہ کیا اور انکار سے مطلب یہ تھا کہ صلح نامہ جس طرح مسلمانوں کی طرف منسوب ہوگا اسی طرح ہماری طرف منسوب کیا جائے گا اور جس طرح مسلمانوں کے دستخط اس پر ہوں کے اسی طرح ہم کو بھی دستخط کرنے ہوں گے اس لیے

صلحنامہ میں ایسے الفاظ نہ ہونے چاہئیں جس کے قبول کرنے سے ہم کو انکار ہے؛ کیونکہ ایسے الفاظ ہوتے ہوئے ہمارے اس پر دستخط کیسے ہوں گے کفار مکہ کو فریق ہونے کی حیثیت سے صلحنامہ کے مضمون میں دخل دینے کا حق حاصل تھا اور بسمک اللھم اور محمد بن عبداللہ کا لکھا جانا مسلمانوں کے کسی خیال کے خلاف نہ تھا اس وجہ سے حضور ﷺ نے ان کی اس درخواست کو منظور فرمالیا اور وہی الفاظ اور مضمون صلحنامہ میں درج کرائے جو ہر دو فریق کے متفق علیہ تھے اور جن الفاظ پر فریقین کو دستخط کر دینے آسان تھے، اب اس کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد بتلائیے کہ کیا اس سے یہ استدلال صحیح ہوسکتا ہے کہ صلح کے لیے اصول مذہب کے ترک کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ **نعوذ باللہ استغفر اللہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔**

اسی کے سلسہ میں فرمایا کہ ایک مولوی حبیب احمد صاحب نے ایک خوش مزاج عالم سے نقل کیا کہ متبحر کی دو قسمیں ہیں ایک کدو متبحر اور ایک مچھلی متبحر کدو متبحر کہ کدو کی طرح تمام دریا پر تیرتا پھرتا ہے مگر او پر ہی او پر اور اندر رسائی نہیں اور ایک مچھلی متبحر کہ عمق میں پہنچی ہے۔ واقعی مثال بے نظیر ہے ہمارے بزرگوں کے مضامین میں طول وعرض تو ہوتا نہیں مگر مثل مچھلی کے عمق اور گہرائی پر پہنچتے ہیں اور حقیقت کا انکشاف فرما دیتے ہیں بخلاف سطحی نظر والوں کے کدو متبحر ہیں۔ او پر او پر پھرتے ہیں حقیقت سے بالکل بے خبر اور نا آشنا ہوتے ہیں۔(۱)

اتحاد کی وجہ سے گائے کی قربانی ترک کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندوؤں کو خوش کرنے اور اتفاق پیدا کرنے کے خیال سے گائے کی قربانی یا روزمرہ کے لئے گائے کا ذبح بند کر دینا کیسا ہے؟ ہندوستان کی حالت ملاحظہ فرماتے ہوئے شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

---

(۱) الافاضات الیومیہ: ۱/ ۱۹

الجواب : محض ہندوؤں سے اتفاق پیدا کرنے اوران کوخوش کرنے کے لئے گائے کی قربانی کوموقوف کردینااورہمیشہ کے لئے گائے کی قربانی کا گوشت چھوڑ دینا درست نہیں، اس لئےکہ گائے کا ذبح کرنا شعائر اسلام سے ہے،اورگائے کاذبح نہ کرنااس کے گوشت سے مذہبی حیثیت سے نفرت کرنا شعائرکفر سے ہے،اسلامی شعائر کو چھوڑ کرکفر کے شعائر کو اختیار کرنا،اوراس خیال سے خود ذبح کو چھوڑ دینااورکسی کوترغیب نہ دینا بلکہ ترک کی رغبت دلانا کہ مخالفین اسلام خوش رہیں،یہ مدارات ناجائز اور مداہنت فی الدین ہے، ہماری شریعت مطہرہ نے ہرگز اس کی اجازت نہیں دی ہے۔"یحلفون الله لکم لیر ضو کم "میں تصریح ہےکہ اللہ ورسول کو ناراض کرکے جب مسلمانوں کو راضی کرنا بھی موجب عقاب وعتاب ہےتو اللہ ورسول ﷺ کو ناراض کرکے کافروں کو راضی کرنا توکس طرح موجب عتاب نہ ہوگا اس امرکومعمولی نہ سمجھیں۔(۱)

کہیں مسلمانوں میں گائے کا تقدّس نہ پیدا ہوجائے

جس ملک میں گائے کی پوجا نہ ہوتی ہواورگائےکومعبودوں میں شامل نہ کیا گیا ہواور اس کےتقدس کا بھی عقیدہ نہ پایا جاتا ہو وہاں تو گائے کی قربانی ایک جائزفعل ہےجس کو اگر نہ کیا جائےتو کوئی مضائقہ نہیں ہےلیکن جہاں گائے معبود ہواورتقدس کا مقام رکھتی ہو وہاں تو گائے کی قربانی کا حکم ہے جیسا کہ بنی اسرائیل کوحکم دیا گیا تھا۔اگرایسے ملک میں کچھ مدت تک مسلمان مصلحتاً گائے کی قربانی ترک کردیں اورگائے کا گوشت بھی نہ کھائیں تو یہ یقینی خطرہ ہےکہ آئندہ اپنی ہمسایہ قوموں کے گاؤ پرستانہ عقائد سے وہ متاثر ہوجائیں گےاورگائے کےتقدس کااثران کےقلوب میں اسی طرح بیٹھ جائے گا جس طرح مصرکی گاؤ پرست آبادی میں رہتے رہتے بنی اسرائیل کا حال ہوا تھا۔(۲)

---

(۱)امدادالفتاویٰ جلد : ۳،ص :۵۹۵،تا۵۷۶

(۲)رسائل ومسائل:۱/۱۳۶،بحوالہ:محدث فورم،تاریخ آغاز اپریل21، 2017

حاصل یہ کہ ’’اس ملک کے اندر تو گائے کا ذبح کرنا ایک اسلام کی علامت اور شعار بن چکا ہے، قانون کی خلاف ورزی نہیں چاہئے، سرکاری ضابطہ کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہیے، اگر کہیں پر گاؤکشی پر پابندی لگ چکی ہے قانون کا احترام ہو؛ لیکن قانونی حدود میں رہتے ہوئے اس قانون کے خلاف شریعت کے تحفظ کے لئے مسلمانوں کی جان بچاتے ہوئے ملک کو فسادات کی طرف دھکیلنے سے روکتے ہوئے قانونی کوشش جاری رکھنی چاہیے، تاکہ مسلمانوں کو گائے کی قربانی کا موقع ملتا رہے، اور غریب مسلمان اس کے ذریعہ اپنے واجب کو ادا کر لے، یا اس سنت کو ادا کرلے، اس کا موقع اسے ملتا رہے اس کی کوشش جاری رہنی چاہئے۔(۱)

فتنہ کے ڈر سے گائے کی قربانی ترک کرنا

موجودہ حالات میں جہاں مسلمانوں پر گائے ذبح کرنے یا گائے کا گوشت پائے جانے پر جان خطرح میں پڑ جاتی ہے تو کیا گائے کی قربانی کا ترک جان بچانے کی غرض سے درست ہے؟ گائے کی قربانی کرنا اسلام میں بلا شبہ جائز ہے، اور اس کی قربانی پر پابندی محض ظلم ہے؛ لیکن اگر کسی جگہ ملکی قانون کی خلاف ورزی سے فتنہ کے اندیشہ کی وجہ سے گائے کی قربانی سے احتراز کیا جائے تو یہ جائز ہے۔

”مایؤدی إلی الشر شر“(۲)”أن الھاعة إذا أدت إلی معصیة راجحة وجب ترکھا لأن مایؤدی إلی الشر شر“(۳)

اسلامی حکومت کا حلال جانور کے ذبح پر پابندی لگانا

اگر کوئی اسلامی حکومت حلال جانوروں کے شرعاً حلال ہونے کا انکار نہ کرے، بلکہ ان

---

(۱) مسنون غذائیں؛ مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی، مفتی منیر صاحب قاسمی

(۲) روح المعانی: ۷/ ۲۵۲، الانعام: ۱۰۸، مستفاد: فتاویٰ محمودیہ: ۱۷/ ۳۳۹، امداد الاحکام: ۴/ ۱۹۱۔ ۱۹۳

(۳) تفسیر مظہری: ۳/ ۲۸۶

کی حلّت کو اقرار کرتے ہوئے کسی صحیح وقتی ضرورت کے تحت وقتی طور پر ان کے ذبح یا استعمال کرنے پر پابندی عائد کردے تو اس کی اجازت ہے، لیکن حلال وحرام یا ابدی طور پر ناجائز قرار دینا کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔(۱)

قانوناً ممنوع ہونے کے باوجود گائے کی قربانی

اگر کسی جگہ کے ذبح پر قانوناً پابندی ہو پھر بھی قربانی میں گائے ذبح کرلی جائے تو یہ قربانی شرعاً درست ہے اور اس کے گوشت کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے (کیوں کہ گائے پر پابندی کا حکم شرعی نہیں ہے اور وہ فی نفسہ حلال جانور ہے جو کسی قانون کی وجہ سے حرام نہیں ہوسکتا)(۲)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ ''یہی حکم اس صورت میں بھی ہے، جب واجب قربانی کے ادا کرنے میں قانونی رکاوٹ ہو، اور اس رکاوٹ کو دور کرنا ممکن نہ ہو تو ۱۲/ ذوالحجہ کے بعد اس کی قیمت صدقہ کردی جائے''۔

مسلمانان ہند سے گذارش

مسلمانان ہند کے ہر سطح کے رہنماؤں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام میں اصلی چیز دعوت کو پیش کرنا ہے۔ دعوت کیلئے ماحول اور فضا ساز گار ہونی چاہیے جب انسانی عقلوں پر تالے پڑ جائیں اور بداخلاقی کا جزام عین صحت قرار دیا جائے اور کسی اقتصادی غلطی کو درست کرنے کیلئے حکومتیں اپنی اپنی سطح پر سچ اور جھوٹ کا معجون مرکب بنی ہوئی ہوں اور کوئی نہ ختم ہونے والی داستان اہل ایمان کو وقت کی رفتار میں الجھائے ہوئے ہو تب ایسے موقع پر جذباتی ہیجان یا نعرے بازی یا حقوق طلبی کا کوئی مظاہرہ بھی صاحب دعوت امت کیلئے مفید

---

(۱) فتاوی عثمانی: ۳۸/۴

(۲) فتاویٰ محمودیہ: ۳۴۵/۱۷، کتاب المسائل: ۳۱۱/۲

نہیں ہوسکتا۔ایسے تمام مواقع پر ایک طرف گہری نظراور دوسری جانب بغیر کسی ذہنی انتشار کے صبر وسکون اور برداشت کا ماحول بنارہے اور ہر ہر موقع پر اللہ کی پناہ اوراس کی حفاظت کے سائے میں جگہ پانے کے لئے مومن برابر کوشش کرتا رہے۔اور الجھن میں ڈالنے والی شیطان کی ہر چھیڑ چھاڑ کو پوری طرح ناکام بناڈالے۔

کیا یہ عقلمندی یا سوجھ بوجھ کی بات ہوسکتی ہے کہ گائے کا گوشت استعمال کرنے والے اس سے اقتصادی نفع اٹھانے والے تیس کروڑ سے اوپر لوگ ہیں۔ان کے ساتھ حکومت کے لوگ بھی ہواور اِدھر پورے ملک میں چندلاکھ مسلمان وہ بھی حلال کے دائرے میں رہ کر گائے کے گوشت کی بہت چھوٹی سی مقدار صرف پیٹ بھرنے کے لئے استعمال کرتے ہوں وہ ان لوگوں سے الجھ کر اپنا سر پھڑ وائیں جو گائے کے تقدس کا عقیدہ رکھتے ہوں؟ بابا یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہاں کا فہم اورکیسی بصیرت ہے' سر پھڑ والینا تو بہت معمولی بات ہے یہ مسئلہ جب خطرناک رُخ اختیار کرلیتا ہے تو عبادت گاہیں جلائے جانے کی دوکانوں مکانوں اورکھیت کھلیانوں کے تباہ وبرباد ہونے کی حتیٰ کہ بے گناہ عورتوں کی عصمت دری اور معصوم بچوں کے قتل وخون خرابے تک کی نوبت آجاتی ہے۔

اور یہ تمام بھگتنا صرف مسلمانوں کے علاوہ گائے کا گوشت کھانے میں ایک طویل فہرست ان قوموں کی ہے جن کااوپر ذکر کیا جاچکا۔کیا ان قوموں پر جوکہ خاصی تعداد میں گائے کا گوشت استعمال کرتی ہیں۔کوئی ایسی بھیانک مصیبت آتی ہے جومصیبت مسلمان اب تک جھیلتے رہے ہیں۔پھر تو یوں کہنا چاہیے کہ کرے کون اور بھرے کون والی کہاوت یہاں مسلمانوں پر چسپاں ہوگئی۔مسلمانان ہند کو قرآن مجید کی حسب ذیل آیات کو بھی ہمیشہ اپنے دھیان میں رکھنا چاہیے جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ۔

> **"ادفع بالتی هی احسن فاذا لذی بینک وبینه عدا وة کا نه ولی حمیم وما یلقها الا الذین صبروا وما یلقها الا ذو حظ عظیم"(حم السجده)**

من مٹاؤ اور اگر ایسا بگاڑ کے مواقع آنے پر بھلائی سے اور حسن سلوک سے اس وقت کو ٹال دو اگر ایسا کرسکو تو اس کا نتیجہ یہ دیکھ لو گے کہ جس شخص کے اور تمہارے درمیان دشمنی چل رہی تھی وہ گاڑھی دوستی میں تبدیل ہو جائے گی لیکن خوب سمجھ لو کہ یہ کام وہی لوگ کرسکتے ہیں جو صابر ہو کر جی کو تھامنے والے ہوں اور یہ کام انہی لوگوں کے ذریعہ انجام پاسکتا ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں ۔(۱)

اس موقع پر اپنے برادران ملت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ مسئلہ ذبیحہ گاؤ پر کسی جھنجھلاہٹ کا وہ شکار نہ ہوں غیض وغضب میں مبتلا ہو کر حقوق طلبی کی تحریک نہ لائیں بلکہ حالات کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے اس الجھن بھرے ماحول سے نکل آئیں اور اپنے رحم دل ہندو بھائیوں سے برادرانہ اور دوستانہ تعلقات پیدا کر کے جب کبھی ضرورت ہو اس مسئلہ کا اصل حل مسلمانانِ ہند کو گاؤ کشی کا اشتہاری مجرم بنانے سے ہرگز نہیں نکل سکے گا۔ بلکہ اصل مجرموں کی تلاش اور صحیح سمت میں نشاندہی کر کے اپنی رہنمائی میں ماحول تیار کریں۔

بے مقصد بحث اور مضامین کی فضل تکرار سے پرہیز کریں۔ یہ مسئلہ سال دو سال میں دو ایک مرتبہ اپنا سر اٹھا تا ہی رہتا ہے۔ سمجھدار پڑھے لکھے مسلمان اور سنجیدہ علمائے کرام ایسے مواقع پر حالات کا گہرا مشاہدہ کریں اور کوشش کر کے کسی بھی ان معاملات کو جو شیلے مسلمانوں کے ہاتھ میں نہ جانے دیں بس حالات کو درست کرنے کے لئے اس مسئلہ سے خاموش دوری بلکہ علانیہ دوری اختیار کرنا مناسب ہے۔ ۳۰ کروڑ انسان جس غذا کو کھانے کا جائز جرم کرتے ہوں اس جائز جرم کی سزا صرف مسلمان اکیلے کیوں بھگتیں؟ قرآن مجید نے کیا خوب بات کہی کہ کھنچاؤ تناؤ اور اشتعال کے مواقع پر بھلی بات کہہ کر ہی الجھن بھرے ماحول سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔(۲)

(۱) گائے کا قاتل کون اور الزام کس پر صفحہ: ۶۴

(۲) گائے کا قاتل کون اور الزام کس پر صفحہ: ۶۳

برادرانِ وطن سے اپیل

اس ملک میں مسلمانوں کو چھوڑ کر دیگر اقوام جو گائے کا گوشت کھاتی ہیں؛ خواہ حلال ہو یا مردار ان کی تعداد کروڑوں سے اوپر ہے؛ پھر گائے کا چمڑے استعمال کرنے والے، جوتے کا کارخانہ چلانے والے، گوشت اور چمڑے کا اکسپورٹ کرنے والے عالمگیری پیمانہ پر اس تجارت سے کروڑوں اربوں کے وارے نیارے کرنے والے ہمارے مرکز اور صوبوں کی وہ حکومتیں جو گائے کا گوشت گائے کا چمڑا، اور گائے کی چربی سے اربوں کھربوں روپیہ حاصل کرتی ہو اور عالمی پیمانہ پر کھربوں روپے کی تجارت کا سہارا محض ہندوستانی گائے ہو۔ جس مذہب کے لوگ سانپ کو دودھ پلانے میں نیکی سمجھتے ہوں وہ گائے کے مسئلہ پر مسلمانوں کا قتلِ عام کریں گے، عقل سے بالاتر ہے، لیکن غلط فہمی، اشتعال انگیزی، غیض و غضب اور صدیوں کے مغالطہ کی وجہ سے فرقہ وارانہ فساد کا آتشی لاوا پھوٹ جاتا ہے، ہندوستانی مسلمان ہندوستان ہی کی مٹی سے بنے ہیں، اس مٹی میں وہ دفن ہوتے ہیں، ان کی آبرو ہندوستان کی آبرو، ان کی عزت ہندوستان کی عزت، ان کی ترقی ہندوستان کی ترقی ہے، ایسا ماننے سے کون انکار کرسکتا ہے؟ مگر جب ماحول غلط فہمی کا شکار ہوجائے، سیاسی ڈاکہ گری کرنے والے جب اپنا کرتب دکھانے لگے اور اخبار والے فرقہ پرستی کا زہر اگلنے لگیں تو ان حالات میں کوئی معمولی واقعہ بھی ہزاروں انسانوں کے فنا کے گھاٹ اتر جانے کے لیے کافی ہوتا ہے، بھارت میں ''تحفظ گائے'' کے لیے جو تنظیمیں کام کررہی ہیں ان سے درخواست ہے کہ وہ ملک گیر سطح پر ایک سیمینار بلوائیں تو اس سے بھی زیادہ چونکا دینے والی معلومات اور ''گائے کے قتل'' کے بارے میں بے شمار خبریں آپ کو مل جائیں گی اور حقیقت مزید آشکار ہوجائے گی؛ بہر حال مسلمان ہمیشہ گائے سے دور بھاگتے رہے، مگر گائے ہے کہ انہیں کے گلے باندھی جارہی ہے تو کوئی کیا کرے؟ اگر سماج کے سمجھدار عناصر بھی سچ کو سچ ماننے کو تیار نہ ہوں تو پھر یہی کہا جاسکتا ہے۔

؎ نرالی ہے عدالت مدعی خود جس کے قاضی ہیں
یہاں جو بے خطا نکلے اسے چھوڑا نہیں جاتا

ایسے موقع پر جب کہ گائے کشی کے نام تمام پہلو نمایاں اور بے نقاب ہو کر آ گئے اور علم الحساب کی دنیا میں آنکڑے اور عدد جمع کرنے پر آسانی سے معلوم ہوا کہ اس ملک میں مسلمانوں کو چھوڑ کر دوسرے جو لوگ گائے کا گوشت کھاتے ہیں چاہے حلال ہو چاہے مردار ہو، ان کی تعداد کروڑوں سے اوپر ہے پھر گائے کا چمڑا استعمال کرنے والے جوتے کے کار خانے چلانے والے، کاف لیدر جو خاص اس زندہ بچھڑے کا چمڑا ہوتا ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں پرورش پا رہا ہو اس کے بیوپاری، گائے کا گوشت اور چمڑا کا کاروبار کرنے والے عالمگیر پیمانے پر اس تجارت سے کروڑوں اربوں رپیوں کے وارے نیارے کرنے والے، ہمارے مرکز اور صوبوں کی حکومتیں جو گائے کا گوشت گائے کا چمڑا اور گائے کی چربی سے اربوں کھربوں روپوں کی مالیت حاصل کرتی ہیں۔

کلکتہ، بمبئی اور مدراس کی بندگاہوں سے عالمی پیمانے پر کھربوں روپے کی تجارت کا سہارا محض ہندوستانی گائے ہے ان سب حقائق کے سامنے آجانے کے بعد ذبیحۂ گاؤ پر ہمارے، امن پسند ہندو بھائیوں کا صرف مسلمانوں سے ناراض ہو جانا سمجھ میں آنے والی بات نہیں ہے۔(۱)

حکومتِ ہند سے درخواست

آج جہاں ملک سے قتل وغارت گری، زنا، چوری، لوٹ مار، بے انصافی، غریبی، رشوت خوری، بے ایمانی اور گندی سیاست ختم کرنے کی ضرورت ہے وہیں حکومت ہند کے اولین فرائض میں یہ بات شامل ہونی چاہیے کہ تمام شہروں اور گاؤں دیہات میں بڑے پیمانے پر گائے فارم تیار کرے جہاں کثرت سے گائے تیار کئے جائیں اور جس طرح پہلے ہندو

(۱) گائے کا قاتل کون اور الزام کس پر صفحہ: ۶۳

گائے کھایا کرتے تھے اسی طرح پھر سے ہندؤں میں بھی گائے خوری کا چلن عام کیا جائے، اسی میں عالمی بھائی چارہ، ملک گیر سالمیت اور گنگا جمنی تہذیب مضمر ہے۔

گائے کشی نہ مذہب مخالف ہے، نہ انسانیت مخالف ہے اور نہ ہی طب وسائنس مخالف ہے تو پھر اس کے کھانے پر پابندی لگانا اور پابندی لگانے والوں کا ساتھ دینا اور پابندی کو پورے ملک میں بشمول غریب وامیر نافذ کرنا جہاں بکرے کا گوشت اور مچھلی کی قیمت عام ہندوستانیوں کے لیے بار گراں ہو ملک کی ترقی وخوشحالی میں رکاوٹ، گنگا جمنی تہذیب کا تصادم اور عوام بالخصوص غریبوں کے لیے مشکلات کا سبب ہے۔

موضوع پر قابل مطالعہ کتب

مذکورہ بالا عنوان پر اپنے اسلاف کی بہت عمدہ اور بہترین کتابیں جس کا مطالعہ ہونا چاہئے:

۱۔ ''رسالۃ الحمیہ المعروف تحفۂ لحمیہ'' حجۃ الاسلام قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی۔

۲۔ ''گوشت خوری سے گلابی انقلاب تک'' ڈاکٹر عبد السمیع صوفی کی۔

۳۔ ''گائے کا قاتل کون اور الزام کس پر''؟ مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحبؒ کی۔

۴۔ شمع فروزاں سے حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف مضامین

۵۔ خطبات ڈاکٹر ذاکر نائک سلمہ وھداہ اللہ جلد دوّم

۶۔ گوشت خوری جائز یا ناجائز، ڈاکٹر ذاکر نائک سلّمہ اللہ

۷۔ حقیقت اسلام اعتراضات، سوالات وجوابات، ڈاکٹر ذاکر نائک سلّمہ اللہ

۸۔ تھانویات کا مطالعہ بہت مفید واہم ہے۔

۹۔ ہندوؤں کے مذہب میں قربانی۔ جناب معین الدین احمد صاحب، پروفسر فارسی ولسن کالج ممبئی۔

۱۰۔ انٹرنٹ پر دستیاب اہل علم کے علمی وتحقیق مضامین۔

یادداشت

فہرست ماخذ و مراجع

قرآن و تفسیر قرآن

قرآن مجید		
تفسیر ابن کثیر	اسماعیل بن عمر بن کثیر ۷۷۴ھ	دار الفکر، بیروت
روح المعانی	محمود بن عبد اللہ آلوسی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ ۱۲۲۵ھ	لکھنؤ
بیان القرآن	حکیم الامت اشرف علی تھانوی ۱۳۶۲ھ	ادارہ اشرفیہ، ملتان
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ ۱۳۹۶ھ/	ادارہ المعارف، کراچی

حدیث و شروح حدیث

الجامع الصحیح البخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (۱۹۴، ۲۵۶ھ)	دار طوق النجاۃ، بیروت/مکتبہ دار السلام
الجامع الصحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج النیشاپوری (۲۶۱/۲۰۶ھ)	دار الجیل، بیروت/مکتبہ دار السلام
الجامع (سنن الترمذی)	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (۲۷۹/۲۰۹ھ)	دار الغرب ال إسلامی/ دار السلام
سنن ابی داؤد	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی (۲۷۵/۲۰۲ھ)	دار الکتب العلمیۃ

سنن النسائی	امام احمد بن شعیب النسائی (۲۱۵-۳۰۳ھ)	دار الرسالۃ العالمیہ
مسند الإمام أحمد بن حنبل	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی (۱۶۴-۲۴۱ھ)	مؤسسۃ الرسالۃ/ دار ابن الجوزی
مسند البزار	امام احمد بن عمرو بن عبد الخالق البزار (م ۲۹۲ھ)	مکتبۃ العلوم والحکم
السنن الکبریٰ	احمد بن شعیب نسائی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
موطا امام مالک	امام دار الہجرۃ مالک بن انس ۱۷۹ھ	دار المعرفۃ، بیروت
المستدرک علی الصحیحین	محمد بن عبد اللہ حاکم النیشاپوری ۴۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ
المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد طبرانی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی
شعب الایمان	احمد بن حسین بیہقی ۴۵۸ھ	مکتبۃ الرشد، ریاض
المعجم الاوسط	سلیمان بن احمد طبرانی ۳۶۰ھ	دار الحرمین
شرح معانی الآثار	محمد بن سلامہ طحاوی ۳۲۱ھ	عالم الکتب
شرح صحیح مسلم	یحییٰ بن شرف نووی ۶۷۶ھ	دار الفکر، بیروت
مصنف ابن ابی شیبہ	عبد اللہ بن محمد ابن ابی شیبہ ۲۳۵ھ	مکتبۃ الرشد
الترغیب والترہیب	عبد العظیم بن عبد القوی المنذری ۶۵۶ھ	دار السلام
سنن دارقطنی	علی بن عمر دارقطنی ۳۸۵ھ	دار المعرفۃ، بیروت
مرقاۃ المفاتیح	علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ	دار الکتب العلمیہ
مصنف عبد الرزاق	امام عبد الرزاق بن ہمام ۲۱۱ھ	المجلس العلمی
معالم السنن	ابو سلیمان حمد بن محمد خطابی ۳۸۸ھ	دار المعروف

المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم	ابوعباس احمد بن عمر القرطبی ۶۵۶ھ	دارابن کثیر
خصائل کبریٰ	امام جلال الدین بن عبدالرحمن السیوطی ۸۵۴ھ	دارالفکر

فقہ واصول فقہ

المغنی	عبداللہ بن احمد بن قدامہ الحنبلی ۶۲۰ھ	دارالفکر
ردالمحتار علی الدرالمختار	محمد امین بن عمر ابن عابدین ۱۲۵۲ھ	دارالفکر
مجموع الانہر	عبدالرحمن بن الشیخ محمد بن سلیمان شیخی زادہ المعروف بداماد آفندی ۱۱۳۱ھ	مکتبہ رشیدیہ
الفتاویٰ الہندیہ	شیخ نظام الدین برہان پوری و جماعت علماء ہند (عہد اورنگزیب) ۱۱۱۰ھ	دارالفکر
البزازیہ (بہامش الہندیہ)	حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب بن یوسف الکردری البریقینی الخوارزمی المعروف بزازی ۷۵۰ھ	دارالکتب العلمیہ
فتاویٰ رحیمیہ	مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ ۱۴۱۲ھ	مکتبہ رحیمیہ، کراچی
فتاویٰ دارالعلوم زکریا	حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب	دارالعلوم زکریا
امدادالفتاویٰ	حکیم الامت حضرت تھانوی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ دارالاشاعت
فتاویٰ عثمانی	شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم	مکتبہ دارالاشاعت
فتاویٰ محمودیہ	مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ	ادارۃ الفاروق، کراچی
کتاب المسائل	مفتی سلمان منصور پوری صاحب دامت برکاتہم	
جدید فکری مسائل	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم	

قربانی شریعت کے مطابق کیجئے	مفتی مبین الرحمن صاحب دامت برکاتہم	
ذوالحجہ اور قربانی کے مسائل	مفتی محمد رضوان راولپنڈی صاحب دامت برکاتہم	
مسئلہ قربانی مع رسالہ سیف یزدانی	شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب	
مسنون غذائیں اور شرعی ذبیحہ احکام و مسائل	مفتی ابوبکر جابر صاحب قاسمی دامت برکاتہم مفتی منیر صاحب	
گوشت خوری جائز یا ناجائز	ڈاکٹر ذاکر نائیک	

اصلاحی کتب و متفرقات

ارشاد الہائم فی حقوق البہائم	حکیم الامت حضرت تھانوی	دار الکتب العلمیہ
حقوق الحیوان والرفق بہا فی الشریعۃ الاسلامیہ		
الافاضات الیومیہ	حکیم الامت تھانوی	
حیاۃ الحیوان	محمد بن موسیٰ بن عیسیٰ کمال الدین دمیری ۸۰۸ھ	دار الکتب العلمیہ
اللآلی المصنوعہ	جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ
روح الارواح ملحقہ سنت ابراہیم	حکیم الامت تھانویؒ	مکتبہ اشرفیہ
سنت ابراہیم	حکیم الامت حضرت تھانوی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ اشرفیہ

المصالح العقلیہ	حکیم الامت حضرت تھانوی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ اشرفیہ
اشرف الجواب	حکیم الامت حضرت تھانوی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ اشرفیہ
افناء المحبوب	حکیم الامت حضرت تھانوی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ اشرفیہ
طبقات کبریٰ	عبدالوہاب شعرانی ۹۷۳ھ	دارالکتب العربیہ
بکھرے موتی	حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالن پوریؒ	مکتبہ دارالسلام
ہندوؤں کے مذہب میں قربانی		
گائے کا قاتل کون ملزم کون	حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب	
حضرت علی المرتضیٰ کے فیصلے	علامہ محمد مسعود قادری	
بچوں کا اسلام شمارہ نمبر ۱۰		
شان محمد کے مثالی واقعات	مولانا ارسلان بن اختر	
اولیاء کی مغفرت کے عجیب واقعات	محمد عبدالرحیم صاحب	
اللہ والوں کی کرامات ومدد و نصرت کے حیران کن واقعات		

ویب سائٹ وجرائد

بصیرت آن لائن	بصیرت میڈیا گروپ
تعمیر نیوز	ادارہ تعمیر

محدث فورم	محدث لائبریری
مضامین ڈاٹ کام	ادارہ مضامین
نوائے وقت پورٹل	نوائے وقت گروپ
ڈان اردو ڈیسک	ڈان نیوز
مضامین ومقالات (عبدالرافع رسول)	مصنف ذاتی ویب سائٹ
دارالعلوم دیوبند	(شمارہ اکتوبر ۲۰۱۴)
ماہنامہ پیام سنت	مرکز دعوت وارشاد
روزنامہ منصف	ادارہ منصف

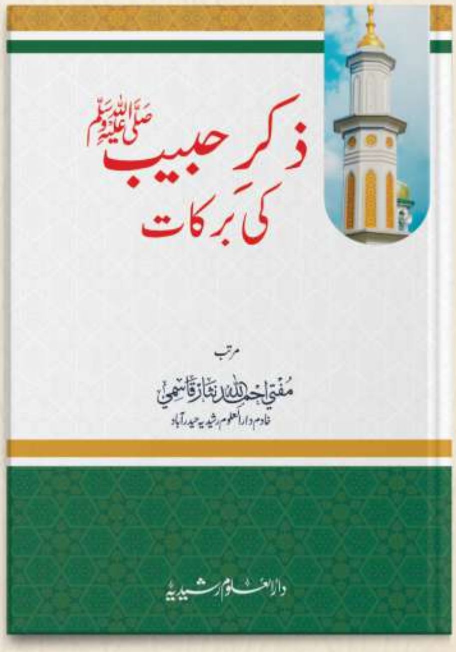
مرتب کی کتابیں

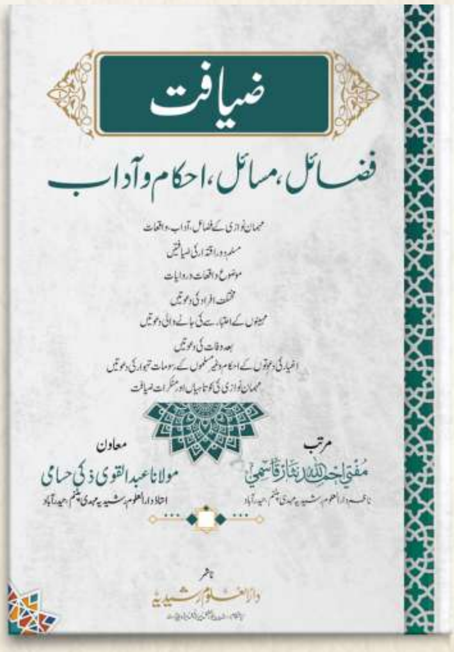
۱۔رمضان المبارک معروفات ومنکرات
۲۔اصلاحی واقعات دو جلدیں
۳۔اصلاح الرسوم (تسہیل، تعلیق وتخریج)
۴۔عصری خطبات مجلد (زیرِ طبع)
۵۔جماعت اولی کی اہمیت وجماعت ثانیہ کی حیثیت
۶۔نیا سال مغرب اور اسلام کا نقطۂ نظر
۷۔کرسمس کی حقیقت عقل ونقل کی روشنی میں
۸۔ویلنٹائن ڈے تاریخ کے آئینہ میں
۹۔اپریل فول کی تاریخی حیثیت
۱۰۔خیر البیان (مدارس کے طلبہ کے لئے)
۱۱۔ہندوستانی مسلمان آزادیٔ وطن سے تعمیرِ وطن تک (زیرِ طبع)
۱۲۔نفع المفتی والسائل (عربی،تحقیق وتخریج، زیرِ طبع)
۱۳۔ اللمعة اذا جتمع العيد والجمعة
۱۴۔کھیل کود کی تاریخی وشرعی حیثیت
۱۵۔احکام اعتکاف
۱۶۔خواتین رمضان کیسے گذاریں؟
۱۷۔یوم جمہوریہ حقیقت کے آئینہ میں
۱۸۔پتنگ بازی حقائق ونقصانات
۱۹۔وجودِ باری وتوحید باری عقل کی روشنی میں
۲۰۔ضیافت فضائل ومسائل

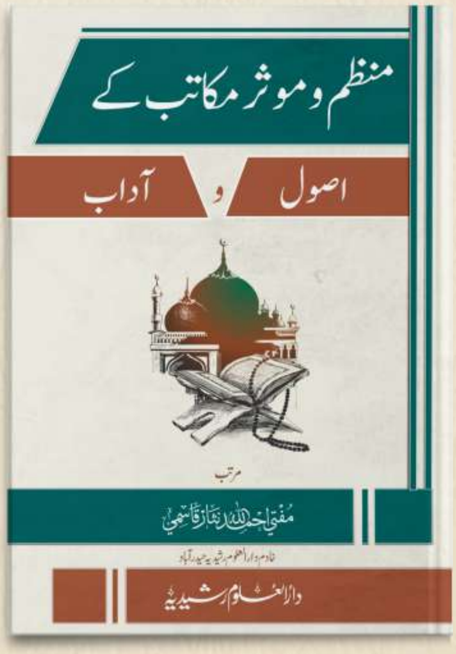
۲۱۔عظمتِ اہلِ بیت اور مسئلہ زکوۃ
۲۲۔ارطغرل غازی سیریل حقائق اور غلط فہمیاں
۲۳۔یتیمی اور یتیموں کے کارنامے
۲۴۔لون (قرض) کے جدید مسائل (زیرِ طبع)
۲۵۔ظالموں کا انجام سچے واقعات کی روشنی میں
۲۶۔کرکٹ کی تاریخی و شرعی حیثیت
۲۷۔فروع الایمان (تسہیل، تخریج و تضمیم)
۲۸۔قربانی۔منکرات و مسالک کے اختلافات کا حل
۲۹۔عصمت دری اسباب و سد باب
۳۰۔سنتِ فجر فضائل و مسائل
۳۱۔خطباتِ قاسمیہ
۳۲۔برادرانِ وطن سے تعلقات۔حدود و حقوق
۳۳۔کمیشن اور بروکری کے احکام
۳۴۔کرایہ کے جدید مسائل
۳۵۔ٹوپی کی شرعی حیثیت
۳۶۔اسلام میں تجارت کی اہمیت
۳۷۔جبر تبدیلیٔ مذہب کی حقیقت
۳۸۔اسلام میں تقسیمِ میراث کی اہمیت اور ہمارا سماج
۳۹۔مروّجہ مضاربت کے احکام
۴۰۔اولاد کے حقوق شریعت و سماج کی روشنی میں
۴۴۔لو جہاد حقیقت یا فسانہ
۴۵۔صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت و ضرورت

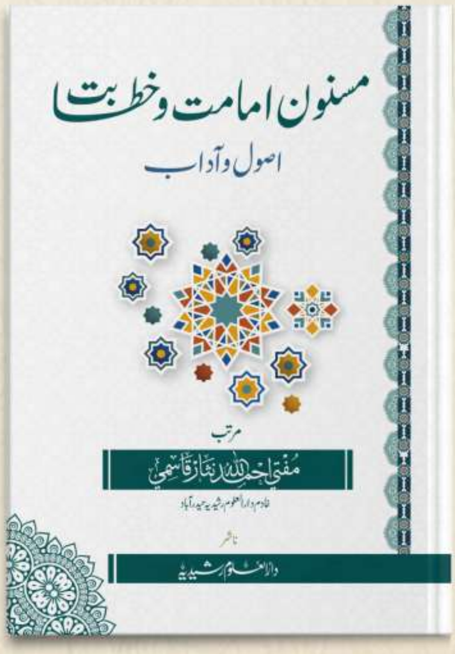
۴۶۔تیسیر المبتدی بترتیب جدید فارسی (حصہ اوّل،دوم،سوم)
۴۷۔نفقۂ مطلّقہ عقل ونقل کی روشنی میں
۴۸۔تعلیم بالغان وبزرگان۔اہمیت وضرورت
۴۹۔خواتین کے علمی کارنامے۔حافظہ وعالمہ بنانے کی ضرورت
۵۰۔مکاتب کی اہمیت وضرورت
۵۱۔منظم ومؤثر مکاتب کے اصول وآداب
۵۲۔مسنون امامت۔اصول وآداب
۵۳۔مسنون مساجد۔خادمانِ مساجد کی ذمہ داریاں
۵۴۔قتل کا گناہ اور سماج کی صورتِ حال
۵۵۔زمینات ومکانات
۵۶۔ملٹی لیول مارکیٹنگ۔اقسام واحکام
۵۷۔ذکرِ حبیب ﷺ کی برکات
۵۸۔ووٹر آئی ڈی۔ووٹنگ۔الیکشن
۵۹۔اسلاموفوبیا و فلمی دنیا اور فلم ہمارے ۱۲،کا پوسٹ مارٹم
۶۰۔بھارتی مذاہب کی تاریخ زوال
۶۱۔ذاتی مکان یا کرایہ کا مکان احکام وآداب
۶۲۔تعلیم نسوان ومکاتب بالغات کی اہمیت
۶۳۔سادات واہلِ بیت کی عظمت ومسئلہ زکوۃ
۶۴۔عظمتِ حفظِ قرآن ومقام حفّاظ
۶۵۔قربانی وگاؤکشی۔حقائق اور غلط فہمیاں
۶۶۔قصّاب اور قریشی۔احکام ومسائل
۶۷۔میلاد النبی کی حقیقت دلائل کی روشنی میں

مصنف کی دیگر کتابیں









DARUL ULOOM RASHEEDIA
Door Number 12-2-823/A/28A1 Masjid E Qutub Shahi
2nd Floor, opp MS college Santosh Nagar Colony,
(Pillar No17) Mehdipatnum Hyderabad-500028 (T.S)
WWW.darululoomrasheediya.com